

5/12

100 yrs old book
L

III



4092

OT 01

26

س

Ro

احسن التواريخ

جلد اول سوانح عمری امیر بہادر شاہ دوم پورٹوگیزی پور معروف باسٹوری

صفحہ

صفحہ

صفحہ

حمد خدا

نعت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور پند تو گناہی اپنی طور پر حکم لگانا اور پند
بشرع ہم یکا مہاراجہ کی شکی بہادر کے
تولد سی اگا کر ناو مہاراجہ مدوح کا عالم
موجود میں آنا

منقبت امام المشرق والغریب
حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام

ذکر لال بہادر شاہ امیر گونا کا حالت
فوج ایک بڑی مہاراجہ پر چڑھ آنا اور مہاراجہ
بہادر کا جاکے بہگنا اور بیان علوم فنون
وغیرہ

ملک شاہنشاہ ارث سلاطین
جناب سکریٹری مکرمہ و معتمد خلیفہ
ملک مہاراجہ سلطانہا

بیان شادی نیا مہاراجہ بہادر و ذکر تازہ
وسال و پڑی مہاراجہ کا انتقال
راجہ زین سنگہ بہادر کا مسند حکومت چلاو
فرمانا اور مہاراجہ بہادر کو سوری اسب
وغیرہ سکھانا اور مہاراجہ مدوح کی دلیر کیا
اظهار اور شیر کا شکار

مشاجعت رگاد قاضی
مدح جناب مہاراجہ و گنجی
مع ذکر فرزند و پند و بعضی
و حال عمارت و شہر وغیرہ

مہاراجہ بہادر کا پشت فیل سے زخمی
آنا اور اس کے ہاتھ سے بیعت الہی جم
وسالم مراجعت فرمانا

پند نامہ طبع و حضو
سبب بیعت لکاب
خاندان فرزند و مہاراجہ و پند

۱۱۹ ہمارا جی بہادر کا بانسی تقریباً چلنا
اور ہمارا جی ریوان کو اپنی ملاقات سے
خوش کر کے اور نو شاہ تراب سنگہ سی
نیری کے کسرت کر کے پہرانا

۱۲۸ کشندت سنگہ رئیس نہنگ کا فوج لیکے
راجہ جی نرائن سنگہ بہادر پر چڑھ آنا اور راجہ
مردوح کا بیلاسی مع سامان جنگ ہمارا
طلب فرمانا اور نوگر ستاخی نل سنگہ
درمیان راہ اور فوج مخالف کا بی لڑے
بھاگ جانا

۱۳۲ راجہ جی نرائن سنگہ بہادر کا مرض الموت
میں مبتلا ہونا اور گھوڑیکامنا بعد اوسکی
راجہ مردوح و مخمور کا دینیائے فانی
کوچ کرنا
۱۳۵ جناب ہمارا جی سنگہ بہادر کا ریا پانا

اور نل سنگہ کو مٹرو دی کی سر
۱۳۵ دشمن سنگہ کا نظامت پائی ہمارا
عداوت برپا ہونا اور ذکر شادی کچھ
مختور پیرنگ حرامی نل سنگہ بانی
اور بیان جنگ اور دولہ اور شہ
بیان جنگ
ذکر انقلاب حکومت نظامت عداوت
شکرہای انگلیہ انجام دیات لکھنا مانی
۱۴۰ پاپا سنگہ کا نظامت پانا اور قلعہ شولیان
فوج چڑھا لانا اور شکست بھائی ہمارا
بہرادر دشمنی و عداوت پیش آنا اور بعلیت
خون تلحق پس قاضی فرار ہونا آخر
بیکسی جان کہونا
۱۴۹ سراپا مانی نہ کورہ کا
۲۱۰ اشعار شہنشاہ سال مارہ
ایضاً رجوع و طلب
۲۱۳ بن خیر سب غیر اور خوبی

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

۲۱۹

ذکر ناموری و موقوفی سراج الدولہ بہادر
و بجالی راجہ درشن سنگہ قناراج کی قلعہ پور

خدا م شاہی قید ہو جانا
مہاراج کا حسب العلیہ کلکٹریت صاحب

۲۲۳

ذکر شکار شیر

گورکھپوش شریف لیجانا اور وہاں راجہ

۲۲۸

مہاراج کا تنگ گے گورکھپور جانا اور بلوچ

درشن سنگہ کی گرفتاری کی خبر پانا اور

۲۳۲

تدبیر ناظم کوستانا اور عظم خان میواتی کا

وہاں سے اگلی ریاست آبائی بزور و

۲۳۶

ناظم کی طرف بدحواسی مہاراج کی حد

انہی قبضی ملین لانا

۲۴۰

میں آنا

ذکر قاعدہ انتظام ملک اقسام روستا

۲۴۴

معظم خان مہاراج پاس کی دامت زور ویر

انہی قبضی ملین مہاراج کا تنہا سے گھبرانانا

۲۴۸

اور مہاراج کا بہانی سی روی سنگوٹا اور

اپنی مطلوبہ کا گونڈے سے بلوانا

۲۵۲

دہو کا دیکے روپی لیکے چلی گئے

ذکر دانائی راجہ درشن سنگہ دروان کی

۲۵۶

کی طرف جانا اور راہین افیم خوار کو

بہادر سمت بنارس

۲۶۰

گنج مذکور میں پہنچنا

مضمون محبت نامہ مہاراج بنام مجسٹریٹ

۲۶۴

ترفعہ مہاراج بنام عظم خان

ذکر روانگی مہاراج بہادر طرف جو پور

۲۶۸

بیان گرفتاری عظم خان و قنون کو

مراجعت جانب بلرام پور

۲۷۲

ناظم سبقت قتل اچو دھیا سنگہ معیار

مہاراج کا بلرام پور جاتی ہوئی نیپال کی

۲۷۶

ناظم کافج کشمیری مہاراج پر چڑھنا اور

شرف لیجانا اور منتر نوٹو گرفتار

۲۸۰

حضور کے تندی ہی سی شکست

کر لی علیہ کا اکر بڑی نجات پانا

پیشہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

۳۷۷ ذکر انتقال راجہ درجن سنگہ و بیہار سنگہ
 و شرارت گجادہر سنگہ
 ۳۷۸ عبارت خاتمہ جلد اول و حکایات عجیب متعلق
 عبارت تتمہ کتاب و قطعات تاریخی
 ۱۲۴۲

ناظرین کو اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ اس کتاب میں بڑی حضور اور بڑی ہماراج
 عبارت کے جناب راجہ راجن سنگہ بہادر والد نرگوار جناب ہماراجہ دیکھی سنگہ بہادر
 اور راجہ جی نایان سنگہ اور راجہ میجکے اشارہ ہی بلکہ کلان ہماراجہ دیکھی سنگہ بہادر
 اور الفاظ حضور اور ہماراج اور ہماراجہ بہادر اور
 اور ہماراجے ہماراج سے عبارت
 جناب ہماراجہ دیکھی سنگہ
 کی طرف

۲

Allama Iqbal Library
 57894

J. & K. UNIVERSITY LIB.
 Acc. No. 57894
 Date 9.8.65

بوفتای خاتون کائنات و جلال من و بمولت خود لیدای

سراج عمری جناب الراج و دهرج و گنجی سنگه بهادر و ام اقباله و اجماله

مالک راج بلر امپور و تلمسی پور و غیره که در حقیقت کارنامه السیت می باشد



در از صفتا عین و چرخ شانی کلین گلزار کتبه دانی روح رون سخن رست

مضامین و این اقا حسن تخلص می عزمیه تصادف با معارف حسن الراج و ام اجماله

در مینو مطبع حنا در مایند کیدای استوکل طبعه طبع پوید



بسم الله الرحمن الرحيم

خدائی تو انا کہ ہر انجیہ بہت
بحکمت سفید و سیاہ آفرید
جدا کرونگ حد و شاد آفریدم
جہان آفرین و جہاں انداز پاک

سرخامہ قدش نقش لبست
شب و روز و خورشید و آفرید
بر آورد نقش جوہر از عدم
پیدا و آرم از آب و خاک

شروع کتاب حمد خالق الوہاب باعث برکت موجب عظمت سبب
مطبوع طبالیع ناظرین و سامعین سینہ الحق و وہ کاتب جان

بیاں بخش جان آفرین ہی پاؤ شاو میرور و شیر بل شانه و لم نزل
سلطان ان الله عیلة کل شیئہ قدر مولا

لطیف و نبیہ کیم و عظیم	غفور و شکور مجید و عظیم
رحیم و کریم و سیم و سیر	حفیظ و حسیب و جلیل و کبیر
ولی و بدیع ایزد آمر زگار	متین باک الملک پروردگار
غنی و قوی و ال و مسد	وکیل و مقدم و مؤخر احد

قاضی احوالناظر لہجات رب العباد صانع زمین آسمان شجر و آب آتش خاک و باد

رازق جن و بشر فارق برگ و ثمر خالق شاخ و شجر فالق حب و نوا

اوس لامکان بیایہ نفسہ کوئی مقام خالی نہیں یہی ہر مکان

میں ہی مکین ہی ہر جگہ تو ہی تو ہی خورشید میں ضیا برق میں

تڑپ دریا میں موج آب بقائیں حیات موتی میں آب

یا قوت میں رنگ سنگ میں اخگر گلیسا میں صنم کعبے میں
الہ جسم میں جان فانوس میں شمع گل میں بوسے ۵

صد آئی پٹکی جو گل کی کلی	تو ہی ہی تو ہی ہی تو ہی ہی تو ہی
ای ہمہ جا جلوہ گر لیک بری اچلو	در ہمہ حال و محل با من و از من جدا

بام کم کس حقیقت غر و حبلان بہت بلند ہے پر طائر نگار تصو
و وہم و قیاس نظر بند ہے بقول بلبل شیراز ۵

توان در بلاغت بہ سبحان رسید	نہ در کتبہ چون سبحان رسید
کیا خوب ہی مصرعہ جبتہ و دست	خاموشی از ثنائے توحید شائست

عقل اتول صامت ہی نفس ناطقہ ساکت ہی دل میں مقیم
ذہن سے دور ہی خاک کیسی نور کو اقرار قصور ہی یقین سے
پاس فہم سے بعید اعتقاد سے قریب وہم سے تعبیر

غیر باطنویکے نزدیک فاصلہ غیب و شرق ہی کیونکر درک میں آسکتا
نکاح واجب کا شرق ہی جو اس نے نزدیک بہت دانا ہی آؤگی
عقل حکیمین ہی حیرت سوا ہی اہل سیسے ہی تا بہستی جانا خود پرستی
کو خدا پرستی جہاں علم کے زور سے خیال اور اک ذات خدا
دن رات ہی سمجھنے کی بات ہی صفات توصیفیات ہی ملو لطف

نظر ہر شکل ہی تا ہی نقشہ تیری تھکا
جو ہوں فرار اسی دیدہ دل کو کیا چاہا
لیکھو نہ کر صدق لسی حمت علیا میں کہئے
دئی ہوں اس چشم کو شوق و پنا تو
ترصدی او نہیں عدل یقین کا جو کہ کھنڈ
کبھی مانند ہوئی و سکو دیکھا ہی نہ نکھنڈ

ہماری کعبہ دلیں ہی جلوہ نور و مد
نہ دیکھیں تو تیرا ہی قصو اپنی بصارت کا
ہر اک فرد و شہر محتاج ہی تیری عنایت کا
ادای شاکر کسی ہو سکی ایسی عمت نکا
نظر کیا آئی پڑھ چھین پاتل ہی غفلت کا
یہی اگر شہابی قول ارباب بصیرت کا

من قرانی عدم رویت کی گواہی اسی سے منکر کی زبان پر لا الہ
 ہی ظلمت سے نور ممتاز ہی کفر سے دین سحر سے اعجاز ہی
 جو دل آگاہ ہی و سکو دیر رہا یہ بیت اللہ ہی سب اپنی اپنی کہیں
 حق و باطل میزانِ حق و تکلیفِ قتل خاموشی دہن سے صاف کھل گیا

شہد اللہ لا شریک لہ | وحده لا الہ الا ہو

نعت سرور کائنات پسندیدہ کبریا خاتم الانبیاء
 حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمم و الشہادۃ

بعد حمد حقائق ہر ذیجات | چاہتی نعت رسول پاک ذات
 شہداء و بیان پیشوائی رسل | چراغِ ہدایت گذارِ سبیل

نورِ خدا محبوب کبریا باعث کائنات موجب نجات مالک دنیا و دین کریم
 رب العالمین محمد بن عبد اللہ خدائے قدیر بادشاہِ انبیاء رہنما

ادعیا شریف عرشِ عالمیان خدای سبحان و تعالیٰ عالم غیبی پدید آید

نمود عالم و آدم که نور احد بود

ز آفرینش عالم غرض محمد بود

فخرِ علیل مورچہ نعلِ محترم عقل و خرد مزج اوصافِ لاتعد رضا جو و

مدوحِ رب احد امی لقبِ شکِ فصاحتے عربِ خسر و شکرین

جدِ الح و الحسن زینتِ بیتِ اکرام رونقِ دارِ السلام حضرت

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ الطاہرین اصحابِ الملکین و سلم معراجِ جنات

بیحد و لا انتہا بین کیا مجال جو کہہ سکے قلمِ حل نہیں سکتا غد

لنگ ہی نقطہ معراج کا حال سنکے عقلِ بشر و نگ ہی

میانِ عاشق و معشوق زمرست

کونامیا کردش تمام

سلام و درود و درود و درود و سلام

منقبتِ شیرین و دلِ قاسمِ ناچیزان معتدرا و حیاتِ ہما اولیا

امام المشارق والمغرب علی بن ابیطالب علیهما السلام

بنیعت مقتدای روزگار	ای قلم لایحست لؤلؤ سوار
علی خاصه بارگاه و دود	علی ذین هر چه هست انچه بود

نائب رسالت یاب لایت مآب شیرزبان شاه مردان قد رفیع الجلال
مارون مثال مالک زمین و زمان حاکم انفس و جان و نق عرش زیور
فرش قاتل مر حرب استر فاجیه خیر عالم پناه سیف الاقله کشتار نیت لشکر
مصطفی اگر غیر فرار افتاد سپاه رسول پشت و پناه رسول قوت
تیغ دو سر حیدر صند و حافظ و مین نبی لنگر کشتی دین نبی و افغ
شمسکات زریک بنات شافی محشر ساقی کوثر از همه بهتر و برتر صاب
شوکت جزو نبوت مالک محبتات نبی ذریعه حیات نبی مختار سرکار
رب دشمن و شاه و عیب رسند آستان کون و مکان خاثر و ذلیل جهان

سید اوصیا سر دفتر و خاتم اولیا خضر غام خدا دست خدا ہمت نام خدا
 موجد خیر ایے نصیر یوسف وقت یعقوب عصر نویس وقت ایوب
 عصر موسی دوران داؤد و زمان عیسی نفس بری از ہوس فخر بن حق
 اول عالم باستی عابد و زاہد متقی مفتی دفتر بنی ہمد تن خوشے مصطفی

باروئے مصطفی واقف رموز رب العلامان سید الانبیا

علی روح حبش نبی الہدا	علی جسم و روح حبیب خدا
-----------------------	------------------------

روشنی تجرین تر مصطفی بانشین منیر مصطفی و صلی رسول زوچ تہل
 وارث نبی مابہرخی و علی اسد اللہ الغالب حضرت امیر المؤمنین علی بن
 ابی طالب علیہ السلام اس قول سے مرتبہ کہ لکلیا انا مدنیۃ العلم و علی بابہا

شناختی علی بہر خیر خواہم بجاست	بجہرینکہ گویم رسول و خداست
بخوان نامی ازین منقبت بردار	علی آسمان یازدہ خستہ ش

همه یازده اختصاران علی	امامان دین لسان علی
همه تحت کردگار جهان	همه افتخار زمین و زمان
همه چون علی وارث انبیا	همه چون علی سید اولیا
همه ارشاد خاندان رسول	همه نونهالان باغ بقول
همه عدل گستر همه دادگر	همه بنده پرور همه خوش سیر
همه مخبر صادق و غیر بدان	همه چون علی ولی در جهان
همه قبلانند و خاصان حق	همه عاشقانند و خواهان حق

مدح شاهنشاه و رسلان باین جناب بلکه کتب و یا معطر
مکر متاج بخش و باجستان خلد الله مملکتها و سلطنتها

بعد توحید خالق قیوم	وزیر مدح چاره معصوم
---------------------	---------------------

مصنف کتاب و مولف صحیفه مضمون بآب گو مدح شاه و قوت حضرت

ورنہ عجز شاہدِ قصور ہی گویمان سراسر مقامِ ادب ہی مگر بالکل غدیو
 مسموم کب ہی زبانِ کلک و کلک زبانکی کیا مجال جو یکے از ہزار
 واند کے از بسیار ادا کرے کوئی کیا شاگرے عصمتِ زبان
 روزگارِ مہیتِ مردانِ حیرا گلشنِ آرایے بوستانِ جہانِ تازگی
 حقیقہ امکانِ شتری خصال والے جاہ و جلال او رنگ
 نشینِ سریرِ عدالت نورافزائی مصباحِ بادشاہت شمع
 دودمانِ دولت و عظمت آفتابِ جمال قمرِ طلعت جو ہر شیر حکمرانی
 سکے زنِ اشرفی جہانِ بانی عزت افروشاہانِ آفاق فخرِ خسروان
 چین و فارس و روس و روم و عراق خدیوِ زمینِ زمانِ سلطان
 سلطانِ نشانِ ارثِ سلاطینِ صاحبِ قرآن تاجِ بخش و باجِ ستانِ خلائق
 سلیمانِ جاہِ نرا و اراکلیں جھنڈا نداری نو بخش دیہیم تاجدارِ ی

منظر فریضات الہی مصدر کرامات نامتناہی عطار دوزیر فلک سر عطا پاش
خطا پوش عدو بخش کینہ فراموش شہنشاہ جہاگیر مایون تدبیر خورشید
دانش و فرہنگ فرمان روایے ہند و فرنگ حبیب الملک معطر

و کثور یا لالہ الت شمس اقبالہا ساطعۃ و لامعۃ سبحان اللہ
فیض عفت و حیا سے ہمہ تن لطافت ہی ہر کنیز پر بلکہ بلقیس

ہنگام گلشت چمن کب نظر آتی ہی نظیر کھیت گل پردہ نقاب
سے باہر آتی ہی رعب ایسا کہ اگر زہم عالی تک پہنچے کو

مد و غیب کا عصا ہاتھ آئے پائے قصور خضر ہزار جگہ لغزش

کہا ہے فیض وہ کہ اگر کشت خشک آرزو تک دامن

دولت کی ہوا آجائے مصر مردم عیسی کا اثر دکھائیے رسم

کی انتہا نہیں کل کی بات ہی اپنی انگھون سے دیکھ لیا کہ فوج کرام کی

کہ ستاخی پر کچھ خیال نہ کیا قاتلان خدام ذوی الاحترام کا قصور نہ تھا
 کہ ایک کے خوشنود کر دیا نمود بیہود و وجود بیہود کو نابود کر دیا
 ایسے بڑے بکے نوشیر و انکی عدالت نہیں اپنوں کی ہی رعاہ
 نہیں اگر کسی پر ہاتھ اٹھائے کیا عجب جو گورا
 کالیپانی چلے سلف سے ایسا بند و بست و انتظام
 سنا نہیں باریا فنگان بارگاہ کو اسی کی آٹھون پر کہہ ہی
 اور کہیں کا حال نہیں معلوم ہند تو بسم اللہ کا گنبد ہی
 جس کا جی چلے یہ سڑک پر جواہر اوچھالتا چلا جائے
 مشکین بدین اگر کوئی ہاتھ لگائے کیا قانون جاری ہوئے
 صاف طینت کی بہبود و مطلوبوں کی بہت ساری سرکش جعل ساز و غائبانہ
 عاری ہوئے ادنیٰ ملازمین نے وہ وہ صنائع بیان کہا تھیں

کہ اشراقین و مشائین کی عقلیں یکپہلو آئین صنعتِ صانعِ حق سے
 ملکہ طراز ہی اور سبکو جانید و ایک ریل گاڑی خشکی کا جہاز ہی
 ہوا کوشش رانی ہی خیال سے آگے جاتی ہی ہر چیز کی
 از رانی ہی کوڑیوں کے مول آپ زندگانی ہی انتفاع
 تعلق مد نظر ہی ہر قوم بھڑور ہی سکندر کی شوکت
 پانی سے مشرق سے مغرب تک دہانی ہی شاہزاد
 مریم لقار و کوشش شاہان کجکلاہ ہی تین سے روم
 غویئے بزم شان جمال حسن سیرت طرز حکومت و فہر
 افلاک کثرت عفو و رحمت سخاوت جودت طبع دورانہ نشی
 فہم طریق سیاست کا یہ قصیدہ ذیل گواہ ہی
 خسرو تابعدار تو شدم نکتہ طراز گشت سحرین منہ رشکِ اعجاز

مذکر کو اسکی سوا اور پہلا کیا لانا

طبع موزون سخن نغز زبان گویا

قصید

اگر ہی ہی سیم بہار کی تاثیر
 نہال تخم شرر ہو گئی ہیں بالید
 یقین کنی گل آبی سنبیل کی
 ہری ہیں آئسی خنجر کی سبزہ جہر
 بنا ہی خانہ صیاد و کش گلشن
 صبا کی کہولی ہیں چنکی عطر دان لاکھن
 اصولِ فاختہ چرچہ کرتی ہیں شمشاد
 عروں بانگو نہایت کاہو اسی جو ووت
 عروہ پر جوانانِ بانعکاس جو بن

شگفتہ گل کی روشن ہوئی غنچہ تقو
 ہر ایک منتقل سوزان گلستا نظ
 پنجائے چمن بوی دانہ زنجیر
 بنا ہی چشمہ پنجاستہ رشک ابرو
 نکال لای ہیں کلیانِ قفسین مرغ اسیر
 چمن کی خاک سی تہی بوی مشک
 گلہو کی ہوش اورانی ہی بلبانو کی صفیر
 چمن نہری آئینہ وار صاف ضمیر
 دماغِ نکست گل اندون عرش میر

کہیں ہزار گل تر مگر بلبل دل
 نہ اس نہ آگے ہرگز ہوا خیاں بیکے
 وہ جسے لالہ ہوں شعلہ زیر طلعِ گرم
 جوشِ گلشنِ بیا دکھی تخی سر
 چمنِ آتشِ گلشنِ ہوا رست گیر
 ہوا کی گرمِ گلستانِ نی صورتِ کیا
 ہزاروں آبی پر جایتِ نیشِ گلِ حباب
 ہر ایک گلِ گلِ تری باغِ سوزان
 جدا دی ہیں جن جسمِ گولِ مہتاب
 جو کوئی خوابِ جنِ رشیدِ حشر کو دیکھی
 نہیں ہی زیرِ فلک کوئی جانی امرواں

ہی گانچہ شہرِ مردہ کی روشِ لکیر
 ہوتی ہی خونِ سمندر اس کی خاکِ خمیر
 کہ آفتاب قیامت کی گرد ہو تنویر
 قلم کی نالہ بلبل سی گرم تر ہو صیر
 بنی ہی ہونجِ صبا شکِ آتشِ زخیر
 مزاجِ ابنِ بدوین کی ہی یہ تاثیر
 کسی کا عکس اگر آئینِ ہوا عکسِ پذیر
 ہی عندِ لب کی منقارِ شکِ آتشِ گہر
 بدنِ گر پڑی جس طرح جوشِ کہاکی شہر
 ہر ایک ذرۂ افسردہ کی دیِ تعمیر
 سواری در گہِ ظلِ العرشِ سر بر

بطر صنعت تو شیخ ده و ده اشعاع

اگر بی مد نظر اسم پاک به معلوم

جو فیض عالمی توصیف آتی لکهنی بر

نگاه غوری و یکنجی رتبه عالی

اساس ظلم و بنای ستم هوئی یارو

برای زخم کتان کشور التین

ملک شمال و انجم سیاه و صاحب کشف

لوائی دولت اقبال و چشم شکست

کسی کا پاؤں جھفل میں آگنی سوجا

ہر ایک تہ نہاب مشرق و دو صد شوہ

مدام طوف کری مہر صورت زور

ہوئی ہن گلک مبلغ کاری تہو

صروف صد سی ہر شعر کی سی غلو

رگ قلم ہی رگ ابر ہودم تسلیہ

گری زمین و ستار آفتاب مختیر

بنا شرارہ افسر و باب ہر یک شہر

بنای مرہم کا نور عکس باہر

فلک شکوہ و قمر زہد و آفتاب غمیر

خدا کی فضل و کرم سی ہی صاحب تسخیر

وہ و کی خواہ فردوس سبکی تعمیر

شرف یہ کہتی ہی خسار پاک کی تہو

اگر ہو خاک کف پا کا ذرہ اوچ پور

عطا کیا ہی وہ خالقِ نیر و جاوِ چشم
ظہورِ حجتِ عیش و نشاط و شرب و سر
مٹائی آنچینِ کج خلقِ خودِ سر و بدیا ک
ہر ایکِ رسی لاکھوں پہلے گلِ امتیاز
وہ ہم عیش ہی سر سبز و حرمِ شاد
کھلی جو دشمن و بدین کا نامہ اعمال
ٹہر کی دیہلی گر چرخِ رواں نور کو
وینعِ حوائِ کرمِ فخرِ سفرۂ گردون
بینِ نرمِ طربِ محفلِ دو حشدِ شید
یہ دستِ فیض ہی عقدہ کشائے آن
اگر باو عامِ جہان میں سیمِ خلقِ جناب

شکوہِ قید و فقر و غمِ ہی عشرتِ شیر
مدام سامنی ہی دستِ تہِ شل و زیر
گرانیِ سیلِ عدالتِ ظلم کی تعمیر
نیمِ گلِ شبنم کی واہِ رمی تاثر
جہان ہی سبز و بیگانہ گلشنِ کشمیر
تو روزِ حشر کی ہو صبحِ روشنِ شب
گری نگاہِ سی نورِ ضیائیِ منہر
وظیفہ خوارینِ حیکے امیرِ شاہ و فقیر
حُضیضِ پائے قدرِ جلالِ چرخِ آبر
کہہتی کہو لسا کا جسکو ناخنِ تقدیر
سپر کی پہو لسی نکلی گلابِ تی تاخیر

که چون مدحت حاضرین مطلع عا
 مثال آئینه کیا صاف صاف ہی تقریر
 فروغِ راتنی منور ہی شمعِ بزمِ صفا
 دماغِ رکھتی ہی اعلیٰ نسیمِ خلجِ جناب
 دہن ہی خضرِ چشمی سی آبروینِ سوا
 نہیں ہی آپکانی وہ ہمیشہ پلین
 ہمائی اوجِ سعادت کے سایہ دیوار
 بڑھائی گام اگر حلقہ طاعت سے
 عصائی کا ہستان لکے آئی پیرِ فلک
 گلِ نشاۃ محفل ہی شکِ باغِ ارام
 لوازماتِ طرِ جہان ہی شکِ فلک

غریقِ بحرِ ذامت ہوں انورِ فی ظہیر
 سنی تو زمرہ پر اہو طوطی تصویر
 چراغِ عقل ضیا بخش دانش و تدبیر
 عجب نہیں کر رہا ہوجو عطسہ پذیر
 مسیح دمِ مرضِ غمکی واسطی تقریر
 ہوانہ عکس کہی آئینی مین جلو پذیر
 کہین نہ کیوں رد و لٹسرا کو عرشِ نظیر
 عدو کی پاونین موجِ خرام ہو بخیر
 زیادہ ولتِ حشمت بڑی یہ ہو تقریر
 صدیِ مطربِ خجہ شہجہ بلبوکی صغیر
 ہزارون جمع ہیں امشکرانِ ہر طور

نخا و نوسی یہاں تک جہاں ہی ستغنی
جوا کر در غنا بت ہوا سی سائل
بستر کو کرتی تھی گل کی سائیں اوتار
یہ حکم ماہ کو ہی ستغنی شریا کا
نظیر موجہ دریا فی فصیر ربانی
برش ہی تیغ ہا لیلی حجت قاطع
جوا و سی کا تھی چورنگ نور کو
ورق پکلی رقم ہو جو صفت گل کا
نی جوا و سی غبار خرام سی شن
کتاب میں ہیں کہ روپ کی سورت
ریا تو ہیں خیال قیاس کی گل مح

نہیں بھی تہ کوئی اب غنا کا مقبہ
نہ لکھ سکے گا اوسے عمر ہر فلک کا دیر
عطا ہوا ہی انہیں طوس و کشور کشمیر
طبق میں کی خیرات پائی خاتم
عدو کی واسطی ہی آبادی شہر
سمجھتی ہفت کو ہی ایک قرن
پوشین چون کہ کا وزین کا خشک
نوائی بلبل خوشا ہے ہو فلم کی صیر
تو باغ خلد کی باقی رہی نہ کہ تویر
زیادہ لشکر انجم سی فوج کی ہی بہیر
سمائیں کیا کہی کو تاہ اس فقیر

سیاه خاکی مانند تهاستار خبت

هماری کیسی مین بیا سراج نقد

وحید عصر چون آفاق کی مرقی مین

بشوق گشت گلستان نظم من عجب

بحر شعری لاکوهر و عا نامی

کشاده باب اجابت مثل دست کریم

ریاض و دست کا بلغم و آینه

مناجات کا قاضی الحجاب و مع جتنا مہاراجہ کی سنگ

بہاد و منع کر و ز دل بند و بعض ملات و حال و شہر و غیر

خداوند از بانم را اثر بخش

کہلادی غنچه فیض سخن کو

ہوا ہی طبع کی روشنی لیس ہی باہنیر

شما ہی اکی سکہ ہی اسکا عالمگیر

نہیں نظیر کسی کا نہ کوئی سیرا نظیر

کشایدار پر پرواز بلب ل تصویر

برائی نذر سخن و جواد با تو سیر

بصدق کہیں آئین جوان و صغیر

ہی نصیب شد اشنو نگو نار شعیر

مناجات کا قاضی الحجاب و مع جتنا مہاراجہ کی سنگ

بہاد و منع کر و ز دل بند و بعض ملات و حال و شہر و غیر

زبانم را غم از آب کھر بخش

بہار با و دان ای اس جہن کو

زبان شمع ده جانی ز ما نم :

اثر دی لطف دی میری بیائین

کلام با صفا کو بخت نه اکر

که اپنی طبع کی جودت دکھاؤن

رقم ہو مدح و شان بی بہادر

کہ از گفتار گرم آتش فشا نم

فصاحت و بلاغت کی پائین

حکومت ملک معنی کی عطا کر

منصب میں گرامی ڈھونڈ لاؤن

مہاراجہ ساراجہ پادشاہ

مسند آرائی اقلیم سخن و صدر نشینان این انجمن بختہ سنجان نقاد و

صاحبان طبع و قنادان اک خیالان باد حکام نزدیک و دور جمہور انام

رعیان دیوقار پر ہویدا کہ جناب استطاب خداوند نعمت و امان

سرو جوئیاری ریاست گل گلزار حکومت ماہ برج اقبال

افتاب فلک عز و جلال حاوی علم و کمال مسند آرائی

نرم زمیں گو سر تا چمن سرماندہ ہنس از بند و انت حکما از شوکت افزای

پاریالش قدرانی رئیس ارجمند جهان پسند حق کیش مصلحت اندیش
 منع حلم و مروت کلی گنجینه سخاوت معدن بسم مخزن جود
 و کرم جامع اخلاق مجمع اشتقاق فراطون تدبیرارسطو شیر ذاق
 جور و ظلم و فساد گرامی قدر بزرگ نهسا دحاب عطاس پیر سخا
 شمشیر زن قلعه شکن مالک جاه و چشم صاحب تیغ و علم
 شیر رزم سپهر بزم والا و دودمان محدوم معاون محافظان جهان
 عالیشان شگفتا نر و زر کار پر نهی ^{جهنم} نماند و شهرم شور و دهر و تار
 دین بند بود کرم یا سندی بود یا ساگر سرب کن اگر گزیند یا نکر
 مسکین ^{نوازش} مهر کا ^{نمندر} معدن ^{اوصاف} نهایت
 سوجان مصباح کاشانه برتری شمع دودمان چیستی
 منع و میقدور مالک ریاست بلرام پور جناب مهارا
 و بکجه سنگه بهادر دام شوکسته چشمه از سر تا پای

قدرتِ دو اجمال سر پہلے اقبال جیسے الف سر اقبال سیل
 قامتِ طاووس باغِ حبشان ہی مصرعہ قد سے راستی
 خیابان ہی پیشانی سعادت کی فشان موزون مطلع ایڑ و خمداری انگبین
 عینِ چشمہ عطا چشم حق میں سے عرفان اہل ساری گوش
 کبھی کیسی برائی نہیں سنتی ہیں غماز سرد ہستی ہیں اسمین
 بناوٹ کیا ہی صفحہ رو دفتر ایجاد میں سر دی رخ روشن آئینہ
 صدق و صفائی لبو سے خیر و برا ہی صفائی دندان کا تبسم
 گواہ ہی سیبِ ذخرا سے مکے مقابل کوئی سیب نہیں خرا سے
 اسے سیب نہیں گردن سے گردن کشوں کو جھکا دیا
 قلم نے دم تحریر سے نہڑا دیا شانوں سے شاہِ حج امر و
 عمان ہی بازو و نکی نرالی شان ہی سینی کی گینہ

ہر بات پتہ سر کی لکیر ہی ہر بات سے ہم سے وانا نو کھا و شکر ہی
 پاؤں ارکانِ افاست بہم میں قدموں پر ثابت قدمی خستہ
 اپنی جگہ سے نہیں سر کی تے یہ وہ قدم ہیں

خلاق و خلاق کہ اس خلاق شکیں ہی خلاق
 غرم وہ غرم کہ سلطانِ العزمِ محل
 زور و زور کہ حیران ہے ہر کہ رستم و

کہ پتہ دیکھ لیا و سکو کبادی کہ طوح
 ہی یقین لکے قدسی لبِ معشوق پس
 جس جگہ جا نسکیں رستم و شہر کی تیر
 مرغ زرین فلک کا بھی نشانہ اوڑھ جائے
 تیغ و تیر کہ یہ یارین و جنگ و جال

عجز و عجز کہ مقبولِ خدای و دوسرا
 واقع ہر فن ہر علم ہر ہنر
 عجب و عجب کہ شیر کا بھی پانی رہا

جس کا یہ ہمتیں ہی اوٹھی چلا
 سینہ تو دیکھا جو ایسی ہی بخت
 توڑ کی کھلی و ہانسی ہی ہوت کہ کھلا
 ویکھ لیں تیر و انیکا جو اپنے پہلا
 پڑی رکت تو مرکب کا چھوڑی

موت کی گھاٹ نہ کیوں دشمنوں کی توڑ

توڑ بندو کا دیکھی تو نظری کر جایے

موت کا ترس نہ کنجی چشم صفِ اعدا میں

یوں تو دیکھی میں اڑھن بانی کی بکیت

ہی یقین سہل سا بیدین کوئی ہم خصو

اوپر ہکتی میں اس درجہ بیدر لایا

امتحاناً جو کوئی سامنی آجائی بہت

استدرست مبارک کی چوٹیں کہتا

گر وہ دم سپرین بلا کر دان ہے

نیز وہ نیزہ کہ حسن کی طعنیں دم ہے

کر کی گھوڑی ہو سو دن پانی مانگی

یہ توڑش آب ہی کشتی میں سیل فنا

دید و قیس کے انداز نگاہ سلا

لین کہی سرت عقیس میں پھوپھی سا

دیکھا انکی جوتی کو تو ہی ڈھنک سا

توڑا و سکاہ عدد کو کہی آئی اصلا

کہ زمانہ کی ہمت تو نکو ہی دیکھا بہا

پھول کی لٹی ٹھاٹھ ہی بدیہے

کر پڑھی کی ہاتھی پہرے او گتھا

خلق اللہ کی ہر خطہ و ہر قوت دعا

بند و بانہیں کہ دم جستی ہو دشمن کا ہوا

تاں کی شکل و جسم کو کہی یہ بہا

کسی پر چسپت ہو جاتی جو کچھ رڈل	پہینک کی سامنی بھیگی واپنا پرچا
پیکار اگر غیض میں آ جائیں حضور	اڑدہا نکی نگجائی یہ فوج اعدا

انضباط اوقات کیا خوب ہی جو بات ہی محبوب ہی موافق اس

مصت کچھ	ع	اگر شبی تنوعانی سپیدہ دم پر نہ
---------	---	--------------------------------

دو گھنٹی رات رہے خدنگذارانِ عالم رویا حسبِ معمول جگاتی تھیں
 بیدار ہوئی اوٹھ کے حضور غسل فرما تے تھیں اشنایے نفاغ
 ہو کے تر پہلے سے جو گنگا جل میں بہکویا ہی آنکھیں دھو
 پاتھر کی دھوتی باندھ کے پوجا کرنے بیٹھے کار پوزوٹ

فراہم سب سامان کیا عبادت سے فراغت کر کے
 از رو بید سونلچاندی وغیرہ دان کیا بعد اسکے ورزش کر کے
 چاہ نوش فراتی تھیں پوشاک پہنکے چپ برساتے تھیں لیکے

بنامہ دو کسر اسے باہر سے نکلن جہاں برآمد ہونے کی خبر عام ہوئی
 انکو زری یا بسنے کے گناہ پر طرف ہوائیوں کی کثرت سے سلام ہوئی
 کہو روئے سے خوشی ہی پہلے اچھل ہی کیا نب قدم بڑھا کے
 ادنیٰ درخشا چھل وغیرہ کہ آداب بجالا پئے عربی کا تھیا وازی
 تازی سب سے کہو یک کثرت میں جو بفتح بصورت ہین نظم

کیوں نہ وہ عالم تصویر ہر اک مگر
 خوش معنا کو اشاری سمجھا سیتے
 اپنی صنعت بنائی میں بیقت
 جلد با یک جمال چٹائی نہ تھی
 انکھت کسی کہیں تیزی انکی رفتار
 غیرت کی شوخ رہے ہر اک ہوی یال

گرو کو جسکی نہ گلگون باری پہنچا
 پاؤں کہتا ہی زمین پر نہیں چلا
 پاؤں ہاتھ انکھ کر کان کھلا
 کس جھکڑی ہر اک کام پہ چٹا چٹا
 سری پاتک ہیں پر شیر کا پایا سینا
 انکھ ران از فی اچھپہ ہی چشم لیل

سراج مسکونین اس طرح سدا رہتی ہیں شیشہ تنگ جن جسطرح پر کا نقشا

سب ایک نظر نامکمل اور گویا حفاظت سے رکھا ہوا نیسے فیلنی نہیں آتا
ہاتھ قوی ہو کر شکل تصویر کیچنے کے لائق ہر تہہ و لبالب

پستِ نعمت ہر فیل سی اوجِ کدو

فوجدار انکی اگر جانبِ سفلی کہیں

انکی دانتوں کی بلند سی ہوا یہ ثابت

کہیں بہت ہاتھ تو شاعروں نے نہیں

سب یہ چاہتے سوارِ عینِ جہرہ

بگھڑت گھسی سکتا زہوتی یہ اگر

سامنی انکی نظر کی ہی فلک پر سدا

کم نظر ٹیلو سی ہی آئین یہ کوہِ عطا

ہستون ہوسکا گرد و نیہ گمانِ بجا

بڑی بلند ہا نہیں کوئی ایسا اچھا

جانبِ شرق رہی عالمِ طلعاتِ سدا

بوج اوٹھا سکتی نہ ہر گز طبقاتِ غما

اوہر نیسے اگر ولیدین آیا تو بچا نہ دیکھنے تشریف لگتی وہاں ہی

سب سامان ہتھیا پایا تو پینِ عمدہ عمدہ نایاب ایک طرف طفرہ پیکر

ایک جانب ظفر باب ہو کر پہلے دھرو سے دست کو لہذا
 چالاک و چست منیکرزین سے پشیمان بہری ہوئیں تمام کارِ آہن
 ہر وقت مہتاب روشن ٹھہرتے ہوئے لیکن کپنی تک آئے یہاں
 سب تلنگ کے قواعد و ان تہی و در دیان جوان رعنا شجاع بامروت
 کرنیل ہیا کشن نے آگے ہٹے مکنے سلامی دی اگر سوار و کا
 پڑت دیکھنے پر طبیعت آئی تو جگناتہ فیجر اور کپتان المن صاحب
 اپنی استعداد کھائی بس خرامان خرامان فرزند و بلند ہوا
 جنگ بہادر کے مکان میں ایسے تھوڑی دیر ٹھہر کے اپنی گاہ پر
 تشریف لائے اب یہ نامی گنام آیا کو نشن بجایا اس
 سوانح عمیرین سے کچھ پڑیے کہے سنا یا پھر کتب خانہ کھلا تو ایخ
 کاچر چاہو امصاحب نشی وغیرہ بار بار اب ہو مخم بہر تسلیمات و

آداب ہو مجب مجر سے فراغت پائی اپنے اپنے قریب سے

یہ نشست کی کہی ہتیار و کتابان ہونے لگا سلاخان

ہلکیا سب قسم کے ہتیار ایک سے ایک علیٰ ہندوق پنچہ پری

تلوار کٹا اگر فقط ولایتی نکا ذکر اگر گلاب تو یہ افراط ہوتی کہ ہر ایک

ولایتی دیکھتے دیکھتے گہرا گیا جو اور کسی چپین کی ضرورت

ہوتی تو تو شکنی سے طلب پانچو خانسا مان ہوا پندت اس گئے

توجوش ہر شاستر پان کاب کا بیان ہوا انشیون نے کاغذات

ضروری عرضیان ملازمون امیدواروں کی سنائیں عیا مناب

جانا جواب دیا دستخط فرمائیں جو حکام کے پروا سے ہوتو

خط آئے تو حکم کی تعمیل کی خطویہ کے جواب لکھو اپنے

اسکی بعد سیارہ طلاق داخل مناجح کا کاغذ آیا ملاحظہ فرمائیے

جو کچھ مزاج عالی میں آیا حکم لگایا دس سینے برخواست کر کے
 دہلے لایے صحن خانہ میں آئے تیر گلدہم لال و غیرہ جسکی فصل ہوتی
 لڑائے کچھ خیار کچھ کھانل ہوئے او دہری سے رسو چائین
 داخل ہوئے قسم قسم کے کھانے نے چنے گئے سب طرح کا
 پلاؤ زرد افنی ماقوتی تورقہ سلیا باقر خانی کباب رنگ
 رنگ کی مہانیاں پکوان اچار مربع باب و تاب جو کچھ مرغوب ہوا
 نوش فرمایا پس خوردہ پنیر گلدانک تازیونکوٹھوایا کہ یہی پلنگ
 کے چوکیدار میں آدمیوں سے زیادہ محافظ و مددگار ہیں او
 آپ چل قدمی کر کے قیلو لیکے لئے پلنگ پر لئے تھکا
 بچی کر نیلکے کٹری بہر بعد دوپہر کی توپ چلی اوٹھ بیٹھے
 اسنی کا عمل اعلیٰ صاف دل قانون دان بردبار مقتدی خیر محمد

سرشته دار اور محافطہ دفتر میر محمد منظر اثنا عشری ہین پاکیزہ مزاج

بنیفس آدمی ہین وردستورات اشستی پر قادر لالہ اجدہ میا پر شاد

ناظر حاضر ہو چکری کھلی مثل خوانی شروع ہوئی دستہ انصاف

کھلک احق و باطل سینہ ان عدل مین تلک باطیت

بعد عدل تو ناز و جهان کہ پیر فلک بسویئے پیشہ بنیدہ دیدہ مختصر

ایک بعد معاملات دیوانی رو بکار ہوئے مقدمات پارینہ

ہوئے اندری جفا کشی بذات احد کی کچھ نیکو کامی نہ صبح کو مہلت شام

آرام ہی جب سب کامیئے مہلت پانی تھوری دیکھنیہ شطرنج چور غیر

طبیعت پہلائی پیر اشنان کر کے سنبھاترین کیا کچھ پیوہ نوش فرما

شرت پایا پوشاک پہنکے کبھی دروازے پر نکل آئے اور کبھی

تقریبا گوشتیں پر رہا ہے سیر کوٹھی و باغ تفت لائے کوٹھی کا

حال کیا بیان عبد اللہ خان مستری نے ایسی بنائی کہ اس کے ذوالجین
 کہیں کہیں میں نہیں آتی اس کی بلند کی جانب گئے اور وہاں دستارِ اقبال
 زمین پر آئے جب تیار ہو چکی تو راقم نے یہ تاریخ خور و

<p>عجب تو یہی نبی حکم مہاراجہ بہادر سے بلند اس درجہ سیرو سون کی نظر آئے بعد ان کے نقشہ کو ہنگامیوں کی کھینچا نی پردی طرف فروٹ مسند و بعینہ کثرت تصویر ہی صورت اثر بسال عیسو فوراً گئی تاریخ نامی پائین پانچ الٹا آراستہ چسپ اسمین کہیں بلبل غزنو کہیں رقص طاووس</p>	<p>فرخ بخش و مسکان لکشا و روح افزا رواق عیسیٰ کروں نشین ایک کہ اسمین سی پاپ کا معبد اللہ شاہی حد چہرے اوہا کی انکہ دیکھا جتا پریر و گئی تو راجہ اند کا اکھاڑی کہ حقایہ عمارت قصہ حنبت کا موناہی جسکی نزہت ارم کی بھی ہی منہ کہیں تو نکی کہر گئی سی جلال کی صدا</p>
--	---

خندہ کبات کی غنچ نکی آواز کہیں

کہیں نہ کس کہیں جو کہیں نہ سرین

آبشار نوی کھیتیں ہموسہم

بار آور ہی اک نخل کی ڈالی ڈالی

ہر شجر پہنی ہوئی خلعت نوروزی

جدول آج اک اسہین ہی شک جوش

کیشی کی چکنی سی صد شجہ رس

ہی کہیں کتہ کی کیڑا کہیں سموتی چنیا

کہیں نہ نہاسما ہی کہیں نہ کا فرا

نظارا ہی بہر پوئسی گلشن سارا

سبز و شاداب اس باغ کا پستیا

روشن صاف دیدن آنینہ دلسی ہی سوا

یہاں تھوری دیر پھر کے گنتہ بہر دن رہے مع چند ملازم متوازع

میدان میں آتے گولی غامہ تیر برستہ کی کثرت سے ل بہلایا

خواہ گھوڑیے پہر وایتے وقتِ شام مراجعت کی یہ محبرائی بایا

ہوئے شہر شہر کا حال شنیدہ یادیدہ جو بات جسکو یاد ہوئی بیان

حکایت کی آب نشی حاضر ہوئے دوپہر سے شام تک

جو کچھ خطوط آئے سنکے جواب لکھو ایسے اگر خود کوئی کام ضرور
 ہوا کہیں سے کچھ منگوانا منظور ہوا تو اپنی طرف سے تحریر
 روانہ کی اتنی دیر میں داروغہ فیلیانہ شترخانہ اسطبل نے اس کے
 خیر و عافیت کہی تین گہری رات گئے ارباب نشاط باحث
 انبساط طلب ہو فوراً حاضر سب ہو یگانا بجانا شروع ہوا استا
 بنے گئے کا علم موسیقی میں تو خود اکمل ہیں ہمارے قول کی
 نہیں کسی لوگ بقسم کہتے ہیں کہ حضور اس علم میں ہی بیدل ہیں

بات پڑی ہی نامی بات ہی وہ سحر ساز	محو ہو لولی گردون جوسنپای ستار
-----------------------------------	--------------------------------

دس سبجے تک یہی جلسہ رہا سنے اپنا اپنا کمال اظہار کیا بسبب غایت
 کر کے خاصہ نوش فرمایا کے خواجگاہ کو گئے پہرے واپس
 ہشیار ہو گئے تہذیب اخلاق تدبیر منازل سیاست مدن

جستہ جناب باری عطا کی اوسکی شرح جہان شک لکھو گم ہی اذیر باہر تک
 ہر ایک دوزخ میں ہی شہر خوشنما بازار چوک فضا غلہ تستہا ہی ملک زر زینر و پیر
 بستہا ہی نیکی نیوان سنیا ہیں دردور سے شتاق چلے چلے
 سردیار کا آدمی خود ہی ہر طرف آج اس سز زین جستہ آئین کی بڑی نمود

رنگ رکن آباد ہی بلرام پور	واہ کیا آباد ہی بلرام پور
---------------------------	---------------------------

کوئی کہ یکوستانہین کجا منصف وقتہ پر از یہاں با نہین پاسا نیکی
 عہد سے کہ کو کو ٹنگے کہ چور و نیکی کا قلم ہاتھ کھنگتے بند بست
 ملک ایسا بذات حمین صفات بید و غیر ہی کہ خود و کلان جست بد عات
 خیر ہی محتاج کی مدد و مظلوم کی حمایت شام و بگاہ ہی کیا غریب پرور
 ہی مالکذا رمالا مال نہ دشتک دینے سے عرض شجنگی سے کاظم یاد
 طلبی سے فارغ البال زیند از بخوشی بیلا آئے ہیں مضر ہی آہستہ

پہنچا سہ تین بل کا رخیر خواہ دیانت دار ہر ایک خورند و فخر باب است
 بند خاتین بتیمیر فہم بہان آئین تو دیندار سلیقہ شاعر شویر جہانین صحبت کجیمیا صحت
 میں آد اب قاعد کا ہر ایک و ستاد چم کندہ ناتراش میں او سکے لیتے
 یہ جگہ خدایا ہی اشعار ذیل نصیحت آمیز بار بار حضور کچھ بھین ایسے
 تبتیر غافلین ٹپھوایکے سنو اگر ہر ایک اپنی اپنی جگہ واقف ہو جائے

پند نامہ طبع و حضور

کوش دلسی سن اسی اسی نکی نام
 لازم واجب ہے ہر انسان کو
 اچھو ہر دم سچے امی ذوسنون
 ہون گنہگار و خطا کار و ذلیل
 یا و معبود حقیقی خوب ہے

یاد رکھنی کی یہ باتیں تین تمام
 نیک باتوں کی ہمیشہ جستجو
 بدترین و کمترین خلق ہوں
 جاننا یہ مغفرت کی ہی دلیل
 بس سوا اسکی جو ہی معیوب ہے

ہر کہ اور معرفت بخشہ خداست
 ہر کہ عارف شد خدای خوش را
 عارف و عاقل ہی ہی لاکلام
 منع جو باتین بین اوئی رہ جدا
 آنکہ از قہر خدا ترسد نیسے
 ہی جو عجب و نخواست و کبر و غرور
 ہی اگر کچھ حق و باطل میں نمیز
 جو کہی تجکو برا اور ناسزا
 ہی عوض لغت کا رحمت کر تیز
 مقتضای عقل ہی امی باشعور
 جو کوئی تکلیف دی آزار دے

غیر حق را در دل او نیست جای
 و فنا بیند بقای خویش را
 وہیہا نہیں مولا کی کافی جمع شام
 حشر میں تا ابدی اسکا خدا
 بیگان تر سنا زومی ہر کہی
 رہ مدام ان سبسی تا مقدور و دور
 جان و دشمن کو ہی مانند غریز
 او سکی خاطر مانگ نیکی کی دعا
 چاہتی نفرین کا بدلا آفرین
 دشمنوں کی ساتھ احسان ہی ضرور
 ہاں مدارا تا وہی واجب ہی

بدی نفسانیت اتی پاک ہو
 چاہتی گلک وزیران مثل قدم
 کام کر کوئی تعلق ہو تر سے
 راستی ہی باعث غرور و قار
 ہر سخن کان است کوئی و دہشت
 گوہی خوش کردار پر نازان نہو
 یعنی جو مینی کیا اچھا کیا
 ہون وہ دورانیش اور کار آزا
 مطمئن اسپر نہو ای خوش سیر
 جس کی ولید آئنگی یہ بات
 یہ ضامین متین شام و چاہ

خاک ہو جانسی پہلی خاک ہو
 راؤنگی مین علین یہ دمبدم
 بی رعایت چاہنی انجام دے
 راستی ہی موجب صداقت
 بہر دینازانکہ دروی نفع تست
 لاکہ ہی ہشیار پر نازان نہو
 میری کب تدبیر مین فرق آگیا
 رائی مین میری نہیں ہرگز خطا
 رکہ قدم ہرگز نہ بخوف و خطر
 ایک دن منہ کی کہلانگی یہ بات
 سبکو کہنا چاہتی پیش نگاہ

یہ قرینہ خوب ہی محبوب ہے

دلی ای کہ اپنے میں مغرب ہے

جانہ کوئی عذر کی باقی رہے

قول نامی پر صحت ختم ہے

ہی دعا ہر امر میں خوشنود ہوں

یا خدا احسان ہوں محسود ہوں

یہ آئین انتظام ہی اسی سے آبادی روز افزون ٹی لٹکا استقامی

غنایت باری ہی سدا برت جای ہی سوا ٹھاکر دوارہ دہرم ساعمان

کوئین بیت الشفا اسپتال مدبر اسول مسجدین امام بارگاہیان باغ

گنج بابا شہر شہر تعمیر ہوئے کینفتا سب فہم کے محتاج غنی فقیر امیر ہوئے

ٹھاکر دوارہ زمین پتوں کی کثرت پوتھان کہلین ہونین جا کا چرچا ہوم سلکتا

یگہہ کے چراغ روشن آن سنار سے ہوئے برہمن ہر ایک نے

دہیان گیا نین مسجد زمین مسلمان مجموعہ مشغول قرائین ایک

طریسے صد اللہ اکبر انی ایک جانب سے ناتوس نے اپنی آواز

شانی اسپتال میں عالمِ علم معدنِ منانت و جامِ غیرت اوشادِ امل بندت
 کیلاسِ نائے شکل منصرمِ اسپتال و مدرسوہ مطبع و غیرہ علومِ انگریزین مع و اکثر
 بحرِ تواجِ مستعد بہ علاجِ فیضِ عامِ مریضوں کا اژدہا م شیخ غلام رسول ڈاکٹر
 برائے تقسیم و امقررا زامیر تانغریب علی الصباح آتے ہیں قیمتی دوائیں
 مفت لجاتے ہیں مدرسے میں انہی جانب پٹ شالہ عالمِ علوم دل پسند
 رماند مستعدِ تعلیم منسکرت و بہا کہا انہیں کچھ قریب انتخابِ جہان بندت کاٹنی
 دوسرے ریاضی ال و بائین طرف اسکول علمِ انگریز کا حصول اگر کسی کے
 تو عربی فارسی اردو کی کتابیں کہلی ہیں مجمعِ اطفالِ غربا و رئیس یہ اوشا
 شاگردِ محو درس تدریس ہی ادا ہر مقبول کو نینڈرس مولوی شیخ احمد حسین
 و منقول سے بہرہ و کتب دسیہ زب فارسی میں کو نظیر نہیں ایسی ختہ کی
 تحریر نہیں او دہر مدرس المعی مرزا آغا علی اگر سب لڑکوں نے ملکر کیا پرایا

توزین ملنے لگی گویا زلزلہ آیا نامی اگر ہو یسے ہاں ایک لمحہ کیلئے

جاسیے آئے دن مانع صحت نہ پائے چھاپہ خانہ عجب متعام ہی یہاں

کسبکی ممانعت نہیں حکم عام ہی کہیں لالہ پر لال و ناتھو رام خوشنویس کا پی

کہیں امیر خان مصوٰی پتہ بنایا یہ میں میر آغا اور نصیر خان کا ریکر اپنے کا مین

دیشو کا غنڈہ کراہی فرما سو کہتا ہے ہم سمجھان کہیڑ و نسو کو

مطلب حضور ہی ہر بہانے سبکو روٹی پہنچانا منظوری

رعایا بآیا فکر قوت سے آزاد مہنت و مسلمان باخاطر شاد

تقاطر حجاب الطاف حضور مرز ع امید کہ دمہ پر پر اب

عجب جاہ و جلال ایسا چھایا ہی کہ شیر بکری ایک جگہ

پر ہی بیٹھتے آدمی کی بچوں کو دیکھ کے

منہ پھیر لیتے ہیں بہو کی تکلیف سہنے ہیں عدالت سے

کہتے ہیں کوئی کیسے خوفناک نہیں بکریاں شیر کے چونکوسکے
 سانسے دودھ پلاتی ہیں کچھ باک نہیں با انہیں علم کی انتہا نہیں
 خاطر شکنی کیسی حضور کے مذہب میں روا نہیں تیوری پر کبھی
 بل نہیں دیکھا تبستم شعاری حرکات و سکنات کو کہا تک لکھون قدر
 پروردگار ہے اگر اوراق روز و سیاہی شب و قلم اشجار ہاتھ آئیں
 اور وہم و قیاس محرم رنگے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسند
 تا اب لکھیں غالب ہی کہ کچھ باقی رہ جائیں مراتب ریاست میں فقط
 ملک او وہی میں سے اول نمبر سرکاری لیکن خلق مروت و
 شگفتہ رونی میں تمام یسوان ہند پر تفوق سزاوار ہی کسی نے
 سیطرہ کا سوال کیا راقم کو یہ یاد نہیں کہ حضور نے کبھی انکا
 یا کوہر مراد سے دامن بہر دیا یا ہندو فرمایا لوگو! میرے بایں

کیسے کیسے قصور سوز دہوے چشم زدن میں معاف
 کر دیے اخراجات سرکار کا کیا بیان ہو صرف بہت ہیں کوئی
 چہ نہ عین ایسی نہیں کہ حضور کو جس کا ذوق نہیں نہ مانجیل اسیا
 کہ کیا شوق نہیں انضال الہی سرسبزی لطف زمانہ شاہی پیش نظر
 ہی سواستے ذات والا کوئی آنکہ میں سماتا نہیں چشم و حدت میں
 میں دوسرا نظر آتا نہیں عجب رئیس عجب مقام ہی مرجع خاص و عام
 ہی فرزند لا جواب اعتراف ملزمین انتخاب بہیا جنک بہا
 خلف ہمارا جہ بہادر کہ ابھی گل نو دل برس کا سن کہیلنے کو دینیکے
 دن نگر حرکات و سکنات و قیافہ سے جو دت طبع بردبار
 تیزی فہم ذکاوت پوشیاری شجاعت رحم دلی عالی حوصلگی ز غمبت
 علم انتہا کا حل ہویدا ہی باتو نیسے جو امر دی پیدا ہی کیونکر نہو

الولد تر لایق ہو نہاں بروایکے چکنے چکنے پات جہاں خدا نے
 سبط حکا سامان مرحمت کیا ایسا فرزند رشید بھی عنایت کیا تو
 ریاست حضور چشم بدور اللہ عمر دراز کرے دوست شاد ہوں دشمن
 برباد ہوں جب سرکار میں اجرا سے مطیع کا اہتمام ہوا تو اسی
 صاحبزادی کے نام ہوا اور برادرزادہ حضور بہیا جگت پال سنگہ
 ذی لیاقت صاحب شعور خوش سیر بہادر حسین با وضع کم گوشتیں اور
 برادر خاں زاد بہیا کی دست سنگہ اور بہیا اور تار سنگہ اور بہیا
 ہر تین سنگہ سب صاحب کریم النفس ہیں۔ ایسے سخنے
 قدیم ہر ایک سے موجود مخلوق کی مد نظر پرورش
 سعی امداد بڑے جبار نمودار نامدار تجربہ کار ہوشیار کار گزار
 اور شہ لالہ رام سنگہ کو جو کل کا اس سرکار میں

اختیار ہی شخص فاعل خیر خواہ دیانت شعار یہ ہے

بہت فقیہ و شیار لالہ رام شنکر پین	بڑی خوش خلق خوش کردار لالہ رام شنکر پین
می الفت سی کیا شہر لالہ رام شنکر پین	خوشی و گریہی ہر دم ہمارا جہ ہمارے
فوق و نمون غور لالہ رام شنکر پین	ہر اکہ مٹھتی اوڑھتی خیال خیر ہی ہے
زبان پر ہر کلمہ ہر بار لالہ رام شنکر پین	یہاں سب خلق اللہ کی مطلب نکلتی
نہایت صادق و الاقرار لالہ رام شنکر پین	وہی بس کہ کہا یا یہی کہی جو کچھ کہا جسی
دیر و فکرت لالہ رام شنکر پین	نہ کیونکر نام لہی راں ہوش میں نہ کی صورت
غضب بد وضع نیز لالہ رام شنکر پین	ہمیشہ خوش حکم سنا دین نکو نصیحت ہے
دعائیں پس ہے ہر بار لالہ رام شنکر پین	ہی کا لیکر چھا جاہ و شہمت کی ترقی ہو

انکے ماتحت خوش سلیقہ خوش خصال سرفراز باو امت لال اور بڑنیک رایے
دیوان و لہر تعلق ایر کی کچھ نہیں سب طبع صاف دل عمدہ تر

پند دیا شکر پند است نایب والا نژاد دیانت بنیاد پندت دیوی شاد
 برے نیک نہاد بخشی بی پر نہایت صدق مقال بخشی بہار بلال مخصو
 بکار اطلاق لالہ کنیش رشاد حافظ سیاق علم صاحب بن کی کمال لالہ
 شیو چرال متدین کمال خزانچی مصری لال قانع جفاکش خوش طبعیت
 بخشی صاحب را سلیم الطبع کم کو کم سخن بخشی بہولانہ بہت نیک چلن نہا
 متین بخشی دیی دین شگفتہ رو بہر حال بخشی چہل لال فن کابین
 لالہ کوکل شاد کار آزمودہ سن رین سیون سنگہ مرو جہان دیدہ ہر
 مرض کے علاج میں ضرب المثل حکیم موتی گراور حکیم لال گربا فاضل
 بنیاد ظرافت کی ابد ہمتیاجی خواصو نمین یہ چار آدمی مشل اربع عنان
 سفر حضرین سارہ دیال چہتی ساک حکیمانہ

نامی انکی صوف کی انکی قدامت میگراو	ہو شیار و عقلند و جان نثار و خیر خواہ
------------------------------------	---------------------------------------

اور انگریز و عین کار بر آری کجا سبب ہے و نصاحب مرنی صاحب مار گن صاحب
 اور مسلمان و عین عاشق فاتحہ بدر و عین میرزا آغا محمد حسین ملازم قدیم عین خاص
 عین ندیم نجوم عین و ستاد نفیس سبع ادب آموز شجاع جواد کار سرکار عین
 اگر جانک کام آری تو غریز نہیں یا رباش ایسے کہ دوست و نسی
 دریغ کوئی خیر نہیں بد بر با وضع عالی خاندان تحصیلدار محمد اسحاق خان
 ہفت قلم ہمہ دان محمد زمان خان ہر علم کا مذاق ہر مذاق کی کیفیت
 سیہ ماہر عین مگر خط شفیہ پر خوب قادر عین و ستاد زبان غلام محمد
 شبیہ کشی پر جودل آیا نقل کو اصل کرد کہا یا ناخون نعیمی عین یدِ طولای
 ایسے پر لکھہ کیے دکھائے کہ روشن نگار کہہ برے ستار
 بجایا کہ عین کو شرمایا نئی طرح کا ساز ہی ہاتھ میں گلے کا انداز ہی
 بڑے دیندار رحم دل صنّاع ہمہ تن کمال عین بیٹھے ادنیٰ کے

سجاد محمد خان کسی بات میں پاپ سے کم نہیں ہیں اتنا فرق ہی کہ جوہن
 یہ حدیقہ تو بیکیہ نو نہال میں فرشتہ خصلت بقراط وقت ارسطو
 دیکھے نغمی حکیم سید سلطان جان مدنی شاق بعلاج یونانی و
 ڈاکٹری حکیم سید مساجد علی معروفت بدشکاری سید حسن بخاری بنو
 کے پادشاہ سید احمد شاہ بہر و سیکے جوان احمد علیخان شیردل
 شیرتوان رسالہ اشہ سوارخان علم تیر انداز یکم انتخاب جان میفر کی صاحب
 اور محمد افضل خان صدق اساتیک بنیان نظام الدین احمد خان اور محمد احمد
 علم موسیقی میں مقتدر اہمان حیدر علیخان اوچو خان ہر پت خیال ایسا
 کہ مدعی تک و حدین آیا یہ لوگ باریاب دربار میں اور یوں تو ملازم ہزار دربار
 ہیں اپنی مدح کیا لکھوں حق تو یہی کہ فقط نام کا نامی بن بیٹا ہوں اس
 عاصی پر معاصی اضعف العباد احقر الافراد ناکارہ زبان مملو سے خطا

نسیان محبت پختن آقا حسن تجلّص نامی عرف میرن رضوی لکھنوی ولد ستر
 ابن میر محمد حیدر خلف میر ابو تقی خان خراسانی ہفت ہزاری من تلامذہ او
 فیض بنیاد موجد فصاحت بانی بلاغت زبان ان محاورہ بیان پیشوا
 شاعران عالیٰ نذاں رشک وحید و سبحان جناب نواب عاشور علی خان
 نیرہ نواب شجاع الدولہ بہادر عرش منزل کی طبیعت ابتدا بلوغ
 نظم و شکر لطیف راغب ہوئی اس فن کی طالب ہوئی نواب صاحب مغزی
 سے پندرہ برس تک مشورہ رہا بہت کچھ سنا اور کہا سو اس فکر
 کے اور تفکرات سے فراغ تھا دل باغ باغ تھا ارباب زمانہ
 سروکار نہ تھا کسی کا خد متکذّر نہ تھا امر میں سے اگر کیسے ملاقات
 بھی ہوئی تو بیلوث کی وارستہ مزاج رہا جسید ہوش نہ بہا لانہ غم دزد
 کالا اکثر بھی اپنا مقال تھا یہ شعر موافق حال تھا شعر

دیکھی نامی اسی کیوں ملون | کیا سبب کیا وجہ کچھ مطلب غرض
 اس دور میں اہم یہ صعوبات رہے ایضا دم رہی یا نہ رہی اپنی مگر بات رہے
 یکایک زمانے نے یہ گردش کہانی قیامت کبر الہی انتزاع ریاست شاہ
 اودہ مفارقت جسم و جان کا نمودار تھا بلکہ اس سے دوناتھا اہل شہر زند
 سے مایوس ہو درود و تسبیح و شکر کفِ افسوس سب کا رخا نہ رہا ہم
 اولٹ پلٹ ہوا ہر شخص کا جی چھوٹ گیا گویا جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا اب فکرِ شعری
 جانکے لالے پڑیے آتشِ اضطرابِ شعلہ زن ہوئی اس فکر سے
 زبانیں چپا لے پڑیے شعرِ بصورتِ شیرِ ڈرا نیلکے حروفِ دیوان
 حشرات الارض نیلکے کاٹیکھا نیلکے افراتِ حسرت سے سینہ بہر
 جو کچھ یاد تھا حافظہ طاقِ سیاقِ دہر گیا اسپر طرہ یہ ہوا کہ اکبار کی فوج
 سرکارِ انگریزی مگر گئی اوونکا کیا ذکر ہی خود حکام کو اپنی جانکی پر گئی

لاکھوں کو پوند زمین کیا وہ لوٹ چائی کہ فیل نشینوں کو خاک نشین کیا یہ انقلاب
 در انقلاب جو دین فلک نے باوجود دو برین محروماہ کہتی دیکھا تھا
 ان آنکھوں سے دیکھا وہ حادثہ پیش آئے کہ قارون قتل ایک خرمیر کو
 محتاج ہوئے شاہو یکے سبقتیج ہوئے تو اس خاکسار زورہ بمقدار
 کیا شمار یک بنی و دو گوش خانہ بدوش فرط افلاس سے پوچھتا
 و کار و باستان چرخ دون پرور بر سر امتحان قوت لایموت متعاقبن
 کی فکر و لمین جیاب گل میں اس قدر بار بر ایک جان مضطر سوا ذات پرور
 کہیں کا سہارا نہ کھارے نان ملال عید ہوا کچھ چارہ نہ رہا ۵

نہیست نقش بوریا ہم برین عریان	ای پشانی نظر کن بر سر و سامان من
-------------------------------	----------------------------------

الماس الم سے دل و جگر پاش پاش تقاضا قرض اہنو کا خان خراش
 لبون جان زندہ رہنا خدا کی شان اگر شرح پشانی بیانیں آئے برت کعبہ

لکنت ز باغین استیصال و پرده که عالم چراغ سحر و مکر و هب مسدود است که ملا تابی
 شکر خوریکو خدا شکر پنهانی ای حاصل اتفاقات و کار و عنایت کردگار سیه قاف
 نادر حلقه نسیان ذوی القدر الواعزم میرد ان زم مقرب رکاب شاکیون باگاه

بلند مرتبه عالیجاه فریادین مان جاتم دوران سپهر سخاوت قمر برج شجاعت بلند
 علوم نقلی منبع فنون شاهنشاهی قلیم خدانی صدرین زخم شبیانی شارب اعجاز نظام حرم
 عاریج کمال نکته شناسی صامد صاعد نیک ساسی بده امثال و اقوال قرآن مدرو
 هندستان معدن کمال شهر سویشال فیض دستور فرمان فیما بلرم پور و تلمسی پوز
 همارا چه گنج سنا بهادر تخلص اجه زید الله اقباله و نوله

برائے ملاقات جناب معالی القاب چاره ساز در دمنده ان جانگدا
 خود پسند ان ماحی بدعت و جبر تعدی و بیداد سامع اصوات فریاد و سیر
 ثواب گنور ز خیرل مهادرین ظلم علی رؤسنا الکنهون شریف لائے

قدر وانی فیض سانی کا ڈھنگ سب کو پسند ہوا غلغلہ تحسین و آفرین چہر
 طرف بلند ہوا صد ہا امیدوار گرد آئے بعض مہربان امن پس چ میز
 کو بھی خدمتِ خدامِ عالی میں لائے تھلنے میں طلب فرمایا واقعی جیسا
 سنا تھا او نے زیادہ پایا چند شعر بطورِ قصیدہ آقا نے مدوح کی
 شان میں موزون کر کے لیکیا تھا حضور کو انہی تعریف سے
 محض انکار ہی نہ اسے رنگ و عاری بلطف و خوبی انکار کر کے
 بہت مہربانی نہ مائی امید دلی برائی سلسلہ طارین میں بخشو
 خوشنویسی کہ خطِ تعلیق میں جہارت رکھتا تھا نسل کا کر کے
 تا بلرام پور لائے جو ہر ریاست دکھائے اور روز و زمین
 نیا نیا چہا پتا سرکار میں جاری ہوا تھا پہلے اپنا نسب نامہ
 چھوٹا منظور ہوا عبارت و کمپانی لکھنے کیو سب سے اس موجد انکو

حاکم حضور ہو بغور صد رحیم والا کرتی تھی پست بندہ سب کے مستور
 تا اخیام کتاب مذکور رات دن اویسی سے کام رکھا حسن التواریخ
 نام رکھا گو کمالِ عجلت لکھی تھی مگر الحمد للہ کہ سرکارِ والا تبار کی پسند آئی
 تعریف فرمائی دادِ سخن ملنے سے ایسا خوشی میں آیا کہ پہلو
 نہمایا کلمہ مدح باعثِ عزت ہوا اما لامالِ سرست ہوا مشاہیر
 بڑا یا ترقی کا وٹس نہرایا بقول شاہزیت

دامن کو میرے دستِ احسان سے	دستی یہ کی یہ ہر کہ خورشید کر دیا
----------------------------	-----------------------------------

قبل اتمام تواریخ مزبور ایک دن عند المذکور حضور نے زبان
 فیض ترجما سے فیض حقیر کج جانب مخاطب ہو کے یہ ارشاد کیا کہ ^{بشیر} کیا
 این جانب نے جو کچھ غزلین غمیرہ بھی نہیں وہ اب تک متفرق ہیں
 غالب ہی کہ تلاش سے سب ہاتھ آئیں انکو دیکھ کے اپنے نظروں

کرینا رویت و ارتقیت دنیا حقیر نے عرض کی کہ بہت خوب نظر
 استفادہ و تلیلوں کا اور بلحاظ الامور فوق الادب مرتب کروں گا پس
 اوسے روز سے فکر موئی ہزار جلدی کی مگر کل آخر مریضوں باوقفا
 کی کہلاتھا کہ دفعۃً یہ غیب سر اللہ یار مرض مہلک میں گرفتار ہو کے
 عرضی دیکے رحمت لیکے لکھنؤ روانہ ہوا اپنی بیست کا بہانہ
 ہوا قدرت خدا زندہ پہنچا عجب دروس میں رہا ایک مہینے کی رحمت
 ملی تھی قریب آٹھ مہینے کی گھر میں رہا ایسی بیماری وزیر
 بھی نہ اڑھائی تھی بیٹہ کیا سخت جا نیسے سب کچھ سہل کیا زندہ رہ گیا
 اتنے زمانہ میں ہمارا جہاد و ضرورت گئی بار لکھنؤ میں مشرف لائے
 ہم اوسے چھٹے بیٹے کو بدیر پہنچے گرز بارت سے محروم
 نہ آئے اس اثنا میں صاحب الاشان کریم الاخلاق عمید الاحسان

کس بکیان داد رس مفلو مان غیب پروردگار ستر لرافتہ

اکرم ارحم احسن العطف	اقدس اعلیٰ ارقب الفضل
اخزم اعدل ازہر اجدود	اعظم ارشد اوحد اکمل

حسین جمیل متین جلیل دشمن اہل فساد خصم رباب عناد جناب
 مستر و تکفیل صاحب بہادر چیف کشتہ اودہ عدد و ہم مردو
 و عسکر ہم محدود کا کلکتہ جانا تھر مارا ج بھی حسب حکم معین
 صاحب ہوصوف تشریف لیگتے شولہن کو تسلی دے لیگتے
 جب شادان و فرحان مراجعت فرمائی و اماندگان فراق کی جانیں جان
 یخچیت و زار بھی مثل اور و یہ تہنیت حاضر و بار و بار ہوا بعد پریش
 مزاج و غیرہ ہمراہ چلنیکو حکم سرکار ہوا افتان و خیزان بلبرام پور پہنچا
 آتے ہی باقی ماندہ کلام محبت نظام کو جسکا ذکر آچکا ہی

آچکھی لیسے لگی ہوئی تھی ترغیب دی مخزن فصاحت نام و تاریخ
 دیوان ہی حسن و عشق کا بیان ہی واقعی مضامین عالی حیرت افزا
 شاعران شیرین مقال ہر غزل سحر حلال سلسلہ الفاظ میں سلک مرو
 کے ڈھنگ معافی جو اہر زواہر ہمسنگ بندش خوب تر کیے خوب
 لطافت کلام نہر حکمت گل قربان فصاحت و بلاغت پر نثار روح بحبان
 دوایر حروف چشمک زن آفتاب تابان سوادِ قطار و شِ خال غنچہ
 بین السطور غمت چادہ کہکشاں باغ کاغذ سے سفیدی صبح
 صادق نمایان ہر مصرع کو اہ خوشبختی بھی ہر شعر بیت دنیا کی نشانی
 ہی حقیقتاً مہاراج کو ہمہ صفت پایا ایسا رئیس باکمال عالی ظرف و دل
 مردم شناس اس نیش سیکے سن تک کہ موافق اپنی عمر کے بہت اثر
 نظر نہیں آیا باوجودیکہ اکثر جانب سے اس گمنام کی طلب ہوئی مگر انہیں وجہ سے

حوصیلے نے تنگی کی ہرگز جانیکو جی نچا ہا ہی ذہن میں آیا کہ اور جبکہ گزر
 محال ہی مفت کی قیل و قال ہی جو اس درو و لٹکو خود چوڑ جاتے ہیں
 نصیب کو رو تے ہیں ایسے نہیں کہیں یہاں ہوئے ہیں ۵

یہ سچ کہ گیا شاعر حق پرست	قناعت بہر حال اولیٰ تر است
---------------------------	----------------------------

سب کچھ مختصر تقدیر پر ہی اپنے نزدیک ہزار گہری ہیک سے ایک در کا سوال
 بہتر ہی لہذا انہما کو چھو احبات سے منہ موڑا تکلیف جانکاہی حسب حکم
 حضور بامید پرورش متعلقین کو بلوایے کہ زیر سایہ دامنِ ولت نہاہی یقین
 ہی کہ اپنی مراد پاؤں خدا بات رکھ لے تاحیات دوسرے آگے ہاتھ
 نہ پہنچاؤں حضور نے انتہائے قدر دانی سے چہا نچا نیکا کا
 دوسرے شخص کے سپرد کر کے کمترین کو زمرہ مصاحبین میں ممتاز فرمایا
 عطائے خلعت وغیرہ سے سرفراز فرمایا ہمراہ کا بے شک کو حکم ہوا

و لکھانہ عیاہی جسد سرکار کو تحفہ امراتب رعایت عزت افزائی و کمال

لمحوہ خاطر ہی اود کے شکر انہیں زبان قلم قاصر ہی رہتا لایزال مع اہل و

عیال باقبال شگفتہ حال سلامت رہیے دوست نہال مہون مدد

زیر پائیے فیل اود بار پائمال مہون جاسد کر لکب رشک سیسہ حلال مہون

من از صد گہر یک گہر سفتہ ام سخن بوی بسیار گم گفت ام

کنون بہ کہ خجور تہ کبریا زبانرا کنم نغمہ سخن دعا

بدامش بوی دست تاناہ و جھر نگاہ زمین تابہ شیر پھر

سبب تالیف کتاب

پیش از تالیف دیوان سابق البیان حضور کو کتاب مذکور کی تحریر نظر ہوئی

یعنی انیسے اس سوانح عمری لکھنے کی راقم سے فرمائش

کی اللہ سے حافظہ برسنو کا حال تاریخ بنڈرانی سنا و یا قدیم ملازم

غزیرہ سے جسکے سامنے کا ذکر ہی تصدیق کریں گے لکھو اذیاب
عجب کام اس عمر میں حضور سے ظہور میں آئے صغیر سن یہاں
کیسے کیسے مصائب اٹھا کھان کھان ستعدی و ہوشیاری
بیدار مغزی و حکمتِ علی سے بگڑے کام بنا چوٹی عمر میں بڑ بڑ
جو اندر ہار سے آجتا تین سی کئی شیرازیے تاکید بہت تھی
بکمالِ ہمیشگی دود و خبر عبارت لکھکے روز سنائی سپ تو یہی کہ تہیلی پر
سرسون جانی اگر مہلت پاتا تو گورنگینی کی ممانعت تھی سیدی
عبارت مفہوم خاص و عام کی اجازت تھی مگر کسی سر پینچین و طبیعت فقط
مالک کی خوشی کام کہا فائدہ داشتہ لکھکے اس کا ناسیحا احسن تاریخ نام رکھا

بکلمش بہت دم بیانِ طراز	زیبا نم بفرماش نیرنگ ساز
خدائی کہ نقشِ د و عالم کشید	تو کوئی مرا بہر سر آن آفرید

دعا و ثنايش بود کار من | زہی من زہی بخت بیدار من

حسن التواریخ کی عبارت ۲۴ لہے اس میں جو وہی اوس غلام کی تفصیل صاف

صاف ہی مگر اکثر جگہ اختلاف ہی بعد اتمام یہ کار نامہ طالب طبع میں لائیکا

تصویر طرز ریاست جو ان بخت جوان تر اپر تدبیر شیر گیر کی مشاہدہ

خاص و عام میں لائیکا انشا اللہ دیکھنے کے لائق ہوگا ہر اہل مذاق

شائق ہوگا انقلاب سلطنت سے بسبب انشا طبعیت نشرو نظم کو

بالکل بہلا دیا فضول جانافر اموشن کیا حضور نے مار مار کے شاعر بنایا

نثار و نمین نام لکھو یا سو یا فریاد سرکار ایک مصرع زبان نہیں لاتا ہوں

ایک فقرہ لکھنے کی قسم کہتا ہوں خوشنویسی کا بھی ایسا ہی حال

اصل یہ ہی کہ جو کچھ ہمارے دہن دست قلم سے بن آئے فقط حضور کا

اقبال ہی آقا مدوح کی مدح سے یہ مرتبہ پایا اقلیم سخن میں ٹہرایا

نظم من نظم غیر در نظر خود و بین
خامنه من و شکاف معنی من چو شکاف

محرقة سوئی شعبده سامری
و دعوی دشمن کنان پیش من از شاعری

نظم صفار کمن آب بگوهر د به

فکر معنی طراز معدن من جوهری

نظم من و فهم خصم عطر و دماغ جمل

و ده چهره حسد غسل نخله عینری

موسیسم و بطور من پایه فکر بلند

کرده عصای قلم در کف من اثر دوی

جوهریان بازار معانی و نقادان چاسوسیه نکته دانی نظار گیار

باریک بین و تماشا نمایان متین شایقین حسن گوش و سامعین

باهوش سیسیه التماس هی که کوئی بشو خطا و سبایه

خالی نهین یہ بات کسپر خالی نهین عیوب راقم کو پرچ

عفو من چپانین خند ماصفا و درغ ناگذر بر نظر مایه

برگهای قلم شکر شکر بستم

برای یار و کار این نقش شکر بستم

آغاز حال ذکر تولد راجع به این سنگه بهادری است
 او نیز تو سکا اینی طو پریم کانا اور پند بشارم چی مہار اخی
 بہادر کے تولد سی آگاہ کرنا اور مہاراجہ مدوح کا عالم وجود بیان

بیا کلک گوہر نشان است گو
 برون آید از فضل پروردگار
 زبانز ایشادی کلمہ نکتہ سنج
 گرم گنج گوہر باشد چه پاک
 بکامم نزد نقش اگر روزگار
 بسنجم میزان فکر آن گھر
 فشانم بدایان آن شتری
 کہیر یار جوہری آب و رنگ

کہ آغاز سازم حدیث نکو
 ز بطن صدف گوہر شایہوار
 فشانم ز نوں زبان گنج گنج
 چو گوہر مر اسب بو طبع پاک
 بسی نقش ماند ز من پایدار
 ز خورشید تابندہ تابندہ تر
 کہ ہم شتری ہست ہم جو بہتر
 بیازار کوران چه گوہر چه سنگ

بلبل صدیق کمال کمال زین موتی راست گفتار سوانح کهن کای بیان ہی
 آگاه خرد و کلان ہی کہ راجہ اوتا صفت دیوتا خصلت سخی عاقل بہادر
 پاک اعتقاد سادہ مزاج حسیم نل پرا و پکاری دین بہکاری کرنا کر
 روئے آو جا کر جناب راجہ ارجن سنگ
 بہادر مغفور والہی ریاست رام گڑہ گوری عتہ بلرام پور

قوی دولت از رو ریا زو او

برآزندہ مسند و بارگاہ

سماوت شعار و شجاعت و ثار

گہرا بسنجہ سنگ و فند

چو شمشیر شبت و پناہ سپر

نیار و نوشتن یک از حد نذر

بہان روش از لمعہ ریواو

فرآزندہ راست قد و جاہ

امیر جہان کامران کامگا

بندل و سخا بر کشاید چوکف

و خورشید بخشنده لعل نور

لم گہر جہش شود سرکار

جیسے کلے زما نیکی لوگ لائق تحریر افسانہ و حکایات تھے اس طرح

یہ بھی موصوفت و مجسمات سمجھتے تھے مطابقت ۱۲۲ فصلی میں زمانہ سلطنت

غازی الدین حمید رشاد زمرین اچھے مدوح کو تیس برس کے سن میں خالق ارض و سما

فرزند دلبند کرامت فرمایا والدین سجدۂ شکر بحال یہ پندت بدلتے ہوئے نیکو کاروں

آیا اپنے اپنے علم و فہم کے موافق بچا کے سینہ باحتلا

اقوال حکم لکھایا مگر استقبال کا حال کچھ نہ کھا فقط خوش گردینے

یہ کام رکھا راجہ حبیب نرائن سنگھ بہادر

مام رکھا مگر نیت بشرامی ہمارا راجہ دیو جی سنگھ بہادر

کے گرو کہ لاکھوں میں انتخاب تھے باکرن جوتش کا منتہی شاستر بناتے

دوسرے شاستر بنانا بدانت سائنس کے جوک یا بجل سادہ رک میں لا جواب،

ماد و بید میں ناروٹانی پران و بیدانت میں بیاسش جی کی نشانی

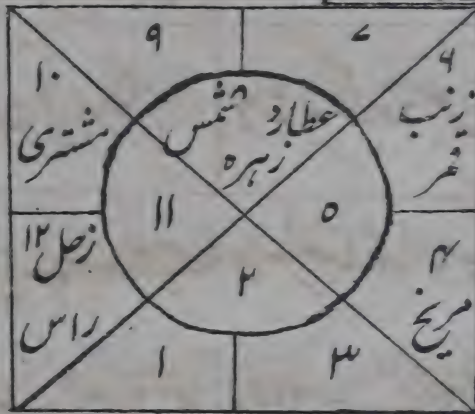
دہرم شاستر میں بتو جس کے مقابل غرض کہ چہ شاستر اتھارہ پُران بید میں کل
نام عالم علم شریعت ۱۱
سولہ علم ظاہری علم باطنی میں ہی یکتا وہ نیک صفات تھے
عامل شاغل صاحب کرامات تھے جو جس کو بتایا سر ہو کہ ہی سرق نہواوی
سائنس آیفیض طبع مستغنی ملک صفات روشن ضمیر طبع سیر خالی
نہ کی کسی خوشامد نہ تعلق نہ دنیا سازی سید ہی سید ہی تقریر انہوں نے
اپنے علم کا زور دکھایا کہ نہ کی کہنچی خوب سوچ بچار سے کہ فرمایا
کہ یہ لڑکا بڑا تیز طبع شجاع عالی تمہت صاحب دولت با اقبال خازن
ہی گھر کا بچہ ۲۰ برس کا سن ہی تولد کی ایسی ہی ساعت گھڑی
ہی عسر تھوڑی بدہ بڑی ہی یہ سنتے ہی بڑے ہماراج
پر کہ والد مولد سے اشارہ ہی ابراہم چا گھیا دل غنچکی روش
مہر گیا کہ کی آباد کی شادی انخاب ام کا خیال باعث ملان جب

سخت جگر و نظر کی جدائی ذہن میں آتی تھی کلیچہ ملجا تا تھا و سیا آنکھوں میں
 اندھیرہ بوجاتی تھی کہی سر زانو پر دھیرنا کبھی ٹہنتی سانس بہتا
 بخت کا شکوہ کیا کرتے تھے اسی رنج میں ماکرتیے میں جہان کا لب پہ آئینہ
 نے کیفیت کی رحمت آیوں سمجھایا خط امتدیر کا مضمون اسطر سنا
 مفارقتِ فرزند کا خیال کر کے اتنا نہ کر ایسے بے قسمت پر شا کر
 رہنا چاہاتے ہیں ایک اور چہ پارہ فلکِ حسن کا تارہ خوب صورت
 نیک شیر و فوقِ ریاست شانِ حکومت با تھکا دہنی دل کا غمی مردِ مبدی
 فخر خاندانِ شتائے زمان اپنے وقت کا صاحبِ قرآن عالم و جو
 ایک اچھا گھر بہ جائیگا یہی یاد رکھتے اوتالیس برس کیے سنیں
 وہی لڑکا تلسنی پور وغیرہ پر قبضہ پائیکا اس طرح سات سیات بر سر
 درمیان کیے پانچ فرزند پیدا ہو گئے وہ لڑکا جو پہلے پیدا ہو

ہمیں میدانِ اخیر کا پتہ سمجھ کے پالنا یہ سیکھنے والا پتہ پندت جی کا اعتقاد رکھتی
 تھیں۔ ہمارے ہمارے کواہت نے گونہ تقویت بخشی سرور کیا انہوں نے پہاڑ
 باتہ رکھنا پندت جی کی درخواست کو منظور کیا جب برسی کی مدت اس قدر
 ہوئی غایتِ الہی سے جنابِ انی صاحبہ عالمہ ہونین پندت جی کو خبر ہوئی
 سنتے ہی دوڑے آئے اور اندر نہیں گئے ہمارے ہمارے بیلان
 رہتے تھے جو کچھ چاہتے تھے پندت جی کو دیا انہوں نے پوجا
 کرنا شروع کیا جب شش مہینے گزر گئے اور فرزند تولد نہ ہوا تو
 لوگوں نے عارضیہ پر حمل کیا بڑے ہمارے پندت جی پاس
 گئے حال بیان کیا جو لوگوں کو شک گذرا تھا عیان کیا انہوں نے
 جواب دیا کہ واسے ہم کو دلین جبکہ دو ایک مہینے کی مدت باقی
 ہی بعد گیارہ مہینے کے لڑکا پیدا ہوگا خاطر جمع رکھو غرضکہ

نقل زراچہ جناب مہاراجہ جی سنگھ بہادر اقبالہ

نسبت ۱۸ اکہن دمی اشی چتر انجیتر زور شنبہ ایش مان جگ کر نام کرن عقرب لگن عصر
شمس ۳۴ گزدر کی سنگھری دن چڑھی مہاراجہ بہادر موصوف عالم ہستی مین آئے



راج کا مالک لگن میں آیا اور لگن کا مالک بہاگ میں گیا اس سبب مولود کو اتوس برسکی
عمر میں اپنی باپ کے نسبت دس حصی زیادہ اوج ہو لگن کے مالک کی سوار اس کا مالک مرکز میں
یا گوسی میں اپنی اوج میں جو تو پر تہہ جوگ ہو اور پر تہہ جوگ کا پہلے ہی کہ دہم مان در قانون
اور گاؤں و قصبوں اور شہر نوکا بانی اور علم دینی کا ماہر اور مشہور اور فتح مند اور دینی عزت
اور عیاش اور نام آور اور دنیا دار اور قبائل اور نصیب ہو اور ہر طرح کی آرام کی چیزیں
اور عیش حاصل ہے اور علم کی بحث اور عقلمندی کی باتوں کا پسند کرنے والا ہو اور ازواج کے
اور لڑکوں اور دوستوں اور بہائی بندوسی گہرا رہی فط

ہینہ نام اولادِ فرزند کی شاد کا اہتمام ہو اتم ثبت مطابق سہ ماہی
 اکھن کا مہینہ ست کو جان پر روح مادر رونق باغ زندگانی بکرا جیت ثانی
 پیدا ہوا جسے دیکھا ہزار جا یہ نرسے عاشق و شیدا ہوا ۵

باقیال و دولت با جلال و فر	بعثت گہ حاصل شد جلوہ گر
----------------------------	-------------------------

چھوٹا بڑا شاد ہوا ایک سیہ دوسرا کہتا تھا لو مبارک ہو
 کہہ آبا و ہوا حسن و جمال نور افزا سیہ کا شانہ چہرے
 جاہ و جلال شاہانہ سعید ازلی اندھیرے گہر کا اوجھا
 شوکت و دیدہ ناکھیکے چلی بڑے بہا ایچ خوشی سے پہون
 ہزار دن پر کو لٹا یہ جشن شیدی کیا جوڑ باسنے بہمن غیر کہلاتے

بایشا رنجینہ پر داخستند	بشکرانہ بزم طرب ساختند
-------------------------	------------------------

مہاراجہ دیب گجسنگہ بہادر نام رکھا

انگوٹے آگے صبح و شام رکھا دنیا میں آیت ہی قسمت ہو گا
ہوئی اسی روز علاقہ بچہ ہو گیا دو ہزار روپیہ کی ناکار ہوئی زچا خاتون
لوگوں نے سمجھا کہ بندر باندہ فوراً مر گیا دوسرا لایا وہ بھی
جانے کسے گزر گیا اس طرح کئی بندر فوگا خون ہوا ہر شخص جان
کار تھا خدا جانی نے اس میں کیا اسرار تھا اس دمان میں سوار
شیر مار بچے کو غیر کا دودھ نہیں پلا آئیں اور اگر ایسا کہیں ہو تا ہی تو
جنگل کے جینت دکھائی دیتے ہیں اللہ حضور بہت ناتوان
نہیں شیر کی قلت ہوئی مگر غیر عورت کا دودھ احتیاطاً نہ پلایا بکریاں
منگو آئیں جب زرا بیٹھنے کے لائق ہوئے تو بیٹھے یاد
کہو ریو دیکھتے بہت خوش ہوئے تھے اگر کسی نے کہی سوار
کر دیا تو اس کے خوشنہندان نماں سے اس نظر متوہ نہ

ہر دیاندر و نکی او چہل کو دایسی پسند آئی کہ قریب سو بند روئے کے پائے
 کچھ دن انہیں سے طبیعت بھلائی جب عمر آٹھ مہینے کی ہوئی تو خصوصاً
 کی ہو پھی کی مہاراجہ منجھولی کے ساتھ شادی ہوئی برات سے
 روز گجادر سنگھ کی ہمیشہ نے ایک لڑکے کو گھوڑا بنا کے
 مہاراج کو سوار کیا اور آپ شانہ تہام لیا ادھر لڑکا دوڑا اور وہ ایک
 چوٹ لکھا اور سینے سے لپکتے ہی لڑکی کو کاٹا وہ ایسی گہرائی کہ بازو ہاتھ
 چوٹ لکھا آٹھ مہینے کا بچہ کیا سینہ لکے گر پڑے بہت چوٹ
 اب تک زخم کا نشان ہی علامت اور سکی زیر زخاں ہی بڑی تکلیف
 اوٹھائی اسی سال سیف الدولہ بہادر اس علی ناظم ہوئے کوئٹہ
 بھڑاچ کے حاکم ہوئے ۱۲۳۱ھ فیصلی میں چار برس کا ہوا موافق ۱۸۱۵ء
 ایچ چٹایا اور سکی حرار سے بچا آیا جفا کشی تو آب گل میں ہی

بخار کو بلانے سے تہہ کیلے کتے ایک جانب دودھ جوش ہو رہا تھا
 دوڑیمین پاؤں نے غرض کہانی اوس جلتے دودھ میں گرے خدا ہی نے
 جان بچائی بائیں طرف سے آہا جسم چلیا رنگ چہرہ متورج لگیا
 کہہ میں تلاطم ٹپک گیا ہر طرف ہایا یہ پہوئے بڑے دوڑیاتے
 کینے کہا اولیکی مٹی جلد لاؤ کینے کہا سیاہی یا لگر وند کا عرق لگاؤ
 کوئی چلتی اسیے اتنی بہیر نہ کرو مٹو جھپے تو دیکھنے دو زیادہ
 کون کہے اصل یہی کہ چہ مہینے تک آدمیوں کے ہاتھ پر ایک کروٹ
 ریجے شافی مطلق نے شفا عنایت کی غسل صحت کیا صدقے
 اوتیرے کہ ہنوکا کہہ بہر دیا اپنے تھے تو ہوئے مگر چلنے میں ایک کروٹ
 جھکے رہتے تھے اس حالت پر یہی گہوڑا چڑھتا انچوڑا صغیر
 عشق تھا گردت سنگہ چوہانی بڑے ہمارے جکے تو میں بول رہے

جہانگیر دانش ور تھے ابھی اونکی عیال جاگیر دار ہی موردِ اعجاب
سرکاری وہی ہمارا کھیت میں کہا تے تھے مل پہلانا کھو افسانے

سنائیے تھیں مفید مطالب جلیے نکلے تمام انوار سہیلی کہ کتاب لاجواب ہی

سنادی حضور کو زبانی یاد کروادی جب جس چار برس چار مہینے

ہوا تو بڑے ہمارا جس نے بساعت سعید پرہیز کو تہا یا تحصیل

علوم کا چرچا لوٹا سیکے سمیں آہوشا ہوئے کہ بید و غیر گھوڑ پر سوار ہوئے

ذکر لال بہادر سنگھ راجہ اکونا کا حال جتنو نہیں فرج

لیکی بڑے ہمارا جس پر چڑھ آنا اور ہمارا جس بہادر کا جا

بہکانا اور بیان تحصیل علوم و فنون وغیرہ

ای قلم تو دکھادی اپنی اُمتک

سر چڑھاتا ہی سڑی مجنون

اک مخبط عبت ہی بر سر جنگ

بہلا آنکھوں میں کیوں اور تری خون

تہا یہ دلیں سن کر کو پہنچا دوں

صبر میں گو کہ ہیں ہزار ضرر

پر پھر سی ہفت سالہ ہی پڑا

اوسکی اطوار اوسی بہکا دین

خیر جبک ماری مدتی زبون

سکی اتنی سی مال دیتا ہوں

ضبط کر نہیں ہی بجنار کا ڈر

پوچھ و پھل سی سامنا کی

جو میں مانع وہی سزا دین

دل رہی مائل علوم و فنون

راوی معرکہ آرا کیا اہل ماری لائق تحسیر گفتار ہی کہ اوسے زمانہ میں لال بہا

راجہ اکوٹہ اور پڑیسے ہمارا جیسے بابت سرحد علاقہ خاں پور

کثرت اتحاد میں بخش ہو گئی راجہ ند کو راجہ سنون سیتھے اوسے کے کچھ

مدت سے خلل دماغ ہوتا آیا ہی یہ فقیر کی بددعا ہی این خانہ

ہم آفتاب است مشہور یہی کہ زمانہ سابق میں راجہ لال بہا در سنگ

باپ راجہ چو دیاں سنگ نے کسی مہا چو بد مہیا کو طباطبائی ہر بنقص و عیوب

شاید عالم اسراج کا بعض نکالا اوس روز سے اوس کے کہرتین یہ
جاری آئی کہ ہر پر دیوانگی چہانی خلاصہ یہ کہ لال بہادر سنگہ توپین اور
سپاہ کثیر لیکے بڑے مہاراج پر چڑھ آئے ہر طرف غل ہوا آئے
آئے دھڑی گاؤنہیں کیلا سے دو کوس ہی پہنچے قیام کیا جو
عقل اونکے ساتھ تھے وہیں سے سرک گئے راجہ کو سلام کیا
راجہ بند کورنے آہی آپ توپین داغنی شروع کر دین اور چٹھیوں
چٹھیان بڑے مہاراج کو روانہ کیں کہ ہم آئے ہیں بیٹھے
لڑنیکو آؤ وہ کب سینتے تھے ایسے سڑی سودائیکاجھک
بلانا اور عزیز دار کی بھی رعایت کی بہر کیف لڑنا مناسب نہ جانا
ہو رہے تھالہ دیا ایلچی کو مثل کینہ از دل دربار سے نکال دیا جہنا
دے کیجے سنگہ بہادر کے کانہیں توپ کی صدا

کان کھڑے ہوئے تہ تو رہی چڑھائی لوگوں سے پوچھا یہ آواز کیسی ہی
 بتاؤ جلد خبر لاؤ سب نے حال بیان کیا فصل کہیدیا سنتے ہی بیناب
 ہو گئے بہت ناگوار ہوا بایک لحاظ مانع تھا اسپے پڑے بہا سے
 جاکے کہا کہ اپنے سنی لال بہادر سنگھ کی چڑھائی کیا توپ کی آواز
 ایتک نہیں آتی پڑے مہاراج تو اس بات کا کچھ خیال نہیں کرتے
 میرے نزدیک گستاخی کی منراوہی چاہئے ہئے مانا ہم نے کہ اوس
 خیرہ سر کی سر اس عقل کا تصور ہی مگر آنکھ ہی نہ دکھانا دانائی سے
 دور ہی ہم آئے پسے پوچھتے ہیں اگر کوئی ہم پر سر چڑھے تو اس کا
 کیا دوا ہی تبتیہ کو شمالی کچے چاہئے یا چپ رہنا اچھا ہی سمجھنا
 چاہئے کہ یہ سن سال اور ان باتوں کا اس قدر خیال
 راجہ چندر این سنگھ بہادر نے جو بدیا کہ یہاں

جا نہیں چڑھے مہاراج سے کوئی کہہ سکتا نہیں تمہارا جی چاہیے ہے

جاؤ اگر ہو سیکے تو کوئی بات بناؤ جب انہوں نے صاف

جواب دیا تو ابھی گہرا سنے سے لٹکے پڑے مہاراج پاس

آئے وہ رات بھر کے جاگے ہوئے موافق معمول مجھ خواب

آرام تھے اور جبریل بلبھد رنگہ حاضر پئے سلام یہ ہے حضورؐ نے

والد بزرگوار کو جو خوابِ راحت میں پایا تو جبریل مذکور سے ہستی فرما

یہ کیا ہو رہا ہے کچھ ہتیار باندھنے کی بھی حیا ہی تم لال بہادر سنگہ

ڈرتے ہو جو کچھ اس بیہودگی کا تدارک نہیں کرتے ہو انہوں نے

عرض کی کہ اگر آپ صاحبزادے میں تو وہ بھی فرزندِ و فیسے

کم نہیں آقا زاد و فیسے مقابلہ کریں انکی طرح سودااتی ہم نہیں

لڑے کیسے لڑے کہ کیا پاتین کے جب بارود نہ رہے گی

وہ آپ گہر بہا گجائین کے حضور نے کہا کہ تم جبریل ہو کے ایسی
 بتاتے ہو بڑ بڑ دیے ہو انہوں نے کہا خیر ہم سے کچھ نہ کہو تم
 آپس کے لڑکے لڑویہ سنتے ہی وہاں کوٹیلے اور راکہ زمین میں
 پڑی تھی اوٹھاپ کے ہاتھ میں سیلے اویس کے منہ میں لگا دی کہ تو تمہارا
 جبریلی پر خاک ہی سوا اذ الوجبہ فی الدارین دن کے بودیے فقط
 زبان چپت و چالاک ہی یہ کہہ بہا گے کہ کوئی منہ تو دیکھے وہ تو
 اپنا منہ لیکے ریگتے ایسا شیماں کیا والدہ پاس کے سب جان بیان
 انہوں نے جو بدیا کہہ ہی جبریل کی سزا تھی تمنے خوب کیا جبریل
 نے بڑے ہمالیج سے نالش کی کہ چھوٹے صاحبزادے
 اوس شخص کا منہ کالا کر کے غضب کیا انہوں نے نو
 ہمارا ج کو طلب کیا یہ دو سے پنجابی تھے کہ دیکھتے کیا

کس نہج کا سامنا ہو بڑے بہائی بلا نے آئے تو اونکا عجب لہتا
 بیغور چلے آئے بڑے ہاراج نے پوچھا کہ تینے جرنیل کے تین
 سیاہی کیوں لگائی یہ بات کہنے سکھائی حضور نے عرض کی کہ ہمارے کسی نے
 نہیں سکھایا راجہ اکو نہ کی حرکت نام مقول ہمیں غصہ آیا حضور سے
 عرض کر سکے بڑے بہائی صبا پاس آگے کوئی تدبیر تائیں یا میں جو اندیشہ
 خود لڑنے جائیں اور نہ پاپ کی خدمت میں بھیجا میں چلا آتا تھا جرنیل صاحب
 راستے میں ملاقات ہوئی کیا عرض کر سون عجب طرح کی بات ہوئی فدوی نے
 انکو افسر فوج بڑے بہادار کہا اگر ایسا مشورہ کیا انہوں نے ایسا جواب
 کہ ہر بات سے نامزدی ٹپکتی تھی اسوجہ سے فدوی نے یہ حرکت کی آئی
 یہ اشارہ ہی کہ اگر ایسے ہی پوچھیں کو دلیں جبکہ دو سیکے تو صو
 دکھا اپنے ننگے لایق نہ رہو سیکے بڑے بہاراج سے فرمایا

کہ اچھا لڑکا جو صلابہ ہی تو جاتا تو ہم ہی دیکھیں کیا کرتے ہو پس مہاراجہ بہادر
 اوتار کے سلام کیا اور لٹے پہرے پہر نہ کہ کلام کیا باہر آئے تو جو
 تیار کیا حکم دیا خاطر جمع کی سبکی اور ہونے سال بہر کی چڑھی ہو
 تنخواہ طلب کیا فرمایا کہ مرنیدین دینکر و تنخواہ ابھی لو یہ کہلے بہت خوش
 والدہ کی خدمت میں آئے اسے اپنے نزدیک یہ خوشخبری لائے کہ بڑے
 مہاراج کا حکم ہو گیا ہم لڑنے جاتے ہیں سپاہ کو روپیہ درکار ہے
 جلد دینے کا وقف کا محل نہیں ہی دیر نہ کیجئے ورنہ اپنا گلا اپنے ہاتھ
 کاٹ ڈالو گا یا تنہا جنگل کی راہ لو گا اور خدا سے تمہاری مراد نہ دی
 فرمایا کہ دشمنوں کا گلا کاٹو جس قدر روپیہ درکار ہو ابھی لو یہ کہلے
 بخشی ہو جو بلا یا کاغذ شکایا تقسیم تنخواہ کا لگا لگا یا اب مہاراج فرط
 خوشی سے خود سوار ہو کے ہر افرہ کے دیر نہی برجائے ہیں

اپنے طور پر چھماستے ہیں کہ بان بھائی تو یہی وقت مدد ہی مقام کہ سی جلد
 چلو دینا کرو انفس و نعین جو دانا اور دور اندیش تھے بہت اہمایت
 خوب کہا کئے خلاف مرضی حضور جواب نہیں داور چاہل مطلق آئے
 جلد گیرن باند کے تیار ہوئے ہمراہ سات گھنٹہ قلمند پیدل سوار ہو مہاراج
 بیلا گھاٹ آئے دیکھو کہ قرار تھا سپاہ کا اوتا شروع ہوا فقط یہی ا
 بڑی مان حضور کی کہ خاص بلوچم میں تھی تہیں یا جبرائیل کے بہت خوش ہوئے
 ہزار آرمی مسلح بہرہ دروانہ کئے اور کہا ابھی کہ شاباش بیٹا کیا کہنا ہی
 مچھلی کے بچکے کون تیرنا سکتا ہی آئے ہو تو اب ہرگز کنارہ نہ کرنا
 شیر دیکھو شیر ہو اوس خیرہ سر کی رو باہ بازو نیسے نہ دڑنا
 جھنڈ رو پیہ سپاہ درکار ہو موجود ہی اوس نا اہل کو سزا
 قرار واقعی دینا اسپین نمود ہی بڑیے جہا راج حضور کی

یہ تیز زبان سنیکے بہت کہہ لے تھمت بہری خوش میں آئی تاب لائے
 اپنے مصاحب کو حکم کیا کہ جلد جاوے بیٹھو اور سو درجہ کو پہرہ نہ مانو گرفتار کر لے
 وہ سب حکم کے ساتھ ہی اوس پار او تری کے ہمارا جاکو تھما رہے تھے
 نشیب و فراز بتانے لگے کہ اچھا یہ لائق نہیں ہی کہ بڑے حصہ کی
 خلاف طبع کوئی بات کیجے بس پہر چلتے جانید نیچے لراقمہ

چہرہ کی باور پر دیکھو تلوں را کھڑی رہی	یہ کیا باتیں من غصہ تہو کہ بڑے بڑے
--	------------------------------------

اور دہر مخالف پاؤں کے در فوج شیکے اوٹھکے دیوانہ را بھوکس آیا اس کے
 بڑے آئے تھے یا پیچھے بیٹھے لگے لوگوں نے اس کے

کہا کہ مبارک ہو دشمن کا رخ پہر کیا رستم کی دہاک کافی ہی اب کہاں جاگا
 یہ سینکے ہمارے نیے باگ سنبھالی کہ تعاقب کیجئے بھاگ کے
 جانے نہ دے نیچے چنانچہ مصر نیاز مند قدیم نے بڑے گھوڑے کی

باک میں ہاتھ ڈالے کہ آگے نہ جائے پانچ کا قصور معاف بس آچکا پاس بہتین
 اوستہ حضور کے ہاتھ میں تلوار نہ تھی ورنہ اون بچا پر کی جان ہی جاتی کٹو
 ڈنڈیاں اسقدر مارین کہ بوکھلا دیا پانچ سات آدمی دوڑ کے پٹنگے
 گھوڑے پر سے اوتا لیا اب مجبور کیا کریں انتوسے کانا تہ پٹنگا
 مگر وہ پابند حکم تھے بہر کیف گرفتار کر لائے بڑے ہمارا ج نے
 اپنے سانس نہ بلایا اسقدر مکر ہوئے مگر بڑے صاحبزادے
 حفاظت کیلئے مقرر ہوئے اور وہ شریر بہاگ کے تعلقہ متھرا علاقہ
 بلرام پور میں پہنچا کئی گاؤں لوٹ لئے پہونکہ یہ سوڈکی زمین ہے
 سو جہاد یوانیکی بات کیا یہ سنکے جرنیل کے اگل لگتی یہ خبر بڑے
 ہمارا ج کو پہنچائی کہ وہ سودائی متھرا بہاگ کے پہنچا وہاں آفٹ مجائی
 ہماری طرح نہ گئے کا قصور ہی اب تہذیب ضروری یہ سنکے اونکو بھی

غصہ آیا سوار ہو کیے مع فوج شباشب مہرا میں آگے پہنچا یا وہ عیا
 کو تباہ کر کے وہیں ٹکڑے یہے یہے کہ صبح کو صبح کر دینے کا قیام
 دل جلا نینگے کیا اسے گئے گزرے ہیں کہ انکو بھی نہ ستائیں
 کوئی بولاجی چاہتا ہی کہ لاشوں سے میدان بہر دین کسینے کہا
 یہی صلاح ہی کہ تھوڑی راستے قتل عام کر دین اس فکر میں
 کہ ہاپونگی آوار کا خون آئی لشکر دشمن بہت چھاتی قریب تو پہنچتے
 غد بڑھتے گتے تلوار چانے لگی ہر رگ جسم لہوا و گلے لگی تیغ ہائے
 سوزن زبا کی مدد سے میدان جیت لیا نوک دم ہیکا ویا طرین
 سے پانچ سے آدمی کہبت آئے یہاں اکبر سنگہ بڑے
 مہاراج کے برادرِ بستی خونین نہایت بڑی جوانمرد کی آخر
 جاندی شجاعت مانگتی ملک الموت چمک کے قدم لیا تو چمک
 لف

ایسی بہاگی کہ تین کو بیچ دم کیا بڑا مہاراج نے چاہا کہ باگ لینا ہا سنے
 بھی مار بھاگ دین میں بیغز نے رئیس گکا کو اپنا پشت پناہ بنایا اور چار کو
 اونکی میکشی رجم آیا پچیس مہاراج پاس دھڑیے آئیے حرفت صلح دینا
 لایے کہا تم وہ ایک جو کچھ ہوا وہ ہوا اپنی طرف دیکھو دہر آؤ جانید و انہو
 اؤ کا کہنا مانا کچھ شکایت بھی زبان پر نہ لایا ایک کارندہ اور چند نفر سپاہی ^{اپنی حد پر}
 چھوڑیے کہ پہر آئے مہاراج کو زبردستی پھیر لائیکا ایسا صدمہ پہنچا کہ
 ضبط کر نیسے بخار چڑھا زور رقابت برہا حکیموں اور سیدوں کی
 دوا ونیسے کچھ صحت ہوئی بیس دن بعد بالکل صحت
 ہوئی پڑیے مہاراج نے حضور کو بلایا پیٹ پر ماتہ ٹھونکا
 فرمایا کہ اب خدا کی عنایت سے اسے اچھے ہووڑ ^س
 کیا کر و عنرض کی بہت اچھا اطباء نے کہا تھا

کہ اگر صاحبِ دُکم سوا کین تو توت نہاؤد ہو یہ کاہید کی جاییے اسیلے
 بڑے حضور کوں تقرر کیے کہ ہیل میں ل ہیل میں نمید نہ آئیے
 کہیل بھی احیائے قیام و قیات دے تیے اونمیں بھی کمال پیدا پنچ طرح کی
 شطرنج حاصل کی ہر ایک ال پسند دمی اور شطرنج کلان اور شطرنج
 شہید پادشاہ اور بند اور شمشیر بند اور بختیہ میں بھی استاد ہو یہ
 پادشاہ چنگ تین آدمیوں کا اور دو آدمیوں کا اور شش اور رنگ مار اور
 جتنے کہیل لاگ کیے میں سب یاد ہوئے اور چوسہ و طرح کی ایک
 بند ایک کہلی اسمیں بھی رنگ مار ہی اور سولہ کہلی اور بیس کہلی اور
 دس گہرا اور سو جا پانی اور ناٹ گہرا اور چکے لٹو اور تہ بند اور
 قسم ان سب کہیل و نمیں استحضار ہی اللہ ریے ذہن زرا والہ کی
 مرضی پانی لکڑی بانک پیا بانا بوٹ بہا لاشنی کبڈی بتلی متول

چنوی کی حال لہجی و زبان میں ہمارے ہم چنانچہ رسالہ اس رس باز سے او
 جو ہر اوڑا یا سیکے مائے کر دکھایا بازی کروں بہا عشق و نگو نو کر کہیے افغان
 روپے دے نیرجات شعیبہ تماشے حاصل کیے تیر لگانا بڑے
 ہمارا ج نے بتایا کہوڑا چڑھنا گولی لگانا پہلے بڑے یہاں نے
 سکھایا علم کی طرف جو رغبت ہوئی ناگری چند روز میں یوان رام پر شاد
 پڑھ لی فارسی مرزا و الفکار بیگ نے پڑھائی وہ عامل تھے
 کچھ ترکیب عمل بتائی لکھ کچا فن ہی اونہیں سے ہاتھ آیا بعد اونکے
 بہوانی سنگھ چتری نے کہ بڑے ہمارا ج کے مصباح
 تھے کھائی ان چھوٹ لڑنا بتایا یا ناپٹا وغیرہ محمد خان بادشاہ
 سردار سنگھ چندیر سے سیکھا علم شاد و می تمیر نجان نے
 تعلیم کیا موسیقی میں پہلے ہمارے خان خلیفہ نر مول شاہ کو

اپنا استاد بنایا بعد اوس کے پرخش ڈھاری سینے کے پہلو ہوا بتایا
 کیشود اس اور گہناتہ داس دو پنڈت دکن سے اس کی تکمیل کیلئے
 بلوائے وہ اپنے رنگ پر لا کجھان جہان شبدہ تھامز لگانی بگ
 سے پوچھ لیا چند روز حیدر علی خان سے دریافت کیا ہری ام
 باج پٹی کا نہیں بوج کو نہیں تھا ہی حق تو یہی کہ طبیعت و آموزش کا رہی خلد
 فکرِ سا طبع موزون عنایت کی فنِ نظم و نثر میں کچھ استاد کی نہ احتیاج
 ہوتی سب علوم صنایع ان فنون کہ ہر ایک کے واسطے ایک عمر
 چاہیئے تین برس کے زمانہ میں حاصل کیئے صغر سن میں ہی کہیں بے
 ذہن عالی نہ تھا ہو وعب بھی مصلحت سے خالی نہ تھا بارہا قلعہ بنایا او میں
 لڑیکے جمع کر کے لڑیکے فتح کیا علی کہ وہ قلعہ لیلیا اکثر بڑے
 ہمارا ج کی کچھ کچھ ہنگ انفصال مقدمات دیکر آئے پانی جگہ پر

آپ کے چھولی لڑکے آپس میں لڑتے خود حاکم بنے ہر ایک کی روداد
کو بتھنچ کان لگانے کے لیے مناسب فیصلہ کر دیا بڑے مہاراج کو باہمی و ہمت
بائیں ہاتھ ایک سے ایک بہتر سمجھیں ایک تنہی مبارک نام خضر کو پھانسی

شک لیلی ہوش مجنوسی زیادہ تیز و
رک ہی استقامت میں نظیر کو مبارک

اوپر یاد دہانی سوار کے لئے و ایک ایک کو پھانسی لاتی موت شراب میں خج بصورت

دم کس لپکے پھینکے تھوہ باپا
جاد و طلسم سحر کرامات معجزا

جنہا راجکوں کے پھر شرمسار کیا رہا ہوں تو موافق حکم شامہ خیریت کی شادی کا سامان

یہ شادی زنا ر مہاراجہ دی گجے سنگ بہادر مع ذکر

تاریخ و سال اور بڑے مہاراج کا انتقال

بہاؤ جلد ہی ساتی نہ لقا
می عشرت و خرمی سے چمکا

شرابیکہ باشد خمیر شریف
ضرورت دوشش نرم شریف

وہ ہو جاوے فوراً جو بخشی	کہ ہی اب نشاط و خوشی کا ظہور
ہر اک شاد بیگانہ و خوشی ہی	یہاں جشنِ تار و پریش ہی
مرا ذہن عالی و کبائی کمال	سناؤں جنتیوں کی شاد بیکاح
چنین خج تر نہ خواہیے نہ کم	ہلک بخت حکمرانی کس نہ

ارغنون نوازانِ بزمِ نشاط و ہر بطنِ زنانِ محفلِ انبساط یوں زمزمہ پرداز و نغمہ
 طراپین کہ ^{۳۳} فصلی پہاگن بدی دوج کو ہماراج کے جنتیوں کی شادی رچی
 گھر گھر دہوم مچی پہلے راجاؤں باہوون تعلقداروں رئیسوں امیر و نگوینو
 بھولے منزلوں سے تہند و مسلمان آدھوین شروع ہو گئیں جیسا چاہئے
 نہا سبکی خاطر داریاں کیں باورچیوں نے قسم کی چیزیں پکائیں جلوائیوں نے
 طرح بطرح کی مٹھائیاں بنائیں سب قسم کا لکوان آچار مرجم باب و تاب پولاؤ
 زرد افرنی مافوتی قور قلیا شیر مال کباب دھل در معقولات کر پولا لے بیلا

آئے مرہکون نے نعمتیں پا خوب ستے لگاتے تھے اور اسے توڑ
 تنگ جاتے دلی سے علی تنگ زنج مرہکوں زین لباسہا سے رنگین
 ہر قسم کے عطر سے گلی کو چھڑو برویان سیمین کے جگمگتے فتنہ فضا
 کا گہر نوبت نشان واپسی وردیو آراستہ شہنائی نواز قارچی عمدہ ملبوس سے پرستہ
 اپنے کاروبار میں سب ڈوب ہوئے رنگ میں غرق چالاک مثل برق ارباب
 باعث انبساط بہانہ ریائی کشمیری کتھک توال سننے کے محاورے
 بیابک بو پچال شادی مبارک کا غل ایک طرف سہنائی میں کلے کا انداز
 بالکل بہر طرف ناج کا ناٹنا دہرت شہری غزل خیال ترانا طوائف پر نر
 سر و قد رشک شمشاد نادر روزگار دیکھنیو الو کے دل بقرار
 کو سونٹک روشنی کے تہا ہر آرایش کے تخت لانتہا ایک سے ایک
 بہتر گدائیں کنوینچشاخوں کی عجیب شان جہاڑوں کی بلند پرت پرتوں کا گمان

چراغوں کی روشنی نے ستاروں کو مٹا دیا آرایش کے گلہ سونے باغ ام نظرو
 گرایا آتش کے ٹوکریے پیشمار چرخیان تہ تابین گلر زینا رعد ہا ہا تہ
 قطار و قطار باندنی سوار بیگنتی کہوڑیے پنیں ہوا دار

تجلی بخورشید بر کوہ سار	بہشت شمع اجل ز زنگار
خرامان بروئے زمین خلک	بہر سو پیلان ز زین گجک
مرصع بلبل و گہر بالہ نک	سمندان ز زینہ قریب و تنگ

تو پخانہ میں تی تیار کی نگیرے بہاری بہاری جد ہر نہ اوٹھایا
 خیمہ ہی خیمہ نظر آیا سب طرکے باجے ملی ہوئیں آوازیں نے
 ڈھنگ کی شاگرد پیشے کی وردیان رنگ رنگ کی نشان بردار
 خاصہ دار قیوب مرد ہی چو بدار سب ادب آموز تیز دار تلنگوں کی کمپیاں کجی
 پلٹنیں سچی سچا تین پہرے والوں تے خونخوار صورتیں بنائیں تہ تو

ہزار در ہزار سوار و سپاہی اپنے اپنے قریب سے ایک طرف چلتے
 کمپان رساں دارا شہر سے اڑد ہام اگر کوئی اس سر سے اوس سر تک
 کی سیر کا قصد کرے ہرگز بار نہ پائے تہاں پہنکو تو سر پر جا سیے
 شانے شانے چہلے کپڑے لئے ہوں ستہ نہ میلے چنچ چھا
 ایسی تہی کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی بعد ریت رسویم ہمارا
 کی برآمد ہوئی کی جو خبر پائی مشتاقان دیدار نے درد و لہر بہی لگائی

بلہا فرد بستہ راہ نفس وضع و شریف و صغیر و کبیر کہ کوئی زد و بوس و بغل رتہ سر بکف بر لب و چنگ و از خون و د کہ تا کی رسد ان معالی جناب	ہجوم تماشا تیان پیش و پس ہمہ جمع بودند بر ناز و پیر ستادہ چنان پیش و پس بہر گھر بیکسوئے خنیاگر ان صف بصف بچشم انتظار و بدل اضطراب
--	---

کہ ناگہ بچرخ این صدا بر کشید | کہ شد مہر اقبال و دولت پند

مہاراجِ مطلوب بزا و میر جم غفیر نمودار ہو مشتاقِ لال مالِ دولت ویدار ہو

دل و دیدہ و دستِ مصروفِ کار	بیکسو خلایانِ خدمت گزار
سوئی منظرِ خاص شد رہ سپر	چو از جلیے تے خود با ہمہ کرد فر
بروشِ محوِ ادب بست راہ	نظرِ دوخت بر شوکتِ بارگاہ
کہ بر مہرِ توانِ فکند ن نگاہ	بگرداند روازِ سویے بارگاہ
ن بدلِ شادمانی نے دعا بزا	برفتند ہر سو تماشا تیان

بر ہمین ت ہر ملک کے جمع تھے شادی بہر خوب بہو جن کے موافقِ لیاقت
 سکو دیا گا و دانِ رب ان سون ان بہوم دان گجدان جہا دان خوب کیا
 چوئی امت کو انعام میں رہے اشرفیان تقسیم کیں بڑے اومیو کو خلعت
 میں ہا تھے کہوڑے پشمینہ کچھو آب زر بفت گلبدن

مشرور کے تہاں بندو قین تلوارین دین سب نصبت ہو کے اپنے اپنے
 گھر کو گئے بڑے مہاراج شادی مرگ ہو گئے دنیا میں شادی و غم
 تو ام ہی ہنسنے میں ہی آنسو نکل آتے ہیں خندہ گرہیم ہی پہلے
 قادیان ہی جب منہ دکھایا تو آہ آہ ہی ارمان کے ہمراہ جان کل گئی شادی
 ساتھ تمام ہو گئے تیر میں خاص و عام ہو گئے پہلے چنگی تھے
 اکبار کی نجاریا تو کچا پیام لایا چہ دن بعد پہاگن بدی نومی کو بیکٹہ باشی
 ہوئے دفعہ کیا تھا کیا ہو گیا عشرت گدہ ماتم سرا ہو گیا ہر طرف
 گرہ و زاری کوئی سکتے میں کسی کو بقیاری مبارکباد کی جبکہ
 کھب بام ہوا طعام لذیذ کہا تے ہی دانہ پانی حرام ہوا تمام شہر
 پرا بر عسبم واندوہ و ملاں چھا گیا ایسی ہوا چلی کہ جسکا جنہو کا
 اک سر سے سبکو ریشاں مو اسفقتہ حال بنا گیا کوئی دھڑ

مار مار کر قاتلہ کوئی زمین پر نہیں چھوڑتا تھا جب وہاں گئے سچے
 تو ایک گروہ سر پر ہارنہ گریبان چاک الودہ بجاک حیران پریشان بازار و فغان بھرا
 لاشیں احباب دیکھے ملتے تو قریب کا سنگ مغارت سے دل پاش پاش ہوا

نزدیک شد کہ شیشہ افلاک شکند	از موج خیز گریہ عالم احباب وار
بس اب چہوڑ دون داستانِ الم	یہاں سی خوشی کی ہوں باتیں رقم

راجہ جین رائن سنگہ بہا کا مسندِ مہمیت جلوہ فرمانا اور راج
 دے گجے سنگہ بہادر کو سوار اس پر غیرہ سکھانا اور
 ہمالیج مدوح کی دلیر کیا اظہار اور شیر کا شکار

حاکمانِ لایت سروری و فرمان وایانِ مملکت برتری شہسواران میدانِ فکر
 متین شیرانِ شکار افکنِ آہوانِ مضامین لکھتے ہیں کہ بعد کر یا کر م
 کے راجہ جین رائن سنگہ بہا در کو کہ اولادِ اکبر نہیے

و اس وقت میں باب کی جگہ بات آتی شانِ یاست دکھائی مرود و سونے کے جان
 تازہ پانی نل سنگی خانزاد کو عمدتاً نبات دیا انتظام فوج ملک مال اچھی طرح کیا
 اسی سال بدلا سے سب صغیر و کبیر پوپ جا کو بلرام پور میں آئے یہاں پر
 دیے گئے سنگ بھادری بھی سیکے ساتھ تشریف لائے
 یہاں ایک گشتین موج گرام بڑے مقدور و تہیہ سابقین سب گشتیوں کے
 سردار تھے قبل ازین وہ پہلے جی تیرت کرنے گئے تھے چکانیر کے
 راجہ سے ایک گھوڑا لائے ہوئے تھا چھاوا تھا آگ تھا نام اوسکا
 ناگ تھا لوگوں نے اوسکی تعریف کر کے ہمارا جکواشتیاق دلایا خصوصاً
 خود دیکھنے چلے گئے بہت پسند آیا طلب کیا گشتا میں جی
 مع ساز و سراقِ فقرتی دیدیا بعد پوجا کے پہر بیلا میں
 گئے کہ منسکن بزرگوں کا تھا ہوا وہ گھوڑا وہاں یہ ہے

ہرقت پیش کیا رہتا تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ حضور اپنے بڑے بھائی کے
 ساتھ شکار کیا ہے گئے بہت لوگ ہمراہ تھے ہاں ایک ہرن نظر آیا سینے
 اپنا اپنا گھوڑا اویس کے پیچھے اڑھایا ناگ سب سے آگے تھا ہرن تو جنگل میں
 چمکیا سب ہم گئے نہراچ نے بھی اپنا گھوڑا روکا وہ کب رکنا تھا دونوں
 طرف سینے و رہوا یہاں تک کہ ایک جانب سے باگ ٹوٹ گئی دوسری پر
 ہاتھ ڈالا وہ بھی تڑپے دو ٹکڑے تھے دو ال تھامی وہ بھی چوٹ گئی گھوڑا
 اسٹبل کی دہن میں اس سناٹے سے بھاگا کہ سب کے ہونٹ بڑھے ہائی
 حضور کے چلائے کہ سینہ رہنا پڑی جمی رہے آسن اوکھڑے نے
 پائے نگہ رات بڑھا کے زبان پکڑ تو ابھی رکجا یہ حضور نے ہزار تیر لڑائی
 اوس بیزبان ^{بنا} نہ آتی وہ پہر چارے کہ اگر نہ رک سکے تو کو دھڑو یا
 آپ کو گرا دو ایسا نہو کہ آگے بڑھے اوچھا لدے کہیں قلعے کی

خند قہین بند ہے یہ اسطبل کو جاتا ہی دروازہ اوسکا بہت چوٹا ہی اگر
 یہاں سے چلنے تو اوسکی ٹکری لگے گی مہاراج نے اوترنکی بھی مہلت
 نپائی ناگ بہاگا بہاگ قلعے کے نزدیک پہنچا دقاعہ پر سپاہی گھڑے
 تھے اویسے حضور نے پکاریے کہا کہ بیغام آتا ہی روک لو آ
 نہ رہے ہو وہ جاس کیفیت سے آگاہ ہوئے سب دور سے
 ہوئے گھوڑا ہی عقلمند تھا وہ راستہ چھوڑ خندق کی طرف چلا اور خندق
 دیکھتا کہ چوڑا بیش ناگ کہ اپانی سے بہرا ہوا مگر قدرت خدا ایک ہی
 جست میں کہانی کے پار ہوا جسم نے درالغزش نہ کہانی پر دار
 جانور کی شان دکھائی دوسری اڑان میں دھس پر پہنچا پہر نیچے
 کو ذنیکا قصد کیا اتفاقاً دارانجان ملازم قدیم قریب سے
 ہوئے ادھر گھوڑا کودا افسر حواس اور پرتی او دھر مہاراج او چلے

خانہ مکور کی گردن پر سوار ہوئے جرات تو کی مگر صد سے عشق گیا وہ قیامت کی
 دھوپ آفت کی دُور دھوپ پہلو سا چہرہ کہلا گیا چھاؤنی قریب تھی وہاں سے
 لوگ دوڑے آئے بادش کی ہوا دی اور وہاں کیا تھا تلوے سے ہٹا
 مٹی پانی پھر کے سنگھادی بازو کیے باندھے اور وہ بچا
 کیا تعریف کرتے سوا اس کے کہ سب جان اسے ^{بٹھمے} خوب خوب باند
 انصاف چاہتے کوئی اور بھی اہم وقت پشتِ زین پر ٹہر سکتا تھا
 دوسرے کیا پتا یہی نہ ملتا ایسا معرکہ اگر کسی نے دیکھا ہو تبادی کے سنا
 سناویکے بہرام کا قصہ کہانی ہی شاید صنعتِ اہل مذاق ہی مگر اوس حکا
 کی یہ تحریرِ صداق ہی ہمارا جکو ٹھوری دیر بعد ہوش آیا سیکے
 آگے حال دہرایا اسے میں بے بہائی بھی حضور کے آہنچے فرمایا
 کیا گذری سنے کہا اور کیا عرض کریں جان بچا پتی ناگ نے مار دیا ^{لڑیں}

کمی نہ کی تھی یہ سکر اور غصہ آیا کہ ہوا تھان پر جا پہنچا تھا پہر شکایا دوسری
 لغام چڑھایا کہ خود سوار ہو کہ منہ زوری کی سزا دیتے اب یہ شیر ہو چکا
 اپنا بھی زور دکھا دیتے دو تین کوڑے اس سے لگا کے کہ گھوڑا تامل کیا
 دیکھنا بالو کے جی چوٹ گئے اور سیکے ترپنے سے لغام کے
 دو تھوکیے اکبا کی ٹوٹ گئے اور نہ پہا گئے کا قصد کیا انہوں نے ایک
 ہاتھ سے زبان لی اور دوسرے ہاتھ سے کوڑوں کے بوجھاڑ کر دی گھوڑا
 بھی زور کرتے کر عاری ہوا یہاں تک تھکایا تنگ کیا کہ دم چڑھ گیا تھر تھر
 زمین پر بیٹھ گیا اونٹین کے زخمیہ نسخہ خون جاری ہوا او ہاتھ کا کوڑا تلوار سے
 کم نہ تھا ایک دن ایک ہاتھ بکری کو مار بیٹھے تھے اسکی آنتیں پٹ سے
 باہر نکل آئیں جنہوں نے دیکھا انکا ذکر نہیں سنتا والو کے
 عقلیں چکر میں آئیں جب کیفیت تھی تو بغیر حیا ان کہتے

چوڑی تے گھوڑیکو اوکی خود رعایت کر گیتے تازیان نہون غرضکہ گھوڑا تو
 اوموا کر کے چوڑا اور مہاراجکو قریب بلایا شفقت و مہربانی سے فرمایا کہ
 تم گھوڑے پر بیٹھنے کے ابھی قاعدے نہیں جانیتے سیکھنا چاہئے
 پہلے اتنا سمجھ لو کہ اسکی سواری کے لئے کیا کیا جائے یہ کہکے گیارہ گز

کا مدور ایک حلقہ زمین میں کھنچوایا اور گھوڑیکو قیرگی کر کے فراخی میں
 باگ باندھ کے حضور کو تنگی پیٹ پڑھایا فرمایا کہ سیدھے بیٹھو اسطر
 کہ استخوان پشت آپ و نورانی کے درمیان رہا اور گھٹنے پائے
 لئے زمین گھوڑیکے پسلیوں سے اور پاؤں کے نیچے
 اندر رخ ہم ہوں اور کمر سے سر تک سوار تین خم ہوں اتنا
 کہ ریڑھ کی ہڈی ذرا بلند رہے چھٹا گونہ خمیں ہو گردن اوٹھی
 رہے چھت اپنا سر جوڑ بند رہی اور آنکھیں اپنی گھوڑیکے

داسے نہی ہوتے کثرت کر سکتا ہی تو بائین چکر کے وقت بائین ہوتے
 کی کہنی پر چھپا لیتا اور پٹھتے وقت پشت کھینچتا ہے جائیگا تمام کمال بارہ^{۱۲}
 برس سے کہیں انہیں سے چھوٹ روکتے ہیں اور انہیں سے لگائے
 جاتا چاہیے کہ اوپر ہی کے جسم کو حرکت رہے ران نہ اوکھڑے
 پائے جب پیش و پس است و چپ و دست ہونے چکے تو
 سٹک کے ہاتھ بتائے سٹک برچھے کے گھٹانے بڑھانے کا
 نام ہی ان کے قریب سے ملین تک فقط ہاتھ کی جنبش سے آجاتے
 یہ ذرا باریک کام ہی جب اسپر بھی قادر ہو تو برچھے کو چکر دے
 داسے نہی بائین کر کے محاذی شانوں پر سر پرچہ کرتین دلائی
 آسانی ہیں سب گہار کی لڑائی میں کام آتی ہیں اسکی مشق کے
 بعد یہ بات حاصل ہوتی ہی کہ جو جگہ تاک کے برچھا لگائے ذرا

حضور ان سب عدوان پر قادر ہو چکے اور گہوڑا فقط اشارے سے چلنے لگا
 تو ہاتھین بچھا دیا اور ساتھ ہی یہ تباہی کہ اس کے تین طرف کے سلامین
 ایک سید بھی دو سر اوپر پلٹے کا تیسرا تین چکر کا ہی بہا لگی کر مین ڈانڈ
 اوپر ہی ہوئی تھون دراز مین نوج ہاتھ سے زیادہ نہو شروع ہوتا ہے
 کرنا چاہیے بائیں ہاتھ مین باگ اور دائیں ہاتھ مین برہا چاہیے
 تین حصے پائین دست اور ایک حصہ انگوٹھے کی طرف اوپر رہے
 برویت راست پر اور کھنی بریچہ کی حد کے اندر رہے گھوڑے
 پہلے ہاتھ چکر پر لگائے انکھانی سے ڈانڈ گھوڑے کے دائیں
 کا نیسے چھو جائے برہا کلا نیسے سہارے سے حرکت نہو
 اگر دو نو ہاتھوں کی مشق بڑھ جائیگی تو بائیں ہاتھ مین بھی دس ہاتھ
 کی کیفیت آئے گی اگر کوئی فقط اک انکھ سیکھا ہی ہے

اوسمیں رس نبی ہی رہے کہ گرجا خباہر ہو اور عادی کا دم قدم پہنچو
 جس شخص کے ہاتھ میں اس جوہر تھے وقت گہوڑے کے ہمراہ ہوا اور پہیر نیکی جگہ پہنچا
 اس پکڑ کو خوب کہا ویسے کہ پہیر نیکی کے مقام سے پہر بیسے قبل
 اس گاہ ہوا اول آہستہ قدم لیچلے اکبار کی نہ تیز کرے جب رہ کرے تو
 جھنیر کرے داس ہنر چکر پر دامن ہاتھ اور پاؤں اور بائیں چکر پر پان
 ہاتھ اور پاؤں گہوڑے کا پہلے اوٹھنا چاہئے اسکا خیال سوار کو
 سب باتوں سے سوا چاہئے کہ کاوی کی بھی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ
 کہ اس حلقے کے اندر ہی سے گہوڑے کو پٹا سے دو سرے کہ دائرے کیلئے
 لایے کہ جگہ دیکھ کر اسی دائرے میں لیجائے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ گہوڑے
 پہر تو وقت لغام چبانے اچھا معلوم ہوتا ہی یہ بات نادرست و بیجا ہی اسلئے
 کہ جو کہیل میں مصروف رہی گا اس لئے کام کیا ہو سیکے گا غرض کہ جب

دونوکانو سیکے مقابلے میں کہنے کو استادوں نے کہا ہی اسلئے کہ یز
 نجوبی دکھائی دیکانوسیکے حرکتو نیسے گہور سیکے دکھال یعنی اسکا
 ارادہ معلوم ہوتا اوپر نظر رکھنا اچھا ہی اور دونو بلڈ خست کہنیاں سیدھی
 سخت پشت فرس پر کہنے کا یہ فائدہ ہی کہ اسپ لیدار اور ^{تالہ} سیکے
 اور بتیالہ ہاتہ کو محسوس ہوتا ہی باگ ایک ہاتہ سیکے تہا ^{وقتیکہ} متا
 دونو ہاتہ قائم نہولین واپھی طرح کام نہ دین آٹھ اونگلیو نیسے باگ
 تہا مناجا ہے اسطرح کہ پشتہا سیکے سوت اوپر زمین اور او ^{ننگاں}
 پشت تو سن سیکے ملی ہوئین ابرہین اسلئے کہ جب مرکب داہنے
 یا بائین جانب کا قصد کریے گا او سطرخی اونگلی واقف ہوئیگی اگر
 وہ سمت سوا کی طبیعت کے خلاف ہی تو وہی اونگلی ادنی اشارہ کریں گے
 جانب سے پہیر لائیگی اور نہا رسیکے کریچین ج سڑ وال کا کڑا تہا ہی

فرق نہواوسی مقام پر جاسیے جب اتنی عمارت بہم نہنچا سیتے تو چکر کھینچے
دوسرا حلقہ اس طریق پر کہ ایک طرف سے کنا رہ دو نو کا ایک ہونا سیتے

جہاں ایڑہ ملا ہی وہی مقام چوٹ کا ہی مثلاً ایک طرف سے حرف

آیا اور ایک جانب سے اپنا گھوڑا دوڑا دونا ایک ہی راہ سے

بکلا چاہیں اور سوقت اگر حرفین ہاتھ کمزور آئے تو چاہتے ہیں کہ

برہمہ کے اندر سے چوٹ اوڑھے اور اگر حرف کی چوٹ

زبردست ہو یا مڑوڑ کرے تو دونو ہاتھوں سے اپنے برہمہ کو

تھام کے اوسکا توڑ کرے یہ بھی یاد رکھنے کی نصیحت ہی کہ روز

جنگ رو دی کی کند پاس رکھے اس میں بہ مصلحت ہی کہ برہمہ کھینچے تو منہ

کٹ نہیں سکتی اگر دشمن تلوار کا ہاتھ آئے تو دوارا اوسکا اپنی تلوار کی

پشت پر روک کے بائیں ہاتھ سے عدو کی پہلو کی جانب سے کٹے

خالی جانیکا خطر نہیں ہی کمند پینک کے طرف ثانی کو گرفتار کر لیا اسکو بہر

یہی نصیحت تھی ہی ابر پھالتو اور بندوق لگا سیکے کثرت رہتی تھی مولف

یہ وہ ہیں جو جوڑے نہیں تلو اور تیسے کہیل ہی کہیلی ہیں چین بن تو تہیماڑ

اوس زانیچین اہل ہند کا راج تھا چتھاق کا توڑا تھا تو ریدار بندوق کا رواج تھا

کسی قسم کی بندوق ہو جب انہی طرف چھٹیا لگائی گئی تو بایاں پانچوں بھائی لگا

بائیں سمت کے فیر کر نیکا مقدور ہی تو ڈاپاؤ نکو شقہ می ضرور ہی تو ریدار اگر

تو جس سے ہاتھ تو تادبا اوس تہ کی کہنی جس قدر بلند ہو بہتر ہی اور دوسرے

ہاتھ کی کہنی نار کی سیدہ پیر کہ بندوق کو حکمت نہ ہو کوئی انار ہی کہیے

چتھاق کے دایہ خنہ میں کہنی کا اوٹھانا معیوب ہی جس قدر نیچی ہی

خوب بی نشانہ ہی اچھی طرح دیکھنے نگاہ میں جب آج گاہ اور

دیدبان اور شایہ تیون ایک نظر آئیں اسوقت دم روک کے داغ دیکھ

حضور ہوئی یہی زبانی میں ایسے مشتاق ہوئے شکار میں اس قدر
 طاق ہوئے کہ جس پر بندوق اوٹھائی اور سکی بیشبہ قضا آئی اب مہارن
 کا سن شریف چودہ برس کا ہی شوق بڑھا ہوا ہی غیبی شکار کی وقت
 چین نہیں آتا ہی ایک دن وہ پہر کی وقت گر مسک کے آیا مہین کہ آقا
 انکھیں دکھارے ہاتھ حشر کا نمونا تھا وہ دھوپ جسے مہر ن کا لے
 ہوئے شیر زبانیں نکالے ہوئے دو دوام منہ آب میں دیا
 ہوئے پہر نیکے تصور سے پاؤں میں چہلیے ہوئے
 پتھر چٹک گئے دخت مر جھا گئے دریا ایسے سوئے کہ
 چقروں سے شرابی گئے ایسے وقت حضور نے شکار کو جائیگا
 قصد کیا بندوق اوٹھائی سر و گرم کب مانتے تھے یہی دلیلیں
 والدہ ہر ماورے تیاب ہوئیں نہ پایا کہ اس وقت چیل اتدا چھوڑتی تھی

کہیں جاؤ تمہارے پاس حضور نے جو ابدیا کہ یہاں قریب کے جنگل میں
 ہرن بہت ہیں اسوقت ہم جائیں گے ایک آدھ شکار کر لائیں گے
 جب بہت بچہ ہو گا تو انہوں نے کہا کہ تمہاری تقریر سے معلوم ہوتا
 کہ ضرور جاؤ گے ہرن کیا بلکہ شیر لاؤ گے ہمارا جینے عرض کی کہ
 حضور کے منہ سے کلام ہی تعجب کیا ہی آپکا اقبال چاہئے جیتک شیر
 نہ مار لاؤنگا آپ کے سلام کو نہ آؤنگا یہ کہہ کر دریا نالے پر کہ
 شکار کا مشہور ہی تشریف لیگئے وہاں کے واقف کاروں نے پوچھا
 کہ یہاں کوئی شیر ہی ہی یا نہیں انہوں نے کہا کہ آج تک سنا نہیں اور وہاں
 ایک شیرنی مدت سے آتی تھی صد ہا جانوں کا نقصان کر چکی تھی ہمارے
 کے بڑے بہائی نے بہت جستجو کی مگر بات نہ آئی حضور کو
 اس بات کی خبر نہ تھی تو کل بچہ ایک درخت پر چڑھ گئے

کجا دہر سنگہ بھی لکے کہ اؤ کا ذکر انیکا پشت کی طرف آئے اور میو نیسے جانو پیکر
 قضا کار وہ شیرنی اوی جگہ پٹی تھی جنگل سے کلکار کبار کی قریب گئی ہمارا
 غنیمت جانا خوشی کے بندوق لگانیکا قصد کیا کہ پہر کہیں چلی بنجا دہر سنگہ
 نے چپکے سے کہا کہ ابھی ہتر جا بہت قریب ہی ایسا نہو کہ بندوق
 دیکھتے ہی اوپر شیرنی روئے مشرق جاتی تھی اور حضور شمال کی طرف آئے وہ ہر گز
 مگر کجا دہر سنگہ کی آواز سنتے ہی ہمارا چ کی جانب رخ کیا وہ جب ہی منع کرتے
 حضور نے بندوق فیر کر دی گولی اوسیکے حلق پر پڑی سانس بند ہو گئی
 آواز بھی نہ دی گویا جان ہی نہ تھی سر وہ ہو گئی ہمارا خوشی کے مارے
 ذرت سے کود کے اوسیکے قریب آئے سمجھٹ پٹ لڑو ا مکان
 لائے والہ کو دکھایا وہاں کا حال سنایا وہ ہی حیران ہوئیں کہ بات منہ سے
 نکلتی تھی ہی تعانی تعجب سے کہ یہ سائے نہ کر کیا خوشی خوشی مٹھائی ٹوئی اگر

کسی دانسته نیچر پوچی تو دوسری کی کسی نگاہ میں سما رہا ہے کہا کہ آ
 پہلے پہل میر شیریں شکر شکر کیا خدا نظر ہے بچا ہے اسطرح بہت معرکے
 پیش آ کہاں کہاں نکلتا ہے ہر خدا بات کہی جا جائی و دشمنوں ہنسایا دشمنوں کو لایا

ہمارا جگہ پشیمیل میں رہنا اور دوسری طرف سے بے غنائی
 صحیح و لم مر اب فرما اور باتیں تیرے شادی می نا اور راجہ راجہ کو
 اپنی قاضی تھوڑے کی اور نو شاہ پرتاب شاہ سی سیرنگی کشت کر کے اپنا

بیاطامہ کبشتائی مشکین کیند

تندہر کہ از کیور ستم شش

اگر اور یوں کرد و پیوستید

شناسد شناسیا صاحب مہر

در آوسر پیل منی بر بند

حکایت کتم از ہمارا ج و بس

ز جرات سید دیوان کردید

کہ باشد بلا تھی سہنت تر

سرن سر فر از فضا لادری و شاوران گردن فرار و قریا دانشوری گوہر

اگر سوئے ہو تو آپ ہی پانچا فیلبا کی نہ خستہ و زبون نمبست مطابق گریوئے ایام
 ایک روز شام کو قوت ہیا اسے اترے رات ہی دیار پر لکھتے ہی لہرائی وہ اپنی موج میں تھا
 پانی میں لوتریے ہی بگڑ اپنا مقابلہ دیکھ کے آنکھ دکھائی حضور اس کی بدفرحتی
 آگاہ تھے دکھا حال یافت کر لیا نیچے نہ اتر کر بیٹا بویو جانیکا پرہاتہ ہی
 نہ آئیکا اوستوت حدنگا کفیل ہوا یا یا حضور زمین میں کہریے کہریے
 پانی اوچھال اوچھال کے اس کی کدورت دہونی شرم کی اوسے کہا
 تاب تھی اور غصہ آیا اوسے کہے اوسے نہی مغلہ در ہوا اوس بچار سے
 نے نہلا نیسے کنارہ کیا دوچار چلا کیدیں ریکے دیاب کے بانہر

زبیا کئی آن دمان از حوا زجا سایہ بگرخت رو برفنا

اوسے دیوے سوئدین پسٹنے کا قصد کیا حضور نے اوپر سے ایک گج کا ہاتھ دیا

ازان خربت آن دیو اسیمہ سر پیچیدو گردید آسیمہ سر

بجیش در آمد چو غنچه مسیغ به دشتش ز کین از دودندان دویغ

پیل آنچنان گرم بر خاش بود که گوئی بچپید آتش دود

اوس بویسیا که بهی مدین لیلیا بهنگیا پس که تر پنه لکامای آنگیا
هزار سنبه لاله سنبه مار کر تیر کر تیر جی چو لکیا بهانک که کلا و کاسمه

زشتش جدا گشت آن از جمند چو شان شهبانی ز چرخ بلند

سبک بر زمین آمد آن برق نور چو لمعان شمع تحلیط طور

اوس کل فریهار ابا چو پیر پایا دیو ز دودون و دایم و پچمین دایا سوت السیر

بر آمد ز گردون گردان غریو لکریا سلیمان دافا و دیو

در آن عرصه کز گرسی رنج و تاب دل ترک گردون همگشت آ

مکروه کیا اسید با حافظ حقیقی نگهبان اوس نه زو کرید کجی کنهین کی قون
بهت نهی جگه دینی چای کئی اندر جوس جد کر یکا مقامی هیای کج اوسو کایم مالونیز

تو کی سے ایسا ہکا دیا کچا زوگل گوشت تو گر کی چپا بہا کا شیریں مہاج کشا تیرہ گئی

زغصہ کجک ز بخلش چمنان کہ از زخمش آمد صد الامان

سبک پائی بگرخت آن دیو چہر چوتار کیٹی شب ز تابن مہر

جم از اہرمن یافت کوئی نجات برآمد ز ظلمات آب حیات

اویس کے جدا ہو ہی ہمارا جو کہ پیچھے دور دم کپڑے بٹھایا وہ تو جان چکا تھا

نہلا کے کشا دینا تک لایسے دلخواہ نہلایا دہلایا پھر سواری ہو دو تو اگر کجا ٹریا

وزان سوردان گشت آن از جہند چو خورشید بریل چسرخ لونہ

ہمارا جو برخوشترین زین خوشی ببالید و گفت ای خدائی قوی

طرازندہ ناتوانی و زور خداوند پس و خداوند ہو

ہماری اگر گشت لطف تو یار برآورد پس دمازا و مار

قوی بازوی ناتوانا ز تو ملکہ تن مروتہ را چشم صد جان تو

سیر روزگار از تو دندان سفید

شب تیر و از تو صبح اسید

و ہر صدمہ خنجر اگر روزگار

نیام سپاست بکام صد نزار

چند روز بعد راجہ گمان سنگہ راجہ گوندہ سے کہ اونکی بیٹی کی شادی کنہد

دیش تہی مہاراج کو طلب مایا اوسی زمانہ میں مہاراج سری برگاس سنگہ والی

بانسی کی بی لڑکی کے بیاہ کی تقریب تھی وہاں بھی نیوٹا آیا اوہر گوندہ میں

دہوم ہی اوہر بانسی میں ان مرکو ہجوم ہی وہ ہیں کہ ہمارے یہاں قہم رنجہ فرما رہے

وہ کہتے ہیں ہم نے خصوصیت سے ہی ہمارے گھر آئیں انکو دو نوٹیسوں کی خاطر ^{منظور}

حیران ہو گیا کہ ہر تین آخر صلاح کی گڑبڑ یہ بہائی حضور کے گوندہ سے

اپنی خوشی سے گئے اور مہاراج بانسی تشریف لے گئے مہاراجہ بند سنگہ

بدھاپور لڑکے کو لیکے گوندہ سے بیاہنے آئے اور مہاراجہ شہا سنگہ

والی ریوان اپنے فرزند کی بڑاٹ بانسی میں بڑی دہوم سے لائے

ہمارا بھائی شہوانی کو گتے کے حضور بھی ساتھ تھے مہاراج بھٹنا سے سنگہ خود با شان شوکت
 تھے ہمراہی بھی ذرہ بکتر چار آئینے لگائے ہوئے عمدہ عمدہ پوشاکیں پہن کر
 سو پارچے ہاتھوئیں بکثرت تھے کچھ لوگ غول سے بڑے بڑے ہر ایک اپنا اپنا
 ہنر دکھانے لگا کسی نے گھوڑا لگایا کوئی برچہ لگایا مگہا مہاراج کا بھی جی کلہا
 تقاضا کس بھی دلیہن آیا کہ ہم بھی اپنے گھوڑے کی ایسی چلت پرت
 دکھائیں کہ یہ سب حیران ہو جائیں اکیس گھوڑا اوڑا یا وہ بھی باد تند کی طرح
 اوس غول میں آیا قریب پہنچے کسی کو برچہ دکھایا کسی پر آنگہ ڈالی
 دلی انگ نکالی ایک آدھ کو چوٹ بھی لگا دی ذرا چاشنی چکھا دی سو
 نے دیکھا کہ ایک لڑکا کم سن سب پر چوٹ آرہا ہی غضب ہاتھ شفا
 ہی عوض نہ کرنا جہالت نہیں چاہتی سپاہگر کے خلاف ہی یہ سوچ کے
 خود بھی تیرے ہلانے شروع کئے مگر خوف سے گھوڑے

شملاتی تھے مہاراجہ بانسی اور مہاراجہ برہم پور کا ایک ہی رستہ پر سفر اریہ
 سیر کرتے چلتے تھے تبہ نوشاد پرتاب سنگھ بھی دولہ شبا سے
 تائب لائے گھوڑا برہم پور کے رہا اور ٹھہا کے اڑنیکو آئے بویے
 خوش سے میدان ہل گیا یہ برابر کی جوڑو دیکھ کے سب کا دل پھر گیا
 دولہ کے باپ نے سمجھ ہی سے مہاراج کو پوچھا کہ یہ جوان عدا کوئی
 جس کے دیکھنے سے دل چھین ہی میں رہا ہے نہ ہمارے
 کہا کہ یہ مہاراجہ بلرام پور کا نور عین ہی میں اس کے اوصاف کیا بیان
 کروں ملاقات ہوگی تو خود فرمائیے گا دور سے دیکھنا کیا پار
 بٹھانے کے لطف اور ٹھہانے کا اونہون نے کہا یہ دونوں کو
 جو دت پٹن ہر ایک کو اس وقت منظور اٹھا رہا ہے بلکہ ہی لیتا
 بہتر ہی ایسا نہ ہو کہ دونوں میں سے کوئی چوٹ کھا جائے تو خوشی میں نہ رہے

ناحق کی بدنامی آیتے اور نیکے کہنے سے ہمارا راجہ بانسی نے حضور کو
بلا لیا کہ ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہمارا راجہ ریوان نے اپنے اڑے کو

بلا لیا جب دولت پر پہنچے سواری اور تری تو ہمارا راجہ ریوان اپنی

سنگا سن پر آئے بیٹھے وہاں نیکے ہمراہ آئی تھی بہت تر کلف

نمائت خوب دوشیر سوئی سے منڈھی ہوئے اونکی پیٹ پڑا

چوکی پاندار مرغ نگار اوپر موتیوں کا چتر بہت بہاری تھی تیاری آئے

اوسکے میز پر بیان خوب صورت خوش اسلوب جن لوگوں کی ہمارا راجہ

آود سے پور دانا و نوشیر وان عادل کی سرکار میں عظمت

تھی اونہیں کی اولاد کو سنگا سن کی سیر بیوں پر بیٹھنے کو

اجازت تھی ہمارا راجہ بانسی نے حاضرین محفل کا نسب اور ریشہ

بیان کیا جو جس لائق تھا اوسکو وہاں بیٹھنے کا ہمارا راجہ ریوان

حکم یا مہاراجہ بہادر کے جد امجد راجہ بریار ساسی نے کوپانچ تیس برس
 وطن مالوٹ پہنچے ہوئے تھے کہ کوئی واقف نہ تھا انکو سنگا سن
 پر جا کہ کیونکر یہ ملے مگر سامنا ہوئے ہی مہاراجہ ریوان سنے کہ اسے
 پہلے حضور کو دیکھ کے تھے پہچانے کے قریب بلایا جا
 بڑے ہو تو کہا اور آگے آؤ اور آگے آؤ حتیٰ کہ سنگا سن
 جہک کے اپنے ہاتھ سے بازو تھام کے اٹھالیا اور
 اپنی کو دین بٹھالیا بہت لطف سے جیسا فرزند و سہ کے ساتھ
 چلے باتیں کرنے لگے حضار مغل تعجب میں نہ تھے ^{بعد} ہورے
 مجلس خاصت ہوئی سب نے اپنے اپنے خیمے کی راہ لی ^{حضور} جگوا
 پہر جائے کہ مہاراجہ ریوان سے ملاقات کی نوشاہ نے کہ پہلے دن کی
 سوختی مٹانا چاہتے تھے مہاراج کو اپنے خیمے میں بلایا

بہت شوق سے فرمایا کل مجھ کو اپنی کثرت دیکھنا منظور تھا مگر والد کے
 بلا لینے سے مجبور تھا یہاں وسعت بہت ہی قنابن ہی بندین
 ہم آپ ہمیں گہرا پیرن گذشتہ سے اسی بات کے آرزو مندین ہمارا
 اویسے پہلے موج تھے انکے دلکی بات کہی فرمایا بہت اچھا
 ابھی ابھی دیر سے نکچے رکاب میں پاؤں دے تھے معلوم ہی آپ
 کمال مشاق ہیں ہم آپ سے سوا مشاق ہیں باادگی ہمدرد و نوحہ
 گھوڑوں پر سوار ہوئے نیزہ بازی شروع ہوتی مائل کا زار ہو
 تھوڑی دیر میں نو شاہ کا گھوڑا تہل گیا شرمسار ہوئے ناچار دوسرا
 منگایا اس طرح کئی بدیلے حضور کا شرف خاکست تھا کہ اسطبل بہر
 کو ہنگامہ کا جسکا جی چاہیے شرط بدیلے ادھر طفر ہی اودھر خطر
 دولہ خود کم سوار تھے تھک گئے یا سب سے چم گیا چہرہ اوتر گیا

حضور کو رعایت منظور تھی بہر حال تعریف کر دی دلیلیں کہنے تھے
 اپنی اوستادیں کیا کلام ہی اسیے جہے کہ شوقو سلام ہی ان بھی چڑھ
 آیا تھا خصلت طلب فرمائی پہر ہمارا جہ ریوانکی خدمتیں آ کے سنگا سن
 پر جگہ پائی جب اپنے مقام پر وہاں سے آئے تو پر تاب نہ گیا کہ یہی
 راہ دیکھ رہے تھے پیٹ پکڑے باپ پاس دوڑا آئے سب
 کیفیت بیان کر کے عرض کی کہ اونکا شرعاً جرح ہو سکے مجھے
 دلوادیجے اوسکا مثل ہمارے اسطبل میں ایک نہیں ہی اگر جہوٹہ نکلے
 توجو جی چاہیے سزا دیجئے اونکو بیٹھے کی خاطر منظور تھی حکم
 کہ کوئی آدمی جاوے اگر ممکن ہو تو گھوڑا لائے ایک خدمتگار
 دوڑا مگر کاٹھی سے ہمارا پاس نہ آیا بل سنگہ کا زندہ کو آ کر ستا
 کہ شرعاً گھوڑا نہ شاہ پسند ہی وہ ضد کر رہے ہیں تم کسی طرح دلو

ایکوئی ملینگی راہ بتاؤں سنگہ نے آپ کے یہی مطلب سے اظہار کیا
 بلکہ دیدنیہ کے لئے اصرار کیا آپ نے ہرگز نہ مانا مطلق انکار
 کیا وہ مجبور ہوئے اوس آدمی سے آگے کہہ دیا کہ وہ کہوڑا اونکی جان و
 دل ہی سہل سے ملنا مشکل ہی ہاں اگر تمہارے مہاراجہ یہاں خود
 تشریف لائیں تو البتہ ہم سمجھا بھلا کے وہ کہوڑا نذر کی طور پر دلوائیں گے
 نے نہ سمجھ کے کہا کہ مہاراجہ ریواونکی طبیعت عادت کے کہیں
 جانا آنا سر اسر خلاف ہی اسی پر دیکھیں جواب صاف ہی وہ یہاں کا ہی کو
 جو کہوڑا لیجا تین گے اوس شخص نے جابے کہا کہ یہ کہوڑا وہ
 پر ہی متعجب ہوئے اقرار کیا نل سنگہ کو خوب جوڑی کہ وہ آئے
 اب یہ کیا کریں کہلا بھیجا کہ آپ شوق سے قدم رنجہ فرمائیں
 زب سے طالع سرانگہوں پر آئیں ادھر مہاراج سے آکر عرض کریں

وہ خود آتے ہیں اب درنہ نہ کیجئے ہی مناسب ہی کہ یا باؤ نہیں
ویدے بچے آپ نے جو ابد پاکہ اور جو کچھ جی چاہیے وہ دیدو یا تو نا

ہی اسکا نام بار بار نہ لوزیادہ کہو گے تو ناراض ہو سکایہ کہوڑا کہی
نہ وہ کھانل سنگہ نے باچار ہو کے ایک ہاتھی اور دو شتر
سوا اس گہوڑے کے کہ موجود تھے دیتے دیتے کیلئے

اسی فقرہ کسوتے اسے تین مین ہا راجہ ریلون ہی لکھ لائے بعد

عطرو پان ہا تہا ور گہوڑے نذر دے کیے رخصت کیا اور آپ

شبشب ڈاک مین روانہ ہو دو تین گہری دن چڑھے بیلا مین داخلہ ہوا

جلد آنکے یہ تہی کہ ایک دن نہا نہیں دریا کے اندر ایک لکڑی حضور کے

پاؤن مین چپہ گئی تھی اویسے زخم ہو گیا بہت ایزادی اویسکا

علاج منظور تھا آخر وہ زخم دو مہینے مین اچھا ہوا

کشت سنگ تیرین کا کافوچ کی اچھتر این سنگ بہا چھرہ انا
 راجہ مدح کا بیداسی مع سنان جنگ تھا اچ کو طلب مانا اور
 گستاخی نہ سنگ دیوان اور مع مخالف کا بی لڑی بہا کی

سمبت ۱۲ مطابق ۱۲۸۰ فصلی میں تیرین سنگ نے اپنا حوصلہ دکھایا تعلقہ دیو تھا
 میں اپنی حد سے قدم بڑایا راجہ تیر این سنگ بہادر کو خبر ہوئی خود
 کیا جائے تہ چند سپاہی اور کئے روکنے کے لئے بھیج دیئے
 انہوں نے جای کے روکا کہ ہمارے مالک کا حکم نہیں خبردار کوئی اس کے
 نہ بڑھے انہوں نے نہ مانا یہاں تک کہ لڑ چو یہ سنگ کے حضور کے بڑے بہا
 طیش آیا آپکو فوراً وہاں پہنچا یا اور دہر مانچ سات آدمی مار گیتے باقی ماندہ
 بہا گئے اور دہر سو ایک شخص کے کوئی زخمی بھی نہیں ہوا راجہ
 حینر این سنگ بہادر دہر میں آئے مخالف حینر چیتل

بجستجوئے بسیار او گہار بلاتی تو بدین غیرہ لیکہ جس مقام پر او آدمیوں نے
شکست کھاتی تھی بدین کے اہل یہ دانستہ لڑائی بڑائی را حجت میرن سنگا بہ ہماور
آتش فروزی بلایوین پانی مہاراجہ ہمارو کہ بکلا میں گاہ پہنچا کہ یہاں سا
ہوا تگیا پائے کہ خط دیکھتے ہی چار تو بدین مع سامان جنگی لیکہ جلد اگو
ہمارے پاس پہنچا تو ماتہ یہاں آگھڑا کر کہا ناوہاں کہا و حضور خط پر یہ
سب مان بھرا لیا شام کو کوچ کیا و ریا او تر تیرے کہ نل سنگہ دارالہما
ہمارے کہ و انکی سنگہ روئے کہ یہ تیرے چچ محمد پور کا و نہیں کہ
بلرام پور کے کوں بہرے اور رو کی و تیرے کہ نل سنگہ کی لڑکی رین سنگا کے
غروین یہ کہ کہ کہ کہ ہی اسوا ایسے نزدیک دن کو کو یہ
معتوی ہی جب سنا کہ چوہاں حاج الطالب سامان جنگ لیکہ تیرا چل چکے
دست پاتہ ہو کہ خدا خیر کر یہ سب لڑائی کیسے روئے کہ نہیں کہتی او

سائے سے ہمارے ہی فقر چل چکے اس اضطرار میں وہ دور دور سے
 ہمارے کوچ و بیکتے ہی وزدی کہ آتے ہیں کہاں لیتے آتے ہیں حسن انداز سے
 یہیں سے چلے یہے خجور جو ابدی کہ ہم بڑے بہا ہتھا ارشاد جاتے ہیں
 ہکولیا کی وجہ معلوم نہیں حکم بجاتے ہیں حکما میرا ہو تو دور نہ اپنی حکومت
 کسی اور جہاد او کہا کیسا حکما ہر جلد ہر موقع محل ہی دیکھو گولنداز کو بھی
 لکارا کہ خبر دار نہ بڑھنا قدم اوٹھایا اور سزا دی گولنداز عرب میں گیا تو یہاں
 ہمارے حکم دیا کہ تو جلد بڑھو یہ چار عجیب کشتی میں نل سنگہ کو مختار مل جائے
 آگے جانا مناسبت نجانا وہیں جم گیا ہمارے کچ بھی حکم نہ مانا خدا کی شان

کس نیاموخت علم تیرا ز من	کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد
جس گہر میں آئے خاک سے پاک ہوئے غرت پائی آبرو بنائی وہ تو	اپنا رعب کہا تے میں حکومت جتا تے میں ہمارے کو غصہ آیا

نل سنگہ تو دور تھے طویل کی بلاندریہ سر گولنداز کو دھین کوڑے
 جڑیے نل سنگہ نے گہرا کے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ اب تو
 یہ ہمارا ہی کہنا نہیں سنتے ہیں گرفتار کر لو نصیب اعدا مجنون ہو گئے
 اس کلمے کے ساتھ ہی حضور نل سنگہ کو بھی تینچہ مارا گولی نہ
 لگی وہ ہودج میں لیٹ کے چکیا نہ تم مارا تھاراج گولنداز سے
 کہا جلد بڑھو ورنہ سارا غصہ تجھی پر نکالو گا جانیسے مار ڈالو گا تو
 جانے کونے خون سے تو پونکو بڑھایا او دھریلیان سے بھی
 جان بچا لے نل سنگہ کا ہاتھ پہنچا چار گھری رات گئے
 حضور بکرمیور بڑے بہانی ملاقات کی انہوں نے خوش ہو کے فرمایا کہ
 خوب وقت پر اہراج نے اور بائیں مگر راہ کا ذکر زبان پر نہ لایا او دھر
 تیس ہنگا کو بیڈت نے بتایا کہ یہ گھری لڑنیکے ہن ہی طرح دیا

مناسبی پر جانو واجب ہی و اس کلام سے در آخر حجت تقریری کر
 او ہر نیکو دل و دل پرست میں امید ہے جنگ شرعی شاد و با سب

ز مدح راجہ پور خامہ از زبان کوتا | بلکہ کہ قصہ بلند ست و مرد بان کوتا

راجہ جیہ میں ہر ہا کامرض الموت میں ملایا | ہر ہا کامرض الموت میں ملایا
 راجہ محمد مرع و مغفور کا و تیا فانی سے کسے کسے کرنا

راقم حکایتیں غم و شام و درویش و الم کا بدل صا چاک یہاں ہی قائم ہی
 تحریک شکاری سارا سوئے گریان ہی ہر طہر زلف و شیبہ نام لگان ہی

آخر میں اچھے پیران شکر بہا و مرض الموت میں ملایا | ہر ہا کامرض الموت میں ملایا
 ایسی تکلیف اوٹھائی کہ تھکے خنام ہو گیا یہی و اکثر حال شدت علاج کرتے

کرتے تھک گئے دم ناک میں جاری ہوئے تھک ہر روزی صورت اگلو کہنا یا
 منہ پر تھک ہو تو اس حالت میں کہ بکواسی کی تھی خدا ہی لوگی تھی بکواسی

بطریقِ محمود و محمود کہنے کے لئے سامنے منگوایا اور وہ کی طرح ہی
 گھوڑا ہی آیا اس یوسی اسکی طرف فحاطب ہو فرمایا کہ تجا و خیر ہی ہمارا اب قیاس
 سفر ہی کیا تو ہمراہ چلیگا بس میں تک کا ساتھ تھا مقامِ حیرت ہی اس کلمہ و در
 گھوڑا کا ننہ لگا آسوی ہو یا رِ مگر چہرے طاری ہو دل کہ طرح زمین
 مثل اشکِ حسرت بہر زندہ نہ اٹھا اوی جگہ حاندی صحر اعدلی راہ لی صوح کو
 کلام یاس تار یا نہ ہو اسوار کی ہی راہ ندیکی کوتل ہی روانہ ہو اسوار کا ہی رشتہ
 ساتھ ہی ٹوٹا عدم میں ہی ساتھ چھوٹا مختصارتو تھا ہی اکبار کی تہرا انگڑائی لی
 ماتھے پر موت کا پسینا آیا ہاتھوں کو ادھر وہ ہر ٹکچا پاؤں پھیکا دو چار
 پیہم کل تے انکھیں تہر این رخ زرد ہو گیا دو چکیوں لب یہ ملکے
 رگتے دھم کل گیا بدن سرد ہو گیا غل ٹر گیا محل میں کہ سردار مر گیا قیاس
 الکی صاحبِ مسند جہاں سے گزر گیا لاش کے گرد ہجوم ہوا رشتہ

مروتک مغموم ہو کوئی بیہوش تھا کسی قوت کا جوش تھا کسی نے سوئے
 منہ لال کیا پچا کہانی ہے لال کہے بیدار کسی نے کہا اتار
 میرا بازو ٹوٹ گیا کسی نے کہا کہ ہر جاؤں بنو گاسات چوٹ گیا مانگ جلی کو
 اوڑھ گئی نبی ہوئی تقدیر گٹر گئی سر و سینہ پٹیا چہرے ہزار چل گئی دل
 پاش پاش پر پوۂ بال کہو کہ آ کے لاش پر یہ فسانہ زبان و خاص
 ہوا شہر بہرین کہرام ہوا چہار طرف پایا ہے پڑ گئی ایک دیکے
 جائے سے نصیر اب لٹکتے بسی بسائی بستی اوڑھ گئی اندر سے
 باہر تک کوئی غش میں کسی کو سکتا کوئی حیران سر کہلے بال پریشان
 آہ فغان دولت سر اکلیبہ غم ہو گئی ہر قالین صف ماتم ہو گئی

صبر خرد و ضبط فغان تاب توں رہے | این ماتم سخت است کہ گونید جوان مرد
 عرض کہ موافق رسم کر یا کر م کیا مہار ایتج نے سے بڑے یکے بہا تیکہ انعم

سینے ملے سمجھایا کہ سلف سے یوہین ہوتا چلا آتا ہی ذرا
 طبیعت تھری کے دلوں پہلے مرتے کے ساتھ کوئی مر نہیں جاتا
 ویسا میں بھی جس طرح ہی کسی کا کوچ کسی کا مقام ہی ہے

آہ وزاری نیست جز بیا صلی	کار بیاصل مکن گر عاقلی
--------------------------	------------------------

آتش بھر برادر پڑ کی ہوئی تھی فرشتہ رس گونہ سکین ہوئی چند
 بعد در گراج سنگہ راجہ تلسی پور نے شیو دین سنگہ اپنے

کارندیکو کہ انتہا کا لایق تھا بقصور خود قتل کیا کچھ بھی دلیں
 سمائی اوسی روز سے تلسی پور کا انتظام بگڑ گیا ریاست پر آفت آئی

جناب مہاراجہ گجی سنگہ بہادر ریاست پانا اور نل سنگہ
 کو مژدی کی نذر پہنچانا اور دشمن سنگہ کا نطا
 پاسے کے مہاراجہ جتسی عداوت بڑھانا

اور ذکر شادی کدخدائی حضور پرند کونکر امی
نل سنگہ بانی زوار و بریان جنگ او ترولہ و تنیہ

راجہ تلسی پور

یہی وقت ہی ساتی ز شاہ حور	کہ مسند پر بہت ہی بین حضور
و لا بہر کی مینامی طاؤس رنگ	کہ شاہین خا طرد کہادی امنگ
ابھی طائران مضامین ہون قید	کری آنھن مرغ معنی کو صید
لبالب وہ سانعہ ہوا ی نیک داتا	جھی جلد اس رنج سی دی نجات
بہت عکلی ہاتھو سی ہون منھل	پلا دی کجھی یادہ بلبیل
کڑک کڑ نہ لایا صراحی کی ساتہ	گریبان تیرا ہی اور مسیہ اہاتہ
بہت روچکا سن چکا آہ آہ	عیان صوت قافل سی ہو قافاہ
سنون تو بر آئی مری آرزو	مبارک سلامت کا غل چارو

مربع نشینان چارالش نخدانی و ذریت افزایان بزم نکتہ رانی ساکیان حکایت
 دلاوران جانباز و مردان دشمن گدازیدین روش و نق نجش صفحہ قرطاس
 ہمایون ساس مین کہ سمبک ۹۲ مطابق ۲۲۲ فصلی شروع مین جہنا
 محاراجہ گجے سنگہ بہادر مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے
 اغوا و اہلکار و غیرہ آئے کہ نذرین گذارنیں طاعت شرف اندوز ہو خزان
 بہار آئی تھی دہن مین بجایے مبارک باد یہ باد صبا گائی

تاز دی تکیہ باجلال شرف بر مسند
 مہر تابر فلک این مسند زین گستر
 آسمان ہر سحر از مہر بردار شعاع
 بقدم بوس تو گردید مشرف بر جاست
 برد و چیز از رخ نورشید بر دوشک بجاست

بست خوش اقبال تو زیور مسند
 دید چون مسند زریا تو کمتر مسند
 تا کشد بہر جلوست ہمہ در زر مسند
 بر خود از غر و شرف ناز کند گر مسند
 زان کمی خاک درت باشد و دیگر مسند

این شرف باد مبارک کن جهان گشت

شد بهیت الشرف مهر منور مسند

بخشی از طاعت با جواب سرودم

گیری از صم شمشیر بخبر مسند

زینت مسند اقبال یکی چو توندید

گر چه دیدست بسی دیدۀ اختر مسند

تو محتاج دہی تاج و بدر و شمس

تو ز خاقان کی تحت و قیصر مسند

چون بحاح تو کند فکر فلک پروازی

گستر دھرتی طبع منحور مسند

ہر غم و کبیر کو شادی ہوتی تھے سر سے آبای ہوتی دور

بہو لکھیا کائنات کا پلکھیا خدائے غم دور کیا عیش کے دن کہا

یہ قصہ نامی لہریک کی زبان پر

پہر آتی فصل گل بلبل سیکہی نعیر

نرالی نوجوانان چمن پانی زیبائی

خزانگی دن گئی ہر شاخ میں آتی تائی

ہو بدلی کہا گل باغ پرکالی گھٹا چھائی

اوشہ اسی ساتی گلانی بجی آتی سہار

مگر مہاراج نے دیرہ مہینے تک کثرت زنجیر سے موہتی

دخل نہیں دیا بل سنگہ کو اختیار تھا جو چاہا کیا حکومت کی ساتھ اس کی طبیعت
 نہ بدلی بہر حال میں اپنی بیباکی و خود سری کا رنگ دکھا دیا یہاں
 کہ حضور نے اوس زمانہ میں پانچ چار سپاہی راہپوری لائے
 نوکر رکھے تھے ضد سے اونکو نکلا دیا اس حرکت سے
 ہمارا ج کو بہت ملال ہوا دو تین سپاہی بل سنگہ پر دستک
 نہ بھیجنے ہی مارے خوب کے نہ گئے اپنی آبرو کا خیا
 یہ سنگہ حضور کو تاب نہ رہی سمجھے کہ کسی کا قصور نہیں کم
 حقیقت کو منہ لکھایا ہمیں نے خطا کی بیسا کہ سدی ایکادسی
 دہائیوں مجرم کوشل تیغ برہنہ قلعے سے باہر اخرویٰ زنداکی
 کہ جسکو ہماری نوکری کرنا ہوا اور اچھو ہمارا ملازم جاننا ہو وہ
 ہمارے پاس چلا آئے کچھ دفعہ دلی میں نہ لائے ورنہ حاکم لکھا

عوض لوگ اسناد کیلئے کمالہ رنگا گئے دو ہزار فوجیں سے تین لکھی آدمی
 نکل آئے عرض کی تم نکلو میں ابھی بجالاتی جو سرکار فرما حضور نے کہا کہ
 اگر تم اپلوں کو نکلو جا سکتے ہو تو جو کچھ ہم کہیں وہ کرو اس میں فرق نہ ہو سطر حکم
 باتیں کرتے ہوئے آہستہ قدم قریب شام دیرا رہتی پر پہنچے وہ سب
 سایہ تہہ نہا نیکے بہا نے حضور و یامین و ترنگہ کو بھی بلایا وہیل کا
 دریائے آبا و سوقت تھانا کیا ضرورت تھا قطعاً اون لوگوں نے قسم لے لیا
 منظور تھا مہاراج نے فرمایا کہ اب تم بے ملکہ سو گند کہا تو جو ہم
 حکم کریں نیک ہو یا بد غید ہو یا مضر سعید رجا لاؤ۔ پس ایک زبان
 ہوئے کہ قسم کھاتی کہ جو کچھ آپ فرمائے تنگے میں انکار نہیں جو اس
 قول سے باہر ہو بیدہرم ہی دیند انہیں مہاراج نے
 سبکو استعداد پکے کہا کہ نل سنگ نے حکم عدولی کی ہی

ہم اوسکا سر کاٹنے چلتے ہیں چلو ہمارا ساتھ دو یہ کہہ کے دریا پہ

بابر آئے نل سنگہ کے مکان کی راہ لی اوسوقت پہنچے کہ پہر رات گئی

پلٹ کے دیکھا تو تین بیٹی مین سے تین آدمی ریگتے تھے گوہر ایک

اوسکے سر کا طالب تھا مگر قدم نہ اڑھا جو جہان کہہ رہا تھا کہ ابھی رگھیا

رعب نادر علی غالب تھا ایک راما کی کتواری اور دو سکر اودھو

کشائین کہ یہ دونوں ستم وقت اور صادق القول تھے ساتھ ہی پہنچے

حالانکہ ان صاحبو نیسے نہ قسم لی تھی نہ اتنا رتھا مگر ہر ایک

لڑکپن کا یا زغار تھا دونوں نے مہاراج سے کہا کہ دیکھتے جو

فصیح کہا کے آئے تھے کہ ہر گیتے کوئی بھی دکھائی دیتا ہی

سب خوف کے مارے مر گئے اب کیا ارادہ ہی ہم

تین ہی آدمی ہیں اودھو ہر مجمع زیادہ ہی حضور نے جواب دیا کہ جو

تمہاری رائے ہو کہ سوچے جاوے وہوں نے کہا کہ اب تو آج کے
 آپ جو کچھ حکم دینگے ہم حتیٰ الوسع تامل نہ کرینگے مہاراج نے
 رانا سیر کو دوسرے کے دروازے پر چھوڑ دیا اور دوسری
 کھڑکی پر اوڑھ کر کشائین کو ہر ایک کے حکم کیا کہ میں تنہا
 کھائے نہ کرے نہ جاتا ہوں اگر نلنگہ باہر نکلاں گے تو جب تک زندہ
 جیتا نہ چھوڑا نہ کرے گا ٹکے منہ موڑنا جرات سے یہ قصد تو کیا مگر چوکی
 سے مکان کے اندر پہنچا محال عقل تہا زبرد یوارا کی طرف حس و خاشا
 دبیر استقدر بلند تھا کہ اگر انسان اوپر چڑھ جائے تو دیوار کی چوٹی
 ہاتھ میں آئے گا کمال تہوڑے سے حضور اسی پر چڑھ کے مکائی کے اندر کود پڑے
 ایک درجہ کر کے آگے بڑھے دوسرے والا نہیں دیکھا
 کہ لپٹا پر نل سنگ نخت خفتہ کی طرح پیچر سوتا ہی اور پھر پکے

سپاہی بیہاوی مہاراج نے دین سے تلوار کھینچ لی اور پاسبان کی
 نظر پر کئی اوسکا دل کتنا گھگھیا نیلگا آنکھیں فقط دیکھنے کو تھیں
 نہ دیکھا گیا تو نہ بدکر لیں حضور اور بن خبیر کے سر ہائے پیچھے
 مگر سوتے میں مارنا مناسب نہ جانا ہمت نہ ہاری تلوار کے تہ
 ہو کر ماری نصیب کی صورت جاگ اڑا ہوا سر ہلکا لہو
 پایا کچھ پرنایا مہاراج کے پاؤں پر گر کے چلا یا کہ پہلے
 میرا قصور ثابت کر لیجئے پھر اختیار قتل کیجئے خض

جسم آیا زبان حال منہ مایا

ثابت تو نہ تو نہسی تمہارا قصور ہی	لیکن نہ بخش دین رحیمی سی
-----------------------------------	--------------------------

دانیہ ہنر ہاتھ میں تلوار اور بائیں من دست نو کر فائر
 باہر لاسے وہ چوکیدار جو حضور کو ملاتا تھا اوسے دوڑ

لوگوں کو خبر کی سب دوسری آئے بسر تمہا میرا تھا او وہو گراور راسا
 قریب آگئے تھے مگر کوئی کیا کر سکتا تھا لوگوں نے دیکھا کہ
 شمشیر برہنہ ساتھ ہی اور نل سنگھ کے ہاتھ میں ہاتھ ہی عرب
 چھا گیا مہاراج نے سب کو چھڑک دیا کہ قریب نہ آؤ مار کہاؤ گے
 اپنے اپنے گہر جاؤ واپس اپنے سے علیحدہ وہ بیوقوف ہوئے
 نل سنگھ کو لیکے حضور اپنے مکان میں آئے بند ہو کیو تو حوالا
 سپرد کیا اور آپ پوجا میں مصروف ہوئے قید کیے عزیز آئے
 ساعی ہوئے حضور نے جواب دیا کہ خیر نہیں اسیے کہتے
 درگزر تے ہیں دو شہر طوں پر رہا کرتے ہیں ایک تو حکم دلی
 ہماری نہ کرے اور دوسرے تین ہزار روپے حبس
 دیتے یہ دو شہر طین اونہوں نے منظور کیے حضور نے

پہر خلعت دیا اور حسن کیسے پر تھے مامور کیا جو جو باتیں کہ عقلاً اور نقلاً
 خلاف ہر مذہب و ملت تھیں دنیا و آخرت میں باعث ہزار مذلت
 تھیں اور بسبب فائدہ خلق اور نجات کا خیال پیشتر سے تھا فوراً اذکار
 مانعت کا حکم جاری کیا اور انجمنہ و خیر کشی رسم اقوامِ حمیری کہ کس دین میں
 روای علاوہ حکمِ حاکم حقیقی و حجازی سنگدلی و جلاوی و ستمگاری و
 خونخواری و شقاوتِ قلبی کی بھی انتہا ہی بند و مسلانہ کا دہرم شامتر
 اور شرع محمدی پر مدار ہی اس رسم کو نڈت مولوی سینکے
 قانون پر مبنی کہتے ہیں کہ عاذ اللہ سنا نہیں جاتا کسی مٹی یا ہی بر
 اسکا بڑا گنہگار ہی اہل انگلشیہ نے بھی کیسے کیسے قانون
 ایکٹ سے کھڑا نہ آسے نہ مصلحت انگیز کو رواج دیا ایسی باتوں
 لیے ہر جگہ سنگین سزاؤں کو تجویز کیا بمانگ کہ بالفہم ۱۸۶۲ء

میں خاص ہی امر کی کہ انشاء اللہ اسکا ذکر بفضل آئینا کس مہم وہام سے
 قطعاً مانعت کی اور سینے بخوشی نہ بھر پائی سچ ہی انسان تعلقانیوں
 پتہ تیز ہی اپنی اولاد کو میسا غریب کیسے میں کس جانکا ہی سیرت پائے
 اگر کوئی اونکو بری نگاہ سے دیکھتا ہی تو دید سے نکالے
 خصوصاً حالت شیرخوار میں کیا مجال جو آدمی یا جانور اونکے بچونکو
 پکڑ لائیں یا ماریں یا مر جائیں آفرین بر جیون و آخرت پان انسان خلاصہ
 یہ کہ اسی زمانہ میں ہمارے سارے سنا دی کی کہ جو کوئی اپنی لڑکی پر
 ہاتھ اوٹھائیگا قرار واقعی سزا پائیگا سیکو باو عدم کشی و تخریق و تہ
 لے لے ایسے ہی تصرفات شائستہ حد ہا مقدّمین
 اور راجہ اوگ یہاں کے انتظام و تدبیر خوش اسلوبی سے
 شک کرتے یہ ہے اپنی آگ میں آپ جیسے جیسے

کچھ نہ سکتا تھا برابر ہی پر مرنے سے تھے اگر مہاراج ادنیٰ کام کے
واسطے بھی کہی اور لگ کو نکو لگھا تو مہاراج سے جسے حسد و بخل سے کچھ

خیال میں نہ آتا ہے تھے اور مہاراج کا یہ معمول تھا کہ ہر روز بلاناغہ

صفت شہکار جناب پنڈت بشرام جی اپنے گرو کی خدمت میں جانا

اور پوجا پاٹ وغیرہ کی تعلیم سے بہرہ ور ہوئے کے پھر آنا ایلک

عند التذکرہ حضور نے سب راجاؤں کے بخل کا حال بیان کیا

پنڈت جی نے جواب دیا کہ تم سب بات کا خیال نہ کرو یہ سب تمہارے

مطیع ہو جائیں گے جتنے کو کش میں سب جھکیا تین گے پشیر

انہیں کی ریاستوں پر پشیر تمہارا قبضہ کرو گیا یاد رکھو اور پشیر سے

سنہیں دامن تنگا کہ آرزو سے حسب مراد ہر دیکھا مہاراج

سچ کہ بیانات راہ حقیقت سے ماسے میں حقیقت

انہی کے کہیل کسی سچے میں آتے ہیں مگر اب بیش برس بعد جیسا کہ تھا ہوا
غیب کا قول ظہور میں آیا قبلِ روزِ پیدائش سے اب تک ایک نام نہ

فرق نہ پایا الہی تابقا سے ماہ و ماہی تیرا ارشادِ حضور ساطع رہے، نجمِ قبا

لامع رہے آمین اب العالمین بہرِ سرِ مطلب آیا قلمِ رقیط لگایا کہ بعدِ چند روز
مہاراجہ پیلایا سے بصورتِ بلرام پور میں آئے مشتاقِ سجدۂ شکر بجا لائے

نہل سنگہ کہ حضور کے خائف و ترسان رہا کرتا تھا حاضر حضور رہنا فقط

ماریے سے تھکے کا سودا تھا وقتِ پاس کے بیدار سے اوتروا لے

بھاگ گیا وہاں کے راجہ نے جو تعلیم یافتہ تھے تجزیہ کار شخص بہتیت پایا

پنا نامیہ بنا یا خیر حضور کو معلوم ہوئی کہ اعلیٰ نامیہ

ایسی ہر جاتی سی اچھے ہو کر رہا پوٹا وہی حق ہی کہہ دینا گانِ جسر پوٹا

مجاہد سنگہ کو کہ یہ بھی خاندانِ سنگہ کی جگہ پر مقرر کیا جبر و کل کا

اختیار دیا اب یہ منظور ہوا کہ علاقہ بلرامپور حضور تحصیل ہو جائے
تو خوب بات ہونا ظہور نیکی خورشید سے نجات ہوا ورنہ پانچمین

نصیر الدین حمید ریا شاہ کی سلطنت تھی اور روشن الدولہ کی نیابت تھی
ادھر سے بہت مستعد ہوشیار وکیل ہوا منظر حسین خان کنبوہ کی معرفت

علاقہ بلرامپور حضور تحصیل ہوا اوسے سال درشن سنگہ ناظم ہوئے

کل بیرونجات کے حاکم ہوئے فقط علاقہ بلرامپور اور چھوٹی چھوٹی

نظامتین اور حسب علاقہ تحقیق جو حضور تحصیل تھے

باقی رہ گئے سلطان پور کے علاقہ میں ہر پال سنگہ اور حیدر

دونوں پہاڑی تعلقہ دار تھے اویسے اور ناظم سے زمانہ سابق

کی کچھ عداوت چلی آتی تھی تعلقہ دارانِ مذکور کا علاقہ حضور تحصیل

تھا ناظم نے سرکار میں درخواست کر کے وہاں اپنی تحصیل قائم

غرض یہ تھی کہ انکو سطرچ کلیف دے مجھے اونکا بھی علاقہ اس قبضے میں
 کیجئے آخر یہی کیا اونکو مار کے نکال دیا باون گڑھیان اون دونوں
 بہائیوں کی نہیں ایک ہی دشمن خالی کروالین وہی چارے مصیبت کے
 مارے پہلے رادت پانڈیکے پاس آئے اونہوں نے
 اپنی گڑھی اونکے رہنے کے لائق نہ جانی بلکہ پور بھیجا آخر ^{بہادر} ^{راجہ} ^{نہا}
 کی خدمت میں لائے حضور نے بہت خاطر داری کی اپنے
 قلعے میں جگہ دی ناظم صاحب جب گوڈے پڑائیج کے انتظام
 کے لئے کہا گرایے اس پار آئے تو حضور کو کئی خط اس مضمون
 پہ جو آئے کہ حیدر سنگہ اور پرنال سنگہ تھیں پاس آئیں ہم اپنا دوست
 جاننے میں تھو مناسب ہی کہ اونکو گرفتار کر کے ہمارے پاس
 بھیج دو یہاں یہ جواب گیا کہ یہ بات چہرے کے دھرم سے بعید ہی

کہ جو اپنی پناہ میں آؤں گا اور گرفتار کر کے دشمن کے ہاتھ سے قتل کروا
 یہ سوال اگلی دہائی سے دور ہی اس میں اصرار کرنا فہم کا قصور ہی ہے
 مشیران خاص نے یہ مشورہ دیا کہ اتنے بڑے ناظم سے
 بگاڑنا چہا نہیں ایسا جواب سخت لکھنا دوراندیشی کا مقتضا نہیں
 یہ نہیں کہتے کہ ان گرفتاروں عذاب کو گرفتار کیجئے بہتر یہ کہ
 یہاں سے نکال دیجئے فقط اتنا لکھنا کافی ہی کہ واقعی وہ یہاں
 آئے تھے دو تین دن بعد نہیں معلوم کہاں چلے گئے مگر حضور الہی
 کب بانی تھے یہ ناظم کو موحہ تیغ یا حرف زائد جاب تھے مقتضا
 سن لو کہ شباب ان باتوں کی کیسے تاب ٹھیرہ سے تلوار برہنہ ہر وقت
 ساتھ اٹھوں پہر قبضے میں ہاتھ کوئی سپاہی خیال میں آتا تھا
 ناظم آنکھ میں کب سماتا تھا غرض کہ لالہ کشن دیال وکیل بڑے

فہمیدہ مقرر عقل اور بہائی اوسکے لارٹھا کر دیال فن و کالت میں مثال
 ان و نو کو عرضی دیکے ناظم کی خدمت میں و انہ کیا اور زبانی سمجھا دیا کہ ناظم
 گفتگو میں دونا اور ہمیں ہر وقت کی خبر لکھا کرنا اگر ناظم صبا ہم پر ڈالنے کا قصد
 تو ہزار حیلے مکانا تعلق اور چالپوسی سے چند مال نادر اہیان
 سامان جنگ درست ہو جائے پہر جسکو جو صلہ ہوا اور یہ بھی لکھ
 کہ فلان فلان وکیل ہماریے بذریعہ عرضی آپکی خدمت میں آئیں
 ہمیں حاضر رہیں گے اور کچھ زبانی بھی کہیں گے یہاں کا حال
 ایسے مفصل معلوم ہوتا رہے گا کوئی انہیں سے کہی خلاف
 نہ یہ کہے گا وہ بہت ہوشیار تھے وہاں جا کے ایسا کچھ کیا
 کہ گویا پنج چہ ہزار روپے خرچ کیئے مگر چہ عینے تک ناظم کو
 روکے رہے ہرگز نہ آئند یا اتنی مدت میں یہاں سامان

جنگ درست ہو گیا ہر ایک اپنے اپنے کیل کا اپنے لیے چھت گیا

اوسط ہو چکا شروع فساد | اس طرف کی سنوئی روداد

کہ اتفاقاً ہمارا راجہ بہادر راجہ بائیسی کی ملاقات کو تھوڑے آدمیوں سے

تشریف لے گئے اسلئے کہ راہ میں کسی طرح کا نہ کہسکا تھا وقت مرا

نل سنگہ خان زاد خان دان ہمارا راجہ بہادر کو کہ چند روزے اور تو لہین جا

کارندہ بنا تھا خبر ہوئی شاخ نخل آرزو بارور ہوئی شقاوت قلبی

مثل بار دم بریدہ سچ و تاب کہا یا بہر انتقام تین سے آدمی

ہتھیار بند ساتھ لے آیا ۵

خوئی بد در طلب یعنی کہ نشست | نرود جبر بوقت مرگ از دست

اول حرام زادوں کو کمین گاہ پر مقرر کیا اور سمجھا دیا کہ یہی وقت ہی ہمارا راجہ

آدمیوں سے آئے ہیں جب قرب پہنچیں یا رہا زادوں نہ ہاڑا وہ مادی خطا

غوانِ بانیِ جہاں اُسی تیرے چپکے مستعد تینیں لہجہ ہی پہنچے قہرِ ساس
 آدمی شیرِ لہجہ تو ان جان پر کہیلے ہوئے ایک ایک ہفتخو انکی خلیان ہو
 نازِ مرگِ شانِ باک و تیغِ تینر نہ از آبِ بیمِ دہ آتشِ گریر
 اغنی جبریل پاند بیتی ماد ہو اور بہیا سری و سنگہ سورج ملی سنگہ چو بان اور غفور
 اور مرزا خواجہ جان و عظیم الدین خان اور علی محمد خان ہمراہ تہہ وہ کثرت سے
 مژدہ سدا راہِ غافل و ہوشیارین اُفرق ہی اکبار کی کسی نے او دہر بندو
 آواز کے ساتھ ہی او نیسے عافیت سری کی مہار اُچھیر دشتد رہو سے ناپا
 او نہیں بات آدمیو نیسے دشمنوں پر حملہ ہوج نامردی و مردی قد فاصلہ دا
 بال اوٹھا ہی سیکے سب اکبار کی تلوارین کہنے کے مثلِ قہرِ خدا
 انکے سردن پر پہنچے نامرد ہم گئے آنکھوں میں چکا چوندگی دل تہرا
 سن ہو گئے جیسے سکتے میں آئے کسی نے ادبی جان ہو

ذرا ہاتھ پاؤں ہلایا خلاصہ یہ کہ قریب دس آدمیوں کے اوپر سے جہنم روانہ ہو
 باقی کا ہندوان ہو کر گڑا کے پیتار کچھد عرب میں آگئے کہ یہی
 نہ کیا مہاراج نے انکو گرفتار کر کے بلرامپور روانہ کیا فقط عظیم الدین
 افسر کلان بضر بٹمیشیر ملاک ہوئے دنیا کے بکھیر
 پاک ہوئے دو فرزند مقتول شرف الدین خان اور شمس الدین خان
 اب تک ملازم سرکار ذوالاقتدار ہیں باپ کی طرح وہ بھی جان نثار ہیں

انرا کہ خدا نگاہ دارد	گر سنگ ز آسمان ببارد
حاشا کہ برورد گزند می	آشفته شود زنا پسندی

اسی سال جیلہ میں شادی کد خدائی حضور ہمراہ دختر
 رئیس بلطیان پور بڑی دہوم سے ہوئی جو دست بدعا
 اور اس دن کی منار کشتہ ہمال ہو انعام و اکرام سے مالا مال ہو

مشر و حالک منا طول کلام ہی جندی کی شاد سے ہزار درجہ سوا ہی
 اسی پر اختتام ساوینکے ہینے میں پہر نل سنگہ نے شیطان علیہ
 کو اپنا دسار کیا اوس کو رنگ سے برسویکے نکھار و نیسے ساز کیا
 وہ بھی دم میں آگے چاہا کہ دشمن مہاراج کو گرفتار کر دیجئے جی حیرت
 دنیا میں کسکا اعتبار کیجئے جنکو ہزار طرح کی عمر بہر راحت دین وہ
 درسی طمع پر دشمن جانی نیکے اذیت دیتے ہیں جنکے لئے لاکھ صو
 نقصان دٹھایا وقت پر اپنا نیا پیر و نکو بہلا جانکے لئے پنے لئے
 یہ کیا کر لیا لال حول و لا قوۃ زریا شر لیا یقول آقا سے نامدار

راجہ عید جانی سب نگار نیکلے چان دیدم زیار ان بیوفائی جہان یار و فادائی نہ ارد	آخر کو امتحان میں انخیار یار نیکلے کہ خود از خوش نیخواہم جدائی کہ خضر اوقات تنہا می گذارد
---	---

دفاعم را بد لها بسج اشر نیست	مگر نخل محبت را شمر نیست
جهان گردید دست را پایا نیرنگ	نظام بر فرق باطن شد بفرنگ
دل حباب رنگ صفایت	گل این باغ را بوی وفا نیست
بهر کس دست و گشتم شمشیر شد	صبا با خوشن را گشتم شد
زند هر کس که الفت کرد و نشی	ز دست خود پیاپی خویش تمش

نامی کن ناپاکون محسن کشتن کا ذکر را می دنیا کیا خالی ہی، بجای خبر نہیں پانچون ویکان
 برا بنیادین اچھا جائے سے اچھا ہوتا نہیں شاید وفا شعار و نگو
 تو نے اسی دیکھا نہیں تنا کچھ قصو ہی اصل و کلام اس کا فرق ہی اس زیاد
 بلکہ کیا ضروری ہے اسے ہی میں کہ دنیا پر جائے زمین ملجائے
 قدم نہیں سر کا سے میں اگر ایک دن ہی نک کہ اسے زمین تو
 برحق وقت پر فر جائے میں حاصل کلام یہ کہ وہ شقی دور مانی سے

آدمی لیکے شب ماؤ میں چلا اور ست دزدیے کہ بگت چراغ دار دیکھو

کاٹھی چکا تھا بخوف و خطر مکان میں در آیا پہریے والے بھی
شریک ہو گئے تھے منع کون کرتا تے کلف اپہری بھی ساتھ لیا

من چہ خیالیم و فلک من چہ خیال	کار کیہ خدا کند فلک اپہ مجال
کانرا کہ هست الہی نگاہبان	از گردش سپہناید بروزیان

اوسوقت مہاراج محو خواب غفلت تھے مگر اقبال بیدار اٹھیا

جب دشمن سر پر آیا بخت بیدار نے جگایا اسے تنبیح کی احتیاج

ہوئی برائے رفع ضرورت اوٹے کے چلے ایشری سنگہ

جنگ کا استماد بہت تھا اور وہی پہریے پر تھے قربانیں لے

بمراہ ہوئے باہر نکلے تو پاؤں کی آواز سنائی دی حیرت ہوئی اڑی

یہ بچہ چاہا کہ کون لوگ ہیں وہ خود ملے ہوئے تھے

کیا خاک کہیں جا لیا کہ ڈاکہ آیا حضور نے فرمایا کہ ہر تم کیا دیکھتے ہو لکھا
 قرابین بارودہ قرابین تائیں کے دکھا نیکے لئے اوئے کے طرف بڑ
 یہ کہتے ہوئے کہ آپ نہ آئے زنا نے مکانین بہاگ جائے
 حضور تو منتظر ہیں کہ قرابین کی آواز آوے وہ وغینہ جائے ملکتے سب رلا
 اور قدم آگے بڑھا مہاراجا کو اتنا خبر نہیں کہ یہ کون ہیں کیون آئے

ہتیا پاس ہی نہیں کستی وغا کرو	حیران ہو حضور کدھر جاؤں کیا کروں
-------------------------------	----------------------------------

ناچار انہیں کے ساتھ ملے ہوئے آہٹ بچا تلوار ڈھونڈ رہا ہے
 چلے آؤں کو خاک نہ سو جھاؤ ہونڈا ہی کتے مگر کب پاتے تھے
 اور لوگوں کو جو وہاں سوئے تھے گھر قمار کیا اب مہاراجہ بھی
 پیچھے تلوار مسہرے کیلے سے لیا اسے تین دنوں کی
 بالوں کی آواز کا نہیں آئی اب بچا کہ یہ تو ہمارے ہی ملازم ہیں وارسوئی

جانی لکھا تمام بدن لگی دماغ سے
سچ ہی کہ آگ لگتی کہ فی چراغ سے

وہ تو سب نکل گئے مگر ندہان سنگہ افسر کلان بڑے کچھیم چیم اپنے بوج سے نہ چل
پہچھے تھے مہاراج نے انہیں کو غنیمت جانا دوڑ کے دھوئی پیچھے

لی اور کو کہ پر پیچھے رہے کہیکے کہا کہ یہ تم نے کیا حرکت کی بس بان بٹھاؤ
یہیں بیٹھ جاؤ انہوں نے مہاراج کو پچانا جان نکل گئی زرد ہوئے لڑکھڑاہٹ کے
زمین پر بیٹھ گئے گویا سرد ہوئے گئے اس وقت بھی ایشری دست

مہاراج کے ماموں نے ادبہائی آگے ایک سے دو ہوئے
اور قوت بڑھ گئی مضبوط بازو ہوئے ندہان سنگہ کے ساتھ لوگو
خبر نہیں کہ وہ گرفتار ہوئے جب ثابت ہوا کہ اوہ

دور ہو گئے اب کیا کریں مجبور ہو گئے مہاراج نے
اوس قیدی سے کہا کہ ہمارے آدمیوں کو تمہاری سے ساتھ

گرفتار کر لیکن تین ابھی بلاد و اور تم س قصہ سے آسے سے من
صاف بتا دو وہ عرق انفعال میں غرق ہوئے۔ یہ چکا یا کہ جواب آیا
سب تو میں اس سب آؤ تو سمیت جو کچھ لیکتے تھے اور سب وقت پڑھا
جہاں لے اونکو بھی رہا کیا گو سزاؤ کی طاقت تھی مگر ملازم جا نیکی
ور گذر کی نوکر سے بر طرف کیا یہی سزا دی کہ نام کا ڈیرا

دل ز نورِ غفور روشن شود	ز نسیمش سینہ گلشن میشود
دوست دار و غفورا پروردگار	انچا ایزد دوست دار و دوست

معمول ہے اور جاکے نل سنگہ کی بدو نوکر ہو اب تو بہت سے ایک خیرہ سر ہو

بیانِ خباک

اس نظم کے بیان میں ایک زبان مرواں رستم تو ان شیر دل میں شجاعانِ سرداران
یہوں باقل میں کہ بہادری کے مہینے میں محمد خان راجہ اور ولہ کو انہیں

شاہ کے آگے کا سیر یکمزدارین کا کیا نقصان تھا راجہ نے بھی مہاراجہ
 بنجال سمجھ کر اس طرح پھیلایا کسی طرح حکام اس کی چوسو اس کی کیا

بدوز و طمع ویدہ ہوشمند بنجال دست اندازی علاقہ و

مہاجنات علاقہ تھیں قتل ہوئی فوراً مہاراجہ کو خبر ہوئی راجہ مذکور نے
 مرہٹوں کے مردے کو کھاڑے کہلا بھیجا یہ سوال شست اساتھ

کہ کسی رمانیمین علاقہ بڑا پیور ہمارے بزرگوں کے پاس تھا

سندین دیکھ لو ہیکو کا غنہ سمجھ دو اس بیباکی سے

مہاراجہ کی طبیعت قابو سے جاتی رہی جب تک جواب لکھا

نست و ظفر آئینہ دکھاتی رہی لکھا کہ ٹھہرو ہم آتے ہیں کا غنہ

نچو بی سمجھاتے ہیں گربہ کشتن روز اول جا کے قتل

موزی قبل از ادا میں ٹھہرائے مقبضاتے حرات والو الغرمی کہ

کہ طریقہ تہنشان بزرگاری چار گھڑی رات رہے سوار ہوئے ہمارے
 ملازمان حجاز و رفیقان جان بنارہوئے شب باقرین ہم پہنچے آمد سنیکہ
 راجہ اپنی فوج کو ہنگام لیکتے مکان میں جا کے لڑائی کا بندوبست
 کیا خاص اوترو لہیں پہنچے کہ ادھر والوں نے وہ بلند پر ازیا
 دکھائیں کہ اون بزدلوں کا حوصلہ سپت کیا **ج**

خروشی برآمد کہ کیوان شنید	تو گفتی کہ صور قیامت و مید
بلرزید کوہ و بجبید و شست	غریب از نہر ^۹ سم آسمان درگذشت
ز غریب کوں خار اشکاف	بر افکند سیم رخ در کوہ قاف

لڑائی شروع ہوئی طرفین سے توپیں اور بندوقین سر ہوئیں مروئی
 شجاعتیں سینہ سپر ہوئیں آتش غضب کا لون سینہ میں مشتعل
 تیور یونہیں بل موحو نیکی بل کہر سے تلوار میں پکڑے گئے

س پڑے ایک ہی حملے میں بہرے گئے برابر سے تلوار چلنے
 رک جسم لہواو گلنے لگی اللہ تعالیٰ صفتی لشکر دشمن کو یاد آ

افکند خود را در آن کا زار	پوشیری کہ گوارا فکند و شکار
ز ضرب چند فکندی نگوں	بہر زخم جوئی براندی ز خون
بر رانہ بد بر سپر جاسی	ہمہ نظر تاجہ آر سپر
ارید چند ان خم خون ز تیغ	کہ باران نیار و بسالی ز تیغ
بس کشتگان شنیدین ناپدید	تو گفتی کہ روز قیامت رسید
دہروا لونی جراتین کہٹ گنین لاشید ٹکدین بیان ایک ہمت نہا	

رہائی سے آدمیوں کو دریا سے فنا سے کہات اوتار

لفٹ احسن ملک گفت	جنگی زندگی باقی تھی جب چھٹے
------------------	-----------------------------

جگہ نہ پائی بہاگ گیتے تیغوں کی آبرو ڈوبی اسی بات کہوتی

راجہ کو بھی لینے کے ونیے پڑے آدمی کیسے اقبال و اوبار

لڑیے مردمان مہاراجہ بہادر نے بیخوف و خطر کانہیں دخل کیا شاید

فتح و نصرت بجا دو تین جلدیں کلام اللہ کی اور کچھ مثنوی وغیرہ غنیمت جا

تمینا تبر کا اوٹھوا کہ نشا نیکے طور پر رہیں کو بیسو وین مگر اب تک موجود

وہاں سے بفتح و ظفر مراجعت کی موضع بجلی پور میں کہ بلگرام پور سے ڈیوڑھ

کو سہمی جی جی کے استہانہ میں آئیے اقامت کی اس خبر راجا

اور تعلق داران گردنواح کے دانت کھٹے کر دیئے انکے ہین کہ تین

کان بہر دیو چلے پست ہو گئے اپنی اپنی جگہ بند و بست ہو کر آوی

مصدق نہ حکایت ہی طرہ روایت ہی کہ جب راجہ جلیں اس

بہادر نہ ہاراج کے بڑے پہاڑی کو مرض الموت نے گھیرا

برسہ رنگ بیمار ہی نے منہ نہ پھیرا یہ سنکے حق مالکانہ تلمسی پور قاضی

حال نے مٹو کیا انکی علاقگی وجہ سے کوئی خبر نہ ہو جب مہاراج بعد فتح اترتے
پہنچے خیال ہوا کہ اسید طرف سے ان کے کش کو بھی سزا دے حق مالکانہ سے

چرخوں کو کہ آبدیک کر شہر و کار برائے تمام محبت یہ چند فقر حوالہ

قلم کر کے ایلچی کو دیئے کہ اگلی باتیں دے سب سے نکالو پیش منہما لو کہنا مانو
ہمیں پہنچا جانو یا حق مالکانہ دو یا لڑو یہ مضمون دے دئے ہی تھے ہو جان
نکل گئی صورت بد لگتی ماریے ہو گئے خود ہو اور بہت کام سے
بید و رد ہو پاپا نے لگا آمد آمد سے جان ہو اسی نے ماری کی تو با

بس حقوق مالکانہ تمام و مال دیا جان چائی مال دیا ایسا سما یا کہ پہری

قرین بہمن دوح عجیب چو نصر من اللہ دفع شیب

آومیوں پر موقوف نہیں جانوروں نے بھی موافق اپنی قدرت کے
عداوت دکھائی چار برکی عمر سے آج تک صداسا پنوں نے حضور سے

مشابہ کیا آخر سر اونکا بھی اچلا گیا مار کہا مئی اسی سال بہادو چوہہ کے رزوک
ہندوؤں میں اس دن کے چاند کا دیکھنا بدین ممنون ہی نہایت نامبارک و بدگون
ہی حضور ہوا کہا نے کی طرف تشریف لیکے تھی وہاں شام ہوئی بلال
نمودار ہوا وقت مراجعت ہمارا ج کی نگاہ پڑ گئی کمال انتشار ہوا
ہفت سینو نیسے بیان کیا اونہوں نے یہ جواب دیا کہ بے سالا کٹھن ہی نہ صدقہ
دنیا مفید ہی نہ وانکا یہاں کچھ کام ہی اسکا علاج فقط و شنام ہی گستاخی معاف
اگر کسی کا لیان کہہ اسے تو اس کے کلیس سے پیچا ہے اس خیال سے
چاپا نہ گہری را کہ شدت غمہ ہں ہاتھ تار کی سے جہاں عالم طلبا تہا

خوشامدک و شہری کہ در برشکال	سواوین و نیے زمین سمجھو خال
-----------------------------	-----------------------------

اس امید پر دولت سرا کیے سے باہر آ کر لیکو جا کے چہرے
ستا کا لیان کہہ اسے تو اسکا آؤرا ہو جا پھر تے پھر تے بلی کاؤن

کہ مقام پکا پورب کی طرف آدھ کوس ہی پہنچتے ہوئے پہنچاؤں گا
 بابور و چند جگالی بڑھالچ کے مصباح سرکاری مکانیں و ترے ہوتے
 جب ان کے مکان کے دروازے پندرہ پیش قدم کا فاصلہ رہا تو بجلی کی جھپ
 سے حضور کو یہ معلوم ہوا کہ ایک موٹے سب لکڑی زمین میں پڑی ہی
 کسی محل کی کڑی ہی اوسکی کچی اور حرکت پر غور کی تو انہی خوشوار تھا انہوں
 دو شعلین و شن جسم ہنگ شہر تھا سمجھ کہ چوتے کے چاند نے اندھا
 خدا خیر کرے آخر اپنا اثر دکھایا کان کا لیکے مشاق تھے انکو
 یہ کیا نظر آیا بیوزی دے آرا رہی ہیں اوٹھا ہوئے چوٹ کر نیکو تیار
 یہ راہ چھوڑ اور طریقے جاؤں تو شاید اس بلا ہاتھ سے امن پاؤں خدا
 جانب پاؤں اوٹھایا وہ ہی ہیں پہنا کے او دہری کیا نہانک کہ مجھو
 ہوئے کے زمین سے پکار کے مکان مرقوم الصد کا دروازہ کہا ہوا

آب چراغ کی روشنی میں وہ بخوبی نظر آیا جب کسی صورتِ رہائی نہ پائی تو وار کے
 قوتِ بازو دکھائی اوس ناگنی نے سانپ کو دس لیا ایک ہی ہاتھ میں سیر
 سوا ہاتھ چوڑے کے دو کڑے کیا اوس نے جب بھی منہ نہ موڑا سر خود سر
 دوڑا ہمارا ج مکان میں جا کے مسہری پر چڑھ گئے وہ سبھی مسہر
 قریب پہنچا اچھلے اوپر جانے کا قصد کیا کچھ ہی فرق تھا کہ حضور نے
 چالاک کر کے تلوار کے پیلے سے چھپکے اوسکو سر د کر دیا

کیا زور کنینہ جو شقی کر د کر دیا	اڑو رکابل نکال دیا سر د کر دیا
----------------------------------	--------------------------------

شب بہر وہا نیستے آیتے علی الصباح اوس مار سیاہ کو
 کہ ایک خمار کا باز تھا بیلا میں لد والا سبکو دکھایا گذرا ہو حال سنیا
 درایعین ساتھ ہاتھ سے سوا تھا اور کچھ دو بالشت کا چوڑا تھا سننے
 یہی کہا کہ اس قسم کا سانپ دیکھنا کیسا سنا بھی عمر بہر نہیں آسکے گا

منتهی بین خداوند ملک الموت کی سخت جان کینہ بار اس کے بایں کیا ہے
گو یا یہ ہو و باری قدرت کرد گاری اگر فرق مبارک پر سے کیا اور بیکار کرد

فضل خدا ہی اور مدد غیب کی ہے شاہ
اقبال شل بایں ساری تمام

ذکر انقلاب حکیم مستطاع و شقاوت و محرومی شکم

پایک بد انجام اور بیان سیاہ مانی کل اندام اور

پانک کا قلعہ پوپان پر چڑھانا اور شکست کھا کی

جہاں جی سی ہزار دشمنی و عداوت پیش آنا اور

عبادت خون ناحق پسیر قاضی فرار مونا آخر

میکسی جان کہ نام لے

ای کلک چل سفیل کی نازک مقام

ای چشم و کیہ بالکل شکست کی کام ہی
ای ہاتھ تیری باتہ قیامت تک نام ہی
ایدل تری کہ انہی کا مضمون تمام

تیغ زبان سحر کی کلانا نیام سے | فکر سامعیاں مع فصاحت کلام سے
 تجربہ کرانِ لغزین مزاجی خاکِ کج فہم و عاشقانِ معشوق بنیا و فادارِ شناسا
 محبت و عداوت بہت و دشمن و جانِ باجنگانِ تیغ زبانِ صفت شکن بیان
 کہ تیرے ہیں ابھار شہی پہ درشن سنگتہ ملول ہو اور تو جسے بھی روپیہ
 نہ پہنچ سکا آخر ناظمِ مذکور معذول ہو گئے ^{۹۹} مطابقت ^{۱۰۰} سنہ ۱۲۴۹ الفصلی میں جناب
 وجہ النساہت ^{۱۰۱} صاحبہ معروف بخضور زو جہ جناب نواب
 سیف الدولہ بہادر مغفور کہ لباسِ ناز و دل مردانہ ^{۱۰۲} کشید
 تہیں ناظمہ بہین گونڈے بہرِ ایچ کی حاکمہ ہو تیں یہ سنگتہ ^{۱۰۳} راج
 کو بڑی خوشی ہوئی اسلئے کہ اس گہرے ^{۱۰۴} قدیم رابطہ و محبت
 چلی آتی تھی کتنی بار فرمایا کہ اب یہ علاقہ ہمارے ہاتھ آیا جتنی جیتا
 دریا ہے گہا کر اوترین نور و روشن خانِ فعدار کو کہ ان دنوں کا زمین

اعتبار رکھتے تھے ہمارے لیے پاس بیٹھ جائے گا حضور کو لوگ
 نفع کا عذر تھا بمشورہ چند اشخاص کجاوہر سنگہ کارندیکو بلا کے قطعی
 حکم دیا کہ میرے بدلے بیگ صاحبہ کی خدمت میں مع فوج ابھی جاؤ اور انکے
 شکریہ ہو جہاں ہیں جہاں لڑیں جو حکم دین بجا لاؤ کارندہ مذکور سے تباہ
 روشن خانے کے ذریعے سے رسوخ پیدا کیا بہت سے تعلقہ داروں کا
 معاملہ کروادیا بیگ صاحبہ ممدوحہ ملک کا بہت خوب نظام کیا آخر دوتا کلان
 سبکو آرام دیا والوالغرم تہیں رہیں بہگائیے سے عجب لڑائی
 جنگ عظیم ہوئی بڑی دہوم و دھام سے منہج کی

نہ زن کہتی اونکو وہ تہین تیغ نہ

ہڑی عابدہ زائدہ پار سا

تظامت ہی جنگو بائیں سال

نکلتا تھا ہر بات سی بانکپن

عجب شان و شوکت غضب عجب تھا

نہ کہ تمہیں شوہر سئی خوش نصیب

نہی شاد و آباد پرو جوان	ہین خرد و کلان آجتک ح خوان
مردند و بردند کی بسی	چنین نیکنامی نبرده کسی
نہی نیکنامی کہ تا این زمان	چو خورشید روشن بود نام شان
بسای نامی اوصاف گور گزر	عزیز و کا کہنا نہیں معتبر

خدا علیخان کو کہ فرزندون کی طرح پرورش کیا زور روز ر دیا اونکو
 کچھ ایسی سہائی کہ امر اور ام پانڈیہ ہماجن سکے ملکہ سرکار شاہی میں
 اس طرح کی تحریر جو اتنی کہ ناظمہ سے بند و بست ملک نہیں ہو سکتا و
 خود حیران میں اپنے بیگانے نے مالان میں اگر خانزاد کے نام
 علاقہ ہو جائے تو سبکی تنہا بر آئے وہاں تو کوڑیوں کے مول نظر
 تھی نذرانہ خلعت کی قیمت تھی جہاں سے ہوسکے نذرانہ پہلے
 پہنچا پئے نہر کون پوچھتا ہی سرکار کار و پیہ حسب قدر جی چاہئے

کہا جاوے یہاں تک ابکار شاہی کو روغن قازمہ سبز ناغ
 دکھایا کہ پہر کسی نے میرپش کی ناظمہ فوراً موقوف ہو گئیں اعلیٰ
 نے امر اور ام پاند کی مدد سے خلعت پایا غرض کہ ۱۲۴۶ء میں

تمام ہوا ایک کا کوچ ایک کا مقام ہوا اس سال دو راجاں مبارک
 بدھ کی بہت تکلیف کا حصہ بن گئے وہاں کوئی کار گز نہ ہوئی مگر اس

نے مسیحائی و کمانی طرفہ العین میں پانی آنی بلدی سچی سفید
 نمک شور اجوائن نمک نمک مساوی وزن مگر نمک اور دو اون سے
 نصف زن ہو گئی کواری کے پتے کو طولاً دو ٹکڑے کر کے اجرا

نڈ کو رکھا سفوف اوپر چکر ٹک کے آگ پر رکھ دے جبہ و انجم پت
 ہو جائے تو خیارک پر باندہ دیکرات بہرین معدوم ہو جائیگی انتہا
 یہ کہ تین دھین دو آنڈ کو راشر دکھائیگی اگر پورے لایق ہی تو ذیل کو

بہاؤ کی اسکیو لگائے جائے زخم بھی سگہا دیکی بعجرت بر سر
 حضور چو کادہ شیر و کاشکار کیا اور کوئی بات اس سال کی لایق کہنے
 کے نہ تھی اسی پر اختصار ثبت اکبروت مطابق ۱۲۴۷ فصائی میں شکر
 پاک نامہ ہوئے بڑے فتنہ پرواز فقری شور و پشت بد کردار تھے
 جب کہا گرا اس پر آئے تو وقت ملاقات حضور سے بہت طاقتور
 اپنے نزدیک یہی اک کار گزار کی وہ جو منافقوں کی تین علامتیں
 استواہین وعدہ خلافی دروغ گوئی خانی وہ سب آشکار ہیں میں
 چہرے بہرین تہین ظاہرین اگو دوست بنا کی دکھایا جو جو بھان
 اویسے ربط بڑایا جنہیں شام منظور تھا ستایا اکثر و
 حتی الوسع اپنی طرف سے بنا ہی مگر تعلق داران اور تروہ قلعہ پران تو
 جمع ہوئے کے پاک سے جنگ چاہی ناظم نے میرزا حسین علی

اپنے نائب کو مع فوج قلعہ مذکور پر پہنچا کہ اڑی کے خالی کروائیں اور
 چار گئے جب کہ آٹھ دن سرچکا کہ نہ چلی مگر وہیں پر یہ ہے اب
 کیا منہ لیکے آئیں یہ سیکے پاگہ نے ہمارے سے بلجابت
 درخواست کی کہ اب آپ ہاں جا بغیر آپ کے کہ نہ ہوگا اتنی میرے
 تکلیف اوٹھایا بت حکمت آمیز مصلحت انگیز اسلئے کہی کہ اوٹرویلے
 والو نے سے سابق کی عداوت ہی لڑوائی کی یہی خوب صورت ہی
 ہمارے کہنے سے یہ یو دہر جائیں تو انکا قلعہ ہم اپنے قبضے
 لائیں مہاراج تو دانا روزگار میں خصوصاً ان تو زمین کہاں ہو شاید
 سمجھتے

برتواضعتا دشمن کی گردن بلعیت | پانی بوس سیل اپا افگند دیوار

دورانہ نشی نے راہ بتائی جو بات اوٹو لین تھی دہن عالی میں آئی آخر
 نصف فوج کجا دہر لگے کو دیکے قلعہ مذکور پر روانہ کیا اور دو انگیز

ڈانیاں اور جان کہ انفسر جہاں ان حضور تھے اسی احمدیہ پر مبنی تھے
 انکو مع نصف فوج اپنے ہمراہ رہنے دیا مگر ہر سنگہ نے جا
 دیا واکر دیا کڑے کڑے قلعہ لیا اور انکو کیا قلعہ کہ وہاں کچھ نہیں
 آمادہ جنگ تھا پانکھ نے خود جا خالی کر دیا اور حضور کو بطور شکرانہ لکھا کہ
 آپکی سپاہ بڑا کام کیا ہم کہ اس کے جلد میں آپکو خلعت دیہ باقی حال بانی کپڑوں
 جو کچھ ہم سے یہاں ظہور میں آیا ہی اسکی داد آپسے لین کے آخر وہاں سے
 پانکھ سید بلرام پور میں آئے فوج سکراری بھی یہیں آئی مہاراج
 بھی فوج کو ٹھوہا نہیں چھوڑے کہ پانکھ کے پاس تشریف لائے اب
 اور سینے عجیب بات ہی بگاڑ بھی کس قدر وہاں ہیات ہی اسی سے
 پہلے لکھنؤ کی طرف سے ایک کبھی گل اندام خدا بخش نام
 دوڑ کیاں تے لیکے بلرام پور میں آئی تھی اونکی فریقہ ساری خدائی تھی

خونین نگهان کرشمه کوشان	هم خنجر و هم نمک فروشان
مهرش ضحاک تاب خسار	متاب نموده در شب تار
نازک بدنان چنانکه دانی	در کرد و بگوش شان گرانی
رعناقد شان بجای نری	کله سته بدست لفسی
از عشوه برفته خانما نسا	وز خنث سگاف کرده جاها
شاهنشده عشوه فوج در فوج	طوفان کرشمه موج در موج

دین دین سے جسکا نام مانی تھا اوسکا حسن شک مرقع بہزاد
 و مانی تھا شکل و لاویر حبال قتنہ انگیز و یکھے تو دیکھتا ہی رہا
 بگاہ سلامت پہر کے خانہ چشم تک نہ آئے انتہا کی
 خوبصورتی سے پاک خدا کی قدرت ہی بقول حضور

قیامت ہی اگر کھیں ہوگا جیٹاں	یقین ہی پڑی پڑی پڑاں جیٹاں
------------------------------	----------------------------

سرایا

عیان آن فرق و لاش نیلای است
 بود آن جعد مشکین سمن سا
 ز چین چینش را بود اوج
 نویسد هر که وصف ابرو او
 چشم مست او عالم خراب است
 نگاه او مست تیغ بی غلافی
 گواز سرشته آن برق جانسوز
 زندان نشتر شرکان اگر دم
 پیرس احسن گوش آن دست
 فسون پرانی حسن ننگ گوش.

که کلب قدرت حق مشکاف است
 کند عالم بالا سر ایا
 تو کوئی چشمه آئینه زو موج
 بر آید از زبان خامه اش
 که صد میخانه او را در رکاب است
 دل عشاق میدان مصافی
 که چشمش خط کشیده بر شرف رو
 تراود خون زر کهای قلم جم
 گل یاب بهار خیزان است
 پایدار دل مه پارگان هوش

چه گویم ز غدار دلاکشا ایشر
 بود خاور رخ آن شوخ دجور
 دهان او ز تنگی در سخن کم
 زبان بآب خضر اول بشویم
 چو طوطی گفتگو شیرین تر از قند
 ز خدانش بلای جان عاشق
 پیران ز ساعدان فتنه بنیاد
 خنای پنجه آن شوخ و لکش
 شال ناخنش خیلی محال است
 گلستان در نظر از سینه تاناف
 کند گر صورتش مانی منقش

بهار صد گلستان و نمایش
 الف باشد بخاور بینی او
 بدو دندان مصفا تر ز انجم
 سخن تازان لب جان بخش گویم
 دل یوسف بپایه غم بخش بند
 بیاض گردن او صبح صادق
 که رسته شاخ مرغانی ز شمشاد
 زند در پنجه خورشید آتش
 که خورشیدی در آغوش هلال است
 شکم چون قاقم او را دلکش و صاف
 کشد حیرت ز دیدار میانش

ازان آئینه زانو چه گویم
 شود رشک گل تر ز رنگ پایش
 بلای عالم بالافتد او
 چنان شمع جالش گشته روشن
 ترا عضايش بصد رنگین ادائی
 سراسر شعله حسن گلو سوز
 بعش انجمن سونخ ادا مست
 مکر بر عکس آن ظاهر شد از او
 ز رنگین جلوه آن رشک گلزار
 چنان رفته ز تن تاب ز سر هوش
 چو شمعش بر دهان قفل خموشی

خجالت میکشد قرص قمر هم
 کنند از بر گل گرسنگ پایش
 خرامش راقیامت طر قو کو
 که گوید شمع هم پروانه اش من
 تراوش نممودی دلربایی
 سراسر شمع نور عالم افروز
 دل و دین دهد انسان بجای است
 ز دیدار همه ساراج نکورو
 دلش از دست رفته دست کار
 که گوی خوش را کرده فراموش
 ولی با سوختن در گرم جوشی

مژده نگار به پوشش مشک حست

نخل باد سحر از آه سردش

دلش صیاد و غم را گشته نجیب

فغان که بر لب از در و نهانی

لب آه و بدل آتش بچشم آب

جهان مصداق نیزنگ است از عشق

زند بر قلب لشکر گریستند

ربا بدست کشتن از تاج از سر

سپاهش جبرنگاب دل نماز و

زینهار دل از کف درر باید

برین حالت چو روزی نپدید گشت

رخ او ز عفران را محبت

لال افزای سفاک زنگ زد

لب او غنچه گلزار تصویر

بآرام دل او را سرگرانی

چو ابرو برق اشک افشان بینا

فلک را شیشه برنگ است از عشق

دل و دین دل از زرش گریزد

ستاند از ابدان را حست و از

مرض او بد را نهان سازد

بزدان راه یوسف را نماید

سپه فتنه جو بر کام او گشت

دلِ مطلوب ہم آبدان زار	ز فیضِ جذبہ عشقِ فسون کار
کنارِ شش طعنه ہا میر و بخاور	شد آخر وصلِ آن مہرِ منور

حاصلِ کلام یہ کہ اوس کلیئر بہن معشوق صورت عاشق تن میں نے
 مہاراج کی خدمت میں آئی تھی سی مانگو چوڑ دیا رشتہ محبت اور ہر
 اود ہر توڑ دیا حضور نے فحاشی کی کہ مائیسے بگاڑا اچھا نہیں اور
 کسی کو کیا توقع ہو گی یہ مقتضاتے مہر و وفا نہیں ہزار سمجھایا او
 ایک تانہ مانی زہر کہا سینے پر متعدد ہوتی ہرگز سمجھ میں نہ آیا
 اب خدا بخش کی نیے ایمانی سینے مہاراج کی طرف سے اوسکو
 ایسی بدگمانی ہوتی کہ یہاں سے جاکے سرکار شاہی بہن حضور کی
 ناش کی کہ اس طرح فلان شخص نے لونڈی کی باندھی چھین لی وہاں
 سوارہ زخمی و شک آئے مہاراج کچھ خیال میں نہ لائے

آخر اس مفسدہ پاٹکے کے نام حکم شاہی ہو یا شہسوار اس مضمون کا
 فرمان لکھ کر آیا کہ یا مانی کو گرفتار کر کے پہنچ دو یا مہاراجہ بلرامپور کو
 یہاں روانہ کرو اس میں توقف نہ ہو اب ہر زمانہ ہی کہ قلعہ پر اپنی فوج
 ہو چکا ہی فوج شاہی گرد بلرام پور پڑی ہوئی ہی مہاراج کو فکر دعوت
 کی ہی اس حکم سے بخیر ایک ایک افسر کے ڈیرے پر خوشی
 خوشی خود سامان دعوت لیکے کارند و نکو تمام فوج کے لئے
 مٹھائی تقسیم کرنے کا حکم دیتے جب غالب جنگ کلکٹر کے پاس
 مع اشیاء دعوت حضور کو کلکٹر موصوف اور سوقت میدان میں ٹہلتے
 یہ تھے دعوت کو خوشی لیلیا اور مہاراج کے چاہتین کر کے ایک
 اپنی حیب نکال کے حضور کو دیا کہ اسے ذرا پڑھ لو معلوم ہوا اس
 بات سے فساد یعنی پاٹکے سے بالکل فاوا ہو اتنی سادہ مزاجی کو

کام نافرمانی اب بھی نہیری ہو سیا رہو جا ہمارا حج نے دیکھا غلامی کیا
 پاک نے غالب جنگ کو یہ لکھا تھا کہ حکم شاہی تو آپ واقف ہو چکے ہیں
 جسوقت ہمارا حج آپ میں دعوت لیکے آئیں گرفتار کر لیجئے گا
 ہرگز ویرے پر جانیا میں حضور میمنہ میں چپ ہو وہ پہر کلا
 نصیحت آمیز کہنے لگے کہ دشمن سے بھگت چلی بنا یہ متھے غفلت
 نہ چاہئے اسوقت تو آپ دعوت لیکے آئے ایسی حرکت
 انسانیت سے بعید ہی ہم خود شرابی تھے اب تو واقف ہو چکے جو اوروں
 نہ دکھائی تھے اسی وقت اپنے قلعے میں چلے جا دوستی کا حق اور
 ہو چکا اب حق نمک دکھائیں کے کل ہم آپ سے لڑنے
 آئیں گے بہت بہتر لکھے حضور رخصت ہوئے تھے
 مصروف تقسیم دعوت ہونے لگے بہت ہو سیا دشمنوں سے

خبردار وہاں پاگ کہ گوشیران خاص کے لیے ایسا سمجھایا کہ اوسنے
دو گھڑی رات گئے مہاراج کو اس بہانے سے بلوایا

کہ اسوقت یہاں صحبتِ قص و غنا ہی اگر آپ بھی شریکِ جلسہ ہوں
تو عالمِ محبت میں گنجائش رکھتا ہی مہاراج سنے یہ سینکے اپنا

اومی خفیہ بھیجا کہ اسوقت پاگ کہ کس سامیہ نسے ہی جلد خبر لا مہاراج نے

پورا مطلب نہین فرمایا کہ وہ خبر لے آیا عرض کہ اسوقت ناچ

ہو رہا ہی انبیرانِ فوج کا جمکھٹا ہی ہتھیار لگا ہوئے

تیا بدجِ حضورِ نبی کی دیر ہی سب ہمہ تن چشم انتظار میں مہاراج کہا

فرمانِ محبت ہی اوس محفل میں ہے	تیرے لیکے تو میری کینی کا کہ اوسکی زمین ہے
--------------------------------	--

جواب بھیجا کہ واقعی یہ صحبتیں عجیب و غریب ہیں جو ایسی جگہ

سچ کی بہت بد نصیب ہیں مجھے خود متنا ہی اس پر طرہ یہ

آپ نے بلایا ہی اگر حکم ہو تو میں بھی چند بہائی بند لیکے حاضر رہے
 ہوں کہ وہ لوگ بھی اس جلسے سے محروم نہ رہ جائیں سب کے ساتھ
 مرہون منت ہوں مگر ڈھوڑی پر حکم پہنچا دے کہ کوئی مانع
 نہ آئے دیہات کے آدمی اور جد سخت منہ پھٹتے ہو ہیں
 اسمین بویے فساد ہی اور ہمیں تو بدل منظور آپکا ارشاد ہی ملے
 کہلا بھیجا کہ شوق سے آئے مگر پچیس آدمیوں نے زیادہ ہمارے
 نہ لائے یہاں جگہ دل نخیل کی طرح تنگ ہی اور ہر ہی ہر ایک
 جاہل سرکش خانہ جنگ ہی حضورؐ یہ سنکے اپنے عزیزوں کو
 جو جو افسر تھے بلایا سب کو زلفت کی قبائین پہنائیں دو تو
 دو شالے لے کر وینے بند ہوئے رومال شالی اور ہاگ منڈیلین
 سروں پر پہنائیں دو تین دو تالیان ہاتھو نہیں دیکھے

اس طرح سمجھایا کہ جہاں جتنے ہیں ان میں ہر ایک پریش ہی فقط یہی نہیں پریش ہی کہ
 پاٹکے شاید دعا کرے کہ میں فساد پر پا کرے تم ہو شیار رہنا اور کسی
 میرا نہ کہنا اگر میں اور سکا کچھ بھی قصداً پاؤنگا تو فوراً سہری پر جاؤنگا پھر
 تم بھی کچھ نہ دیکھنا جو سائے آتے بلاتل مارنا جو آنگہ دکھائے

لکارنا اسی صورت سے سمجھاتے ہوئے رطب یا بس
 سکھاتے ہوئے پاٹکے کے مکان میں داخل ہوئے محسوس
 پاٹکے نے ملاقات کی سب نے اپنے اپنے فریضے سے

اکابرین محفل میں شامل ہوئے اور ہر کی زرق برق دیکھ کے اہل مجلس
 کہہ رہے یہاں سیکے آنکھوں میں خون اور تراہوا تھا پاٹکے بھی ڈر گیا
 ایک سر سے سیکے تیور بدیلے ہوئے پائے دعا باز
 منظور تھیں بظاہر التیام کی باتیں شروع کیں اور دہرائچ ہوا کیا اور

پاکہ بغلیں جہانک کے اپنی گایا لاکہ طہم فریب دینے کی تیر
 کی مگر چون نہ پڑی آدھی رات تک بھی کیفیت ہی اوسوقت ہماراج کے
 وکیل نے پاکہ سے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم ہماراج کو خلعت
 دیکھنے کے لئے آئے ہیں مگر یہی ہماراج اوس کے منتظر
 ہیں اب کیا ارشاد ہی پاکہ نے کہا کہ خالی خلعت کیا دین
 ہماراج خانکار کی سند بھی ساتھ ہی لین اسوقت اردو صبح ہی پر
 موقوف رکھو یہ سب کے ہماراج اوٹکڑیے ہوئے نہ خلعت کا
 سلام کیا سحر ہو ہی پاکہ نے پیش خیمہ کو نے بھیجے خام چو کو
 تیار کیا حکم دیا اور ایک سند سولہ ہزار روپی کی وکیل کے دکھائی
 لئے تیار کی اور کشتی خلعت منگوایے کے حضور کے فخر سے
 کہا کہ ہماراج اسوقت آئیں خلعت و سند لیا میں وکیل نے ہم

حضور سے غرض کی ایسے دم میں کب آتے تھے طبیعت
 کہنک گئی فرمایا پہر جاؤ میری طرف سے یہ پیغام پہنچاؤ کہ
 ہمارے پندت ہیں کہ ابھی دو تین دن خلعت یا خالی ملاقات کر لے گی
 ساعت نہیں ہی بات کہ آپ کی بھی خلعت طبیعت نہیں ہی اگر یہی منظور
 تو دو تین دن قیام فرماؤ رزق تو یقیناً لیا جائے میں قلعے سے ہوتا ہوا
 خدمت عالی میں جانسوز ہو گا وہیں خلعت پہن لو گا متوا ساجت بدایا
 بھی پہلو برابری خلعت کی زبان کون روک سکتا ہی لوگ کہیں گے
 کہ ناظم صاحب کی کیا خالی دعوت ہی کی رشوت بھی دی جب تو
 پایا خلعت لیکے بدنام کیا تو کیا ہاتھ آیا یہ سینکے پانکھ نے
 سینہ بالکینہ سے اک تھنڈی سانس بھری اور اکو سینے کی راہ لی
 اولی گھنٹہ میں تیرن کچنہ دانی کا کیا آخر میں رنجی لئی اپنا ہی کام تمام کیا

مہاراج کا تو دل پانچ گھنٹہ لگتا تھا جانتے تھے کہ نیا شدنی ضرور ہو کر گیا ہو
 مصلحت جانی اپنی فوج قلعے کو بھیج دی فقط چار کمپنیاں آئینی جنگ کے انگریز امیٹ
 رگتین اور نہیں سے دو کمپنیاں بٹلہ کو وہاں والدہ تھیں بڑا حفاظت روانہ
 اور دو کمپنیاں آپاس رہنے دیں سواروں اور ہر کاروں کی اگلی
 تک ڈاک بٹھادی کہہ ٹری کہہ ٹری خبر گذرتی تھی دوسرے
 دن شب کو ایک ہر کار یہ آئے کہ عرض کی ناظم
 لشکر میں کمر بند دی ہو رہی ہی دوسرا ہر کار وہی ساتھ ہی
 پہنچا اویسے بیان کیا کہ شعلین دشمن میں فوج ناظم ادھر ہی
 چلی آتی ہی جب یہی خبر متواتر آتی تو کچھ ادا ہر سنگہ نے
 گہرا کے حضور عرض کی کہ اب جلد اوٹھتے یہاں رہنے میں
 خطر ہی قلعے میں چلے ٹھہرتا بہتر ہی مہاراج نے جواب دیا کہ

شکو فوج ناظم بیان گئی تو رعایا پر آفت آئے گی بلا شک ساری تو
 لٹ جائیے گی انکی بغیر تہی بری ہی کیا اسی تدبیر ہو جا کہ فوج مختار
 یہاں آئے انپا نے کجا دہر سنگہ نے کہا کہ اور دہر ہر ہزار آدمی سے
 سوا ہی اور ہر کی تمام سپاہ قلعے میں ہی اور نہیں کہیں روک سکتا
 خیر فرمایا کہ اچھا تم جاؤ قلعے کا بندوبست کرو وہاں ہی ہر ایک
 واقف ہو جائیں گے ہر آتا ہوں شاید کوئی تدبیر کل آئے یہ پہلے
 کجا دہر سنگہ کو اور دہر ہی یا اور دو نو کپیونگو تیار کرو اسکے
 ڈانیاں انگریز اپنے ساتھ لیا کیا بات سے دست ہاتہ آئی جیسے فوج
 متمر دینے ہر میت کہانی جد ہر سے وہ فوج آتی تھی اور دہر ہی
 قدم بڑھایا پہلو ارکاؤن تک کہ بلرام پور سے آدہ کو کس
 ہی جا کے آئے انکو باغین شکر کے کنارے

پوشیدہ کنپید کو قاعدے سے جایا اسلئے کہ وہ لوگ بڑے توجہ میں
 نہ دیکھیں مگر جھوٹے کہانی دینے قاعدہ ہی کہ روشنی والی کو اندھیرے کی طرح
 میدان میں بالکل نہیں کہانی دیتا نہ کہ باغ کا سایہ درختوں کی آڑ میں طرف جس
 خاشاک سے جھا لیا تھا اسے تین تین جھوٹے دیکھا کہ بہت سی مشعلیں روشن ہیں
 اور سپاہ گمراہ مع فیل و اسب چلی آتی ہی اندھیری رات اون کی بیٹیا
 آنکھیں دکھاتی ہی زبرد آتے ہی حضور نے فیروزی آوی
 بندوق ایک بار ادھر سے چل گئی اور دوسرے کے دس بیٹیاں آوی کر کے
 باقیوں کے پاؤں اوڑھے گئے رات بہر جنگل میں مارتا رہے پہرے
 ادھر کی سپاہ تو ایک ہی باڑہ داغ کے قلعے کو گئی ناظم نے
 فوج گرختہ کہ بہت رقت روکا اویسے کیا معلوم کہ اب داغ
 خالی ہی موزے دھاویسے ہی کی تدبیر میں صبح ہو گئی وہاں جب

کسی کو نہ پایا تو ناچار پانکھ مع فوج بلرام پور میں آیا حضور نے بلرام پور
 پہنچتے وقت دینوں کو بلوائے کہ یہ سکھا دیا تھا کہ جب فوج ناظم یہاں آئے
 تو تم بادشاہ کی دہائی دینا میرا نام نہ لینا انہوں نے ویسا ہی کیا
 غالب جنک کلکڑ پانکھ کے دھامان میں ہاں سے کہنیاں تعینات
 ہو کہ پین کلکڑ کا سپاہی ونگو حکم ہوا کہ یہ رعایا شاہی ہی اس پر
 بدست نہ آئے اپنے جولوٹ مار کر گئے گرفتار ہو جا پانکھ و ڈر کے
 خالی تھے یہ پشیمان مع است جا قلعہ پو بان گمبیریکا قصد کیا دوپہر کو
 اہل قلعہ نے دیکھا کہ پانکھ پورب کی طرف سے پانچ سے نضر
 سوار سات لے ہوئے یہ خوف و خطر ملا آملی سب کو اپنی اپنی
 بہادری کا نشانہ دو رہی تھیں اوس بھیا نے اپنے سوار ونگو
 گمبیریکا کھدیا اوس رائیں بائیں ضرب توپ قلعہ میں تھی

جد ہرے پانکھ آتا تھا ہمارے اسی طرف کا گوشہ خود لیا اور پچھم کی طرف
 جرنیل پانڈے بیٹنی مادھو کو مع دو انگڑیاں افسران کلان مقرر کر دیا
 بایں تاکید کہ جتنک میری طرف کی توپ کی آواز نہ آئے کوئی فیر
 کرینے نہ پائے اور آپ مہتاب روشن کر کے دو برین لگا
 بیٹھے کہ خوب زور دیکھ لوں تو پہلا فیر اپنے ہاتھ سے کروں
 مدہ نگر کاؤن سمت مشرق متصل قلعہ ہی جب پانکھ وہاں پہنچا تو اوڈر
 نو توپیں تیار تھیں حضور نے سب کو اکبار کی بی دکھا دی یہ تو کبھی ہی
 سب طرف کی توپیں ساتھ ہی فیر بوگین ہنر جانب برابر لائے
 پس گئے جو مینے کوس کوس بہر پیچھے ہٹ گئے جرنیل صاحب نے
 اپنی طرف دبا دیا دشمنوں کو سپا کر کے پہر اپنا گوشہ لیا اٹھیں
 لمبدان کہ سپہ سالار فوج ناظم تھا اوسکے ہاتھ میں گول لگا

باتہ ہاتھوں اور خدا جابہ کہاں گویا ناظم کا بازو ٹوٹ گیا، میہات بیتہ
 و پاپہا و شوکت ہوئے جی چھو گیا بہاگی ہوئی فوج کو جمع کر کے
 ناظم نے پہر گہر اچھائی منہ نہ پیر اسی طرح تین دن تک معرکہ آرائی
 رہی صفوں کی صفائی رہی پانڈ راتم قطعہ در شکہا چنڈ اس معرکہ کی خبر کو پانڈ
 پائی مہاراج سے کمال محبت کرتے تھے طبیعت طیش میں آئی اور
 پانڈ پاس اپنا کا زندا بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ اونیسے کیوں
 لڑتے ہیں جمع واجب کا میں فوٹہ دار ہوں مجھے لیجئے
 بس اب دبا نیسے کوچہ کیجئے اور یہاں تکا یہ حال تھا کہ غالب
 مہاراج کا جذبہ کرتے تھے اور انہیں کی فوج ساری
 لشکر کی جان تھی اونیسے پہلو تھی کی اس سبب سے
 ناظم کو اندیشہ کمال تھا پانڈ رکنن و مضطرب احوال تھا

ایسے قہقہے پڑے جی کا کہنا بھیجنا غنیمت جانا اونگھنے کو ٹھہرنے کا
 بہانا مجبور کو چ تو کیا اگر دلیں ہی تھا کہ کوئی ایسی حکمت کیجئے کہ ہمارا
 مبتلا سے رحمت پہنچے اوسکی بدلتی سے غالب جنگ نے مجبور
 بنامی سرکار شاہی مین استعدا کی اپنی کلکڑی اس علاقے سے
 اوٹھوالی پانچ مہینے تک حضور نے قلعے میں سکونت کی روپیہ
 سرکار کا تمام وکمال ادا کیا تقاضے سے فرصت کی اسارہ کے
 مہینے میں اس قدر منہ برسا کہ بڑا شباب دیکھنے کو ترسا ایسی برہ آئی کہ
 طوفانِ نوح کی کیفیت دکھائی منزلوں عالمِ آب ہو گیا کنبدِ گردون بجا
 جناب ہو گیا طائرِ نظیر جہان شک جاسکا دیکہ آیا کوئی چاہہ دشمن بھی خشک
 نہ پایا نہ راون مکان بھیگے مردمانِ حشر انی مثل مردِ خشک
 دیکھنے کی حسرت ہی مین رہی گئے آپ رحمت کہتا تھا

اپنی رفعت دکھاؤنگا جہاں سے آیا وہیں جاؤنگا جہرود سیداب کا
 کام کر گیا پتو ہانہیں تمام پانی بھڑ گیا بشر کا گدڑ محال مردِ چشم
 سے بے کشتی تصور اوس پار جا سکیں کیا مجال اہل قلعہ رات کی
 تکلیف سہتے تھے مچان بندہ کہہ رہتے تھے مہاراج کو اٹھنا
 ہوا کہ اب قابل کسی کے آنی کے نہیں کون بہر جنگ آئیگا بالفرض
 اگر کسی بید سے نہ زخم کیا تو دریا کا تہ پیر کہا کے منہ پہر جائیگا یا دوتا جائیگا
 یہ سوچ کے فوج کو پتو ہانہیں چھوڑا کہ قلعہ خالی نہ رہے نہ
 پائے اور آپ سو خاص بردار ساتھ لیکے بدقت بیدار تک
 آئے یہ خبر بہر ایچ مین پاٹکھ کو جا سوسون سے نہ پہنچائی
 کہ مہاراجہ بہادر بیل مین شو آدمیوں سے بہن جلد کھپ
 تدبیر کیجئے آپکی قسمت اونہیں یہاں تک لائی پاٹکھ نے خوش ہو

عبدالمستقیم خان قندھاری کے چار آدمی دلیر ساتھ سیٹے کہاں
 جاؤ آج بھکوانی بہادری دکھاؤ مہاراج تنہا بیلا میں ہیں حسب طرح
 بن پڑیے دشمنوں کو مار ڈالو تم ہی دلکا بخار نکالو چہیلے تو اونہوں نے
 اپنے انجام پر نظر کرنے کے دست تاشف سے ملے آخر پیٹ
 کے لئے جوتیان کہا ناگوارا کین پڑیے ساتھ قدم اوٹھایا
 چلے دھر مہاراج کو بھی اطلاع ہو گئی کہ فلان صاحب اس را دیے
 آتے ہیں بلکہ بلرام پور تک آچکے ہیں اور بلرام پور میں چیکے خان مذکور نے
 ایک آدمی کو بند و قین دیکے کہا کہ تو سوداگر بنکے مہاراج تک جا
 وہاں کی کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھ اور بند و قین پہنچنے
 بہانے سے حضور کے سامنے آ پہنچا بند و قین کہا میں
 آپ کو یہ حال مطلق نہ معلوم تھا پسند کین قیمت کو پوچھا

تو جواب دیا کہ مالک انکا بلرام پورین ہی اگر آپ کو لینا منظور ہو تو میرے
 قیمت سیٹے ہو جائیے گی جب جی چاہیے دیجئے یہ کہہ
 چارون بند و قین چوڑی کے چلا گیا اب حضور کو معلوم ہوا کہ وہ سودا
 عبدالمستقیم خان کا بیجا ہوا تھا او دہر دیو سرون خان کو رینے تلوار پر
 بارہ رکھوائی آخر شامت اعمال بلرام پور کے بیلانگ انہیں لیکے آئی
 ایک سپہ حجام بڑا بہادر چالاک کہلاڑی نام حضور کے فخر و خیر چٹا ہوا
 اوس قندہار نے یغنے عبدالمستقیم خان نے حجام سبوق الذکر کو
 اپنے پاس نوکر کر کے لیا تھا وہ اذکار کو یاد دہنا ہاتھ تھما د و گھڑی
 رات گئے جب خان صاحب بیلانگ ہاٹا وترے تو کہلاڑی ساتھ
 ساتھ تھما دیا او ترے کے خان نے یہ صلاح ٹھہرائی کہ جس وقت
 مہاراج رسوائی پہنچے کے لٹین اس وقت چلنا چاہیے اب دیکھتے

اولٹی اونہیں پرآفت آئی اسے کو ایسی سزا چاہیے خان نے
 تو اوی جگہ قیام کیا اور حجام کے لڑکے کو لے لے کر سیطر
 بھیج دیا وہ نکاح حلال مہاراج کی خدمت میں ڈرایا اور جو کچھ
 گذر رہا تھا مفصل کہہ سنا یا حضور فرمایا کہ تمہارا جواب دیتا ہوں وہ
 لیچل کہ جسے وہ خود چلی جائیں ابھی اونکی گراگرمی دیکھے لیتا ہوں گو اس وقت
 لوگ بکثرت تھے مگر اپنے ساتھ بھی چار ہی آدمی لیے ایک
 چھٹی قدم جان نثار دوسرے جرنیل پانڈے تیسرے مینی مادہو کہ اس
 زمانے میں اسوسا پیوینکے بعد ازیں تھے تیسرا دولم خد
 چوتھا وہی لڑکانائی کا یہ سب مثل چار عنصر جمع ہوئے چل نکلیے
 دشمنوں کا سامنا ہوتے ہی خبرنی مہاراج کو دور سے
 دکھایا بعد کے سبب کہ سفید سفید نظر آیا حضور نے فرمایا

کہ آہستہ قدم قریب پہنچے ایک سے ایک لپٹ جائے انہیں سے
 کوئی بہاگ کے جانے نہ پایہ کہکے دشمنی طرف چٹھی کو اور بائیں جانب
 جنرل بنی مادہ کو ہر سید یا اور آپ مع دو لم خانکا سامنا کیا
 دو دل ایک ہوئے آگے بڑھے جب دشمن سے دس قدم کا فاصلہ
 رہا تو عرب ہدایت کے لیتے تین سمت سے تلواریں
 پہنچ کے سب دوڑ پڑ دم میں مشن باد صراعدا کے سروں پر آتے
 وہ رو باہ خصال ان شیر دلوں کے ڈانٹنے سے تھرا
 رہتے مہاراجہ افسر دوڑ کے جڑا لیا چٹھی ایک اور آدمی سے
 ایک کو دو دم نے گرفتار کیا ایک بہاگ کے دریا میں کود پڑا
 اوسکا جنرل صاحب نے پیچھا کیا حریف نے پلٹ کے
 ایک تلوار کا ہاتھ دیا گو جنرل کے ہاتھ میں زخم آیا مگر

بہاگ تے جانپایا اور فرصت پئی تو تنچے کی نار او سکے سر رکھا
 سر ہنگیا بیہوش ہو گیا ہاتھ پاؤں تہتر جبریل کنج کے دریا
 باہر لے آئے قندھاری کا حال سنتے کہ جب حضور نے اونکے
 بال پکڑے تو وہ پڑدوسرے ہاتھ سے ڈاڑھی لی کہلاڑی کہا جوتیا
 مارا ویسے مارے پاؤں شوہر بیہوش کر دیا ڈاڑھی نوچی بال کھسٹو
 لاتین بارین کھچڑے سے منہ بہر دیا دموا کر کے بیلا مین لاتے
 سبکو پہرے مین دیا اور آپ چھین خیمہ آرام کیا صبح کو مہاراج نے
 خان کور کو سامنے بلا کے پوچھا کہ تم کس لئے آئے تھے
 جواب دیا کہ ہم بند و قین بیچنے آئے تھے حضور فرمایا کہ مجھے
 تمہارا حال خوب معلوم ہی باتین بناؤ صاف صاف بتاؤ اگر
 سچ کہدیا تو جھوڑ و نگا ورنہ انسی قید مین ہلاک کروں گا

یہ کھکے انکا حال خوب فصل بیان کیا اور مائی سے خوش کر کے
 اونکی زبان سے بھی کہہ دیا کہ پاٹکھ نے ہم سے کہا تھا کہ
 اگر اس مہم کو سر کر دے گے تو تم سے بہت خوش ہونگا ہزار پو
 انعام میں دے گا یہ شکے حضور نے اپنے قول کا پاس کیا
 اونکی راست گوئی کی وجہ سے اوسی وقت رہا کر دیا
 بیشک نیک لطف و عطا عام ہی ہے غالب ہی ہمارا رحم و کرم انکا غضب
 حاصل کلام یہ کہ پاٹکھ نے مہاراج کے واسطے کوئی بات اوٹھا نہیں
 ایک ہی بانی فساد تھا معاذ اللہ کسی نے اوسکے عہد میں آرام
 نہ پایا ہندو مسلمان کے لئے جلا د تھا اوسی زمانہ میں پٹھانچ کے
 قاضی کا بیٹا اوسی کافر کے حکم سے مفتی میں مار گیا ورثہ مقتول
 کی سلطانی اور انگریزی دونوں سرکاروں میں بستی تھی سب نے

لکھنؤ میں جا کے وادیا چائی پائلہ کی ناش کی کہ اوس ملعون نے
 ہمارے بختِ جگر کے ٹکڑے کئے خون کا عوص خون لکین کے
 حدِ شرع جاری کر کے دلوں سکین دین گئے وہاں سے پائلہ کے
 نام کا نامہ آیا کہ تینے قاضی کے لڑکے کو کس وجہ سے قتل کر لیا
 اوس کے وارث ناشی آئے یہیں خون بہا کے متقاضی ہیں باخود
 رو بکاری کو یا مقتول کے عزیز و نکاراضی نامہ داخل کر دیا ہے
 مجرم یعنی پائلہ کا خون خشک ہو گیا اسلئے کہ راضی نامہ غیر ممکن تھا المین
 سوچا کہ زریڈنٹ بھی مدعیوں کی سہی پر دین توقف کر نے میں حکم سخت
 ایسکا اوس وقت کے چہ نہ آئیگا ایسے بہرہ ستر ہی ہی کہ پٹوہان
 چڑھائی کر دے ووج شاہی کو وہیں لڑوا دو لکھنؤ میں یہ ضرور جاگی
 میرے عذر کی جگہ معقول نکل آئے گی اگر سہر ہی مہلت نہ پائے گا

تو انگریزی ڈانڈا وہاں سے تیرب ہی آو دہرے او دہر ہی پہاگیا ونگا
 اس خیال سے بھڑاچ سے کوچ کیا تمام فوج کو ساتھ لیا بہا
 مخبروں نے مہاراج کو یہ خبر دی حضور نے بھی فوراً تیاری کر دی
 کل سپاہ دیا یا کہ سب سیکے اس بات پر متفق رہو ابکی دفعہ مار
 شہزادوں کے اسے دم نہ لیسے دو اور چہار طرف آدمی دوڑا دے
 نہ انہم کے سپاہی ہمارے علاقے میں جہاں بدعت کریں
 بلاتامل مارو گرفتار کرو کسی رعایت مروّت نہ زہنہار کرو جب پانکھ
 داخل بلرام پور ہوا تو مہاراجہ بہادر کا بھی قصد سنا اب نہایت
 متفکر و مجبور ہوا سو فیصلے نے تنگی کی سیدی ہی او ترہو لے
 کی راہ لی وہاں پہنچے دو ہزار نچار و غیرہ جمع کر کے یہ مشہور کیا
 کہ چونکا جنگل بے فتح کاٹا جائے گا اس حرکت سے غرض یہ تھی

کہ راجہ اوترو لہ اور مہاراجہ پور سی سے عداوت ہی یہ حال سنکے
 راجہ ہماری شرکت کو ضرور آئیگا آخر اس خبر نے یہاں تک شہرت
 پائی کہ راجہ تلسی پور نے بھی پانگہ کو مدد دی حق مالکانہ مہاراج کو دینا
 موقوف کیا طلب کیا تو تلوار دکھائی یہاں تو ہر ایک مستعد جنگی
 سبکوڑے کی امنگ ہی اود ہر قاضی کے لڑکے کے
 مقدمے نے ایسا طول کہیں چا کہ پانگہ کو روزِ بد دکھایا
 سرکار شاہی سے سلیمان خان قندھاری کلکٹر کے نام
 اس مضمون کا قطع حکم آیا کہ یا پانگہ کو گرفتار کر بیجو یا سہر بیجو
 اود ہر پانگہ کو پہلے ہی اس حکم کی خبر ہو گئی اوسکے
 وکیل نے حکم نامے کے پہنچنے سے قبل اطلاع
 کر دی سنتے ہی زندہ درگور ہو گیا اوس وقت بہا گنبے کا

قصد کیا جتنی لپٹے بہنوئی کو کہ بڑا مست تھا تو مدبر تھا سالتیا
 دو ٹوٹا ہوا گاہاگ انگریزی عملداری میں ہو رہے تھے کہ اب موٹا ہی
 ہلکونہ پاکی ڈھونڈو ڈھونڈو کیے خود مر جا کی وہاں حکم تھا کہ جو کوئی
 اجنبی آئے حال دریافت کر کے اس کی رپورٹ لکھی جائے تھانیدار کو
 اطلاع ہوتی کہ آج نئے دو آدمی کسی سمت سے آئے ہیں بطاہر
 رئیس معلوم ہوئے ہیں مگر فلک کے ستارے میں چل کر اہوا کہ مفصل حال
 کہلجائے کون میں کہا ہے اسے تھانیدار یہی راہ میں تھا کہ
 ان دو ٹوٹا سا ذرا ان عیدم نسلیا سمجھے کہ شاید زریڈنٹ لکھنوی نے یہاں
 گرفتار کیا حکم بھیج دیا بس شامت اعمال نے مددگاری کی عقل نے
 دشمنی ادبار نے یاری کی اضطراب میں گھوڑے چھوڑ کے بہا کے
 وہاں تو نیکے کہت ہیں جہاں گلے گلے پانی تھا دو ٹوٹو کو خصل

جا چھو دیکھا نہ بہا لارات تو گذر گئی سچ کو تہا نیدار نہ آئیے کہ ہو
 جسم میں ہزار ہا خونیں لٹکیں بہتیں زرد مٹی کے پتے شگیتے
 بد نہیں شمار کے لئے بھی خون کی بوندیں نہیں تھیں دعوت کے پیلے
 عداوت کی نیز نون نے مہا نو کا او لٹے خونِ مباح حق مہمانی خوب
 او کیا تہا نیدار نے ان کی سیکسی حماقت پر رحم کہا کے اتنا سلو کیا کہ
 گرفتار کیے بد کے گہوڑوں سمیت چھوڑ دیا دو نوافستان و خیرا
 گور کہا لی کے ملک میں جا بیٹھے کمال تاجا ناں شہید کو محتاج تھے ۵

بنو وہ آبِ آن خرا شک امید بنو وہ نانِ آن خبر قرصِ خورشید

نہ سایہ شد میسر جز شب تار نہ بستر یافتہ خبر بستر خار

دو تو مرد و دانِ خلائق او نہ ہوا یہ قرصِ کب کا و نہیں قیام کیا

ملک الموت بھی اقل منزاج ہنجا کہ ساتھ ہنجا دو سے سے جھک کے

سکے سلام کیا اور حوت سے پہلے باجپتی مر گیا حقوق رفاقت اور اگر گیا اور یہ
بعد پانچ گھنٹے پہلے مر گیا پٹک کے جاندی بعد حسرت نہ کہ کی راہی

ایچه کند دو دِل در دَمند آتش سوزان نکند با سینه

الای نفس موعوم قنادل

رجوع آخر سوئے خاک داری

جهان و معرض فوت و ملاک سلامت

بامصلت اتصالی ساز حاصل

کسی گرفتار مغنی بہرہ مند است

مشهد از اصل و فرع خویش خفا

منزل چمن توئی را خاکساری

تو مشیت خاکی و اصل تو خاک است

بدریا قطره ات راسته اصل

مہینہ ایک نکتہ بہر او پسند است

چرخ مطاب

یہ سکر نہ کرے گا کہ اگر تو گدا مضرب استحقاق داغ کے

راجہ تلسی پور کو لکھا کہ ہمیں معلوم ہے تم جو اندری میں فرد ہو اب یہی حق مالکانہ
 زود تو جانیں کہ مرد ہو سپر تم کو دیتے تھے وہ فی النار ہو اہم آیت
 ہو شیار ہو جاؤ جو صلہ نہ رہا ہے دل بہتر لڑو جو ربا کہا ہی کہا

جوان مردانہ چنڈاز کسی زو	ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گو
--------------------------	-------------------------------

اسکے جواب میں او سینے پہر کچھ ہو وہ بکدیا ادھر کی ستابہ بکلمہ ہاج
 جلی کے تلسی پور کے قلعے کو گھیر لیا دھاوی کی دیر تھی کہ قلعہ چو
 چادر ہلاتی عذر کیا حق مالکانہ مع مصارف توج بہر سجد یا

انچہ دانا کت کت رنداوان	لیکہ بعد از خرابی بسیار
-------------------------	-------------------------

ہمارا ج سلامی دانغیہ کے پائیسری میں بی بی جی کا درشن کرتے ہو
 خوش خوش اپنے قلعہ میں آئے پروردگار اسی طرح ہمیشہ
 ہر آفت سے بچا اب مانی کا انجام سنئے کہ جب سب اپنا

زور دکھا چکے جو تُوڑا اُس چکے اور کسی سے کہ نہ ہوا تو ہر جہ سے
 پچھند و جوہ خود کھارہ کیا اوس وقتہ رفتار کو بچر کہنتو پہچد یا وہاں عالم
 وقت چاہا کہ مستورہ مسطورہ کو اپنی خدمت میں لاؤں اسکی صحبت
 لطف زندگی اوٹھاؤں دل داؤہ حضور کرب مانتی تھی ہمارا کج قدم
 دیکھ کے کسکا منہ دیکھتی ایسے مفارقت ہویم ہی دنیا سے
 کو چھ مجاز سے قدم و اٹھتا تو سر بہت جاوہ حقیقت پایا کوئی متاثر ہو
 یا و خدا نہ باقی تھی گھر سے نکلتے بیت اللہ کی راہ لی یا مستعار بن
 جا کے بس کی طاعت معبود میں شام سحر کی بے فنا حوران جنت میں مل ہوئی
 حقیقتہ شوق میں کل ہوئی کیا آغاز تھا کیا انجام ہوا اوس غمانی اللہ کی
 خاک میں نے جاجیوں کی آنکھوں میں جبکہ پانی قبضہ عشق تمام ہوا
 طریقہ حق پرستی کی بتائی چاہے پایا

نشان منزل مقصود سنگ راہی

بیان خرید و بیع پیرا و خوبی اسب مذکور

اسی سال شیر محمد ناہر کے روایے تجارت صاحبِ قنارہ دورِ سنگم سنگ
آئے مہاراج کے واسطے ایک گھوڑا لائے جس میں دو اک رنگ سبز
پری کا جھکڑ اس رنگ میں بگناہ اس سب کے آپ کے سبز سبز خان
ہند سبز بیگانہ سوداگر نے حضور کے بیان کیا سرکارِ شاد ترکمان
میں ایک گھوڑا تھا بڑا خوش خرام صرصر و فادار نام اس کا یہ بچہ ہی
آپ کے شوق کی چار طرف دھوم ہی اسی لئے راہ دور و دراز
کر کے آیا ہوں حضور کی سوار کے لائق جائیں گے اسے خدمت
عالی میں لایا ہوں مہاراج تو خود جستجو میں تھے ہوشِ شہیا
اسی تھے گھوڑوں کا عشق پیدا ہوا عربی ترکی کا تہیا وار کا دل
شہید ہوا آج تک یہ کیفیت ہی کہ صبح کو پہلے گھوڑے ہی

پیش نظر آتے ہیں بعد اوسے جبرانی بار پائے ہیں اکثر یہ کہ
 زبان پر آیا بار بار ہر دریا خاصہ نے فرمایا کہ اگر گھوڑا گود میں لینے کے
 لائق ہوتا تو ہر وقت ہم بچوں کی طرح چہانی سے لکارتے گھڑا
 بار بناتے تلاش سے اوسے کے ہاتھ نایاب چیز آتی ہی جو صاحب
 مقدور ہی جو تندرہ یا بندہ مشہور ہی غرض کہ ہمارا جینے وہ گھوڑا
 پسند کیا بہت خوش ہو گیا سولہ سی رو قیمت اور دو سالہ رومال وغیرہ
 بطور خلعت دیا نام اوسکا سوداگر نے میرا بتایا تھا حقیقتاً ^{بامست} اسم
 تھا عجب راہوار تھا اگر برابر میرا تولد یا جاتا سزاوار تھا
 اوس زمانہ میں پچاس گھوڑے حضور کی سواری کے تھے
 وہ بچے شیر خوار انیلا مسنہ لونگامارا طاہر دار نہ تھا اور ونکی طرح ^{فرب}
 چلت پھرتے تیار نہ تھا اوسکی سواری کی جو بار نہ آئی ذیل میں پڑا رکھا

خصوصیت نہائی بعد چند روز خوب ہاتھ پاؤں نہ ہوا کھڑے نہ ہو سکا
 اور ہیرو نکالگو بایہ قدرت سینے میں بچے میں ہالاک ہو گئے
 لائق تہو تہنی تہی ایک ایک آنکھ او بلی پڑتی تھی غمیرین مویاں میں
 غم کی بو ہاتھ پاؤں پاکیزہ و محبوب سے مبرا جو رہند سے دور
 چالاک و چست چلنے میں مہم تھیں کنو تیان پیکان سے کیا کہ تھیں
 جلد ایسی کہ منہ نظر آتے تھوں پر مکتی سے بیٹھے تو پہلچا سے
 پیش و پس کیساں ہرن کی شوخیان تہاں کاٹرا نہیں غربت
 کی انتہا نہیں اگر پیٹ پر سواری تو گھوڑا ہوائے کہوڑے پر
 سواری پتا کمر کا اور وہ پہر کا بلند پرواز اوڑھنے میں شاہ مبار
 دم ہمیں برق سے تیز عت کے گے ہو اگر درگم ہاں
 پیک خیال سرور پر کیے تھے جس صرصر گرد قدم کیونکر پائے

باو نید آتر نہ قصہ کرو ہو دین کچل جائے منہ کی کہا اگر یہ دیا پھر جاسے
 سایہ دہو ہا کر پڑی پاتی بجا کا و ایرن میں عجیب شمع و شنگ گردش چشم ہی او
 ہاتھوں تنگ دین یکہین سیدین سوا بدین طاق و لقا پر زہر ان ٹکلیاں و ہتھین کہ
 نہایت وج سعادت کے جو زیر ان ہی دم چہور سیکے نگہ رانی
 شہزنگ زندگی میں اگر اسکا نام سن پاتا فوراً میرا کہتا ہے

یا قہر تھا آفت تھا قیامت تھا بلا تھا	یا آگ تھا پارہ تھا چھلا و اتھا ہوا تھا
--------------------------------------	--

گہوڑا کیا تھا عجیب چہرہ تھا خدا صد کہ مہاراجہ بہادر کو دل سے غریزہ تھا

خدا ہی پلینو کا حافظ و ناصر ہی نامی	کہ کل بھی رانی ہ صبا قمار انکھوین
-------------------------------------	-----------------------------------

تو کراموری تو قونی سراج الدولہ بہادر وہابی
 درشن سنگ و تارا جلی قلعہ پو یان

بحسب کتابکرمات مطابق ۲۷۸ فصلی میں پاکر مرحوم کی جگہ سراج الدولہ

آئے اور ہونے اپنے رنگ جمائے حضور مساوی طور رہا تاظم
 کچھ سختی کی نہ ہماراچینے اویسے محبت بڑھائی حضور نے بمشورہ
 ناظم جدید لکھنؤ کیل روانہ کیا اپنا علاقہ حضور تحصیل کرنا منظور تھا سراج الدولہ
 نے بھی لکھنؤ لکھ بھیجا کہ سرکار ہمارا راجہ بلرام پور کی درخواست منظور فرما
 بس علاقہ بلرام پور حضور تحصیل ہو گیا خاطر جمع ہوئی ہماراچ بیلا بلرام پور میں
 مدت سے مشتاق تھے تیرت کے لئے کیا جی راہ میں ہماراچ
 دو روز حال ہیضہ گیا گو بیماری سخت تھی مگر شافی مطلق میں صحت کامل دی
 دو مہینے بعد مراجعت کی یہاں ۱۲۹۹ھ فصلی شروع میں سراج الدولہ
 مندرجہ ہوئے درشن کے کوہ نظامت ہو گئی دوبارہ مشتاقان
 دیدار کو درشن دکھائے بلرام پور پر زہر کھائے ہوئے
 آئے یہ علاقہ گو حضور تحصیل تھا مگر ابکار شاہی کو رشوت دیکے

ایسی تحصیل میں کر لیا یہی اتفاق کی بات ہی کون موقوف ہوا کون
ناظم ہوئے جو ہمارا جیسے سے عداوت سے کہتے تھے ہی حاکم ہوئے

ہمارا بیچ اپنی دارالحکومت میں آپ کے ہر کاؤن پر دشمن سنگہ کا شہنشاہ بنا
بارہ صاحب کی ساری ملین کو اوکے شہنشاہ بنا یا فہمیں خوابہ شد کی

ایسے نمونے ہیں اس کے جان را آداب تسلیمات بجالائے جدا جدا چھا
ہر ایک کو سیکے کہا کہ اب بغیر ٹپے چار نہیں ستعد ہو ناظم

کہا کہ اسپارا تو رہتے ہی پہلے کو پہلے کا قلعہ گمیر لیا مٹا اودت
راجہ اکو نہ حاضر ہوا ناظم نے راجہ کو قید کر کے آپ ہی چھوڑ دیا چر

اس لیے کی کہ یہ خبر سنکے ہر ایک راجہ بابو خوف چلا اٹکا جو قابل
کر فار پینے کے ہی وہ کہان جا بٹکا اور مہا راج لکھا کہ ہم

جاسے تھے ہم کمال ستعد و منتظم ہو ہم یہاں تک آئے ہیں

مانع ہو کے اس پار کا خلعت تیسے لے لو گونڈے بہراج
 وغیرہ کی حکومت تمہاری ہی اوس پار کی نظامت ہماری ہی اس
 غیر آب و زمینگو سے ہمارا راج کمان کھڑے ہوئے کئے جواب کہتا
 کہ مجھے اس منصب کی کب لیاقت ہی بہرہ رسر آپ کی عنایت اور
 محبت ہی اس میں تو میرے ہی واسطے بہبودی بندہ بہر حال تعمیل حکم کو
 موجود ہی مگر چند شرطیں پہلے قبول فرمائیے پہر خلعت پہنا کر
 وہ کہیں کہ ناظم کے امکان سے باہر ہیں اور وکیل نے زبانی کہہ دیا
 کہ میں بنصرورت ہندانی قریب بلکہ وہ علاقہ بانسی ضلع گورکھپور تک
 جا کے بہت جلد پہنچا ہوں گھا دہر سنگہ کو سمجھائے جاتا ہوں
 بعد منظوری شرائط ہذا جو ناظم صاحب کا حکم آئیگا
 ہمارا کارندہ بجالائیگا واللہ اعلم وکیل نے یہ تحریر ناظم کو

و کمائی یا نہ و کمائی بہر کیف وکیل کی چالاکی کچھ کام نہ آتی اور ادھر حضور نے
 محلات و اسباب متعلقہ عمارتی انگریزی میں لیجانا مناسب جانا آخر مع
 مستورات ہندانی میں جایہ سکونت اختیار کی وہاں رہنے کی تکلیف تھی
 تیسے مکان کی نیوٹر گتی یہاں سے چلتے وقت مصلحتی کچا دھڑنگہ
 کا زندگی کو مہاراج نے سمجھا دیا تھا طب یا بس سکھا دیا تھا کہ درشن سنگ
 ابھی دوڑیں اگر آئیں تو جب تک میں نہ آؤں اپنی طرف سے نہ بگاڑنا ان باتوں
 خیالات ضرور میں سوائے فرمانبرداری اور ادائے نر یا لکھاری اور کچھ
 خیال نہ کرنا ورنہ صورت فساد ہوگی رعایا مفت میں برباد ہوگی لکھنؤ میں
 امر کسی کی تیر سے نہیں رکتا مہاراج کا او دھڑ جانا اور درشن سنگ
 کا او دھڑ آنا قریب ہی مت ریب ہوا سب جانتے تھے کہ موکب
 جلد و جدال کیا گیا۔ اکیا مہاراج پوٹا نہیں مرنے کا علم کو نفسانیت سے نے

ستایا بارادہ غارت گری کہ ہمیشہ کی عادت تھی فوج کثیر لیکے چوہان پر
 چڑھ آیا کجاوہر سنگہ پیغام بھیجا کہ ہم رعایا سرکار سے مین زر سرکار دے
 کو موجود حاضر حضورین بقصورین جو کچھ درکار ہو لیجئے سبب پوچھن بیان
 کیجئے نہرا کچھ کہا اوسنے اس کان سنا اوس کان اڑا دیا بلاتامل توپ
 فیر کرنا شروع کیا بقول شخصے جو کوئی ہمیں نہ مارے تو ہم سارے جہانکو ماریں
 کہہنی ہارین گجاوہر سنگہ بھی ناچار توپوں سے لڑا چاروں اڑا جب کچھ
 نہ ہو سکا حیران ہوا نہایت پریشان ہوا مولف

یہ سبب ہی راغضب کی بر شعلہ فتن	کسی نی سچ کہتا نامی تباہندہ پای رفتن
--------------------------------	--------------------------------------

سے نیک سے شتمہ جانکا	لی فوج کو قلعے میں چھوڑا آپ تنہا جنگل کی راہ لی
----------------------	---

شمشیر زارین چون کند کیسے	ناکس بتیت نشود ای حکیم کس
--------------------------	---------------------------

فوج بیسری دل ہار کے	بلا میں گہری ناظم کے لوگ ایک ہی پٹنے
---------------------	--------------------------------------

اندرونِ قلعہ پہنچے طرفین سے کچھ باتہ تلوار کے چل گئے جرنیل راسخ
 مہاراج کے مصالیح چند اشخاص پیسہ بہت سے ادائی گرفتار ہو
 کچھ بہاگ کے ہر پیر بچل گئے آبرو ڈبو گئے فاضل ہون نے
 تمام اثاثہ البیت نقد جنس اموال صامت ناطق سب لوٹ لیا
 کیسا تمام غلامیہ میں آچکا تھا خوب تباہ و برباد کیا او دیر کجا دیر سنگہ
 بہاگنا بھی دشوار ہوا آخر جنگل میں یہی گرفتار ہوا مہاراج کو یہ خبر
 کمال ملال ہوا مگر اس وقت کیا ہو سکتا تھا چند روز دم بخود مہین رہا
 انواع مصائب سے اسے از انجملہ بیماری ہیضہ ایسی شروع ہوئی کہ دماغ
 کے واسطے قضا سے مہر مگر مفاجات تھی سرکار میں
 جسد گہور تھے مصرع
 رہرو میدانِ عدم ہو گئے
 فقط پیر اگر سب گہوڑو کی جان تھا باقی رہ گیا سبکی روحینِ کھلکے

کو یا اوسے غالب بن گئیں اونچاں گہڑوں کی طاقتیں جسم میں آگئیں ایک تو
 حضور کو ملائے کہ چھوٹے کا رنج کمال تھا تو دوسرے گہڑوں کے
 مرنے کا صدمہ جاگھا ہوا قال میں کیونکر آئیے جو دکھا حال تھا مجھ کو
 اپنے وکیل کو مع عرضی درشن سنکہ پاس پہنچا کہ ہمیں ایسا کیا
 ہوا تھا جسکے عوض میں آپ اس طرح پیش آئے سیکڑوں جانیں
 ہزاروں روپے خاک میں ملائے ہم اب بھی حکم سے نہیں قاصر
 زرا نگذارے واجبی دینے کو حاضر ہیں وہ ایسی کب سنتے
 عجب و رعوت مانع سماعت ہوئی بقول سلیمان صاحب بہادر
 کیا کب اضرابی عمال کی بدولت ہوئی پندار سے اندیشہ نال
 نہ کیا علاقہ بلرام پور خام کر کے پہر کچہ خیال نہ کیا چہ مینے تک ہاتھ
 خوشامد کی تھا اگرچہ نختار نے بھی بطاحہ بہت کد کی

مذتوں باعث گفت و شنید رہا فضول وعدو وعید رہا کوئی بات
 ہمارے چہرے کی سچی نیاتی اوسے بھی سرسراٹھم ہی کی طرف داری کی



ایک دن ساکنانِ ہند انی ایک شیر کی تہی طرح جسے خبر لائے ہمارا راج کوست
 ملے اشتیاق لوائے اکثر نے کہا کہ چنیت رائے کے کوٹہ میں کہ یہاں سے یہی
 ایک شیر تہا ہی بڑا خوانوار بہت پرانا ہی بعضوں نے کہا شیر نہیں ہو ہوتا ہی
 جب تو آپ کو ہر طرح سے دکھائے کہ لوگوں کو ڈرانا ہی مشکل نہ ہو کہ
 چنیت جاننا ہی حضور یا تین سیکے مسکرا فرمایا ہم بھی دیکھیں گے کوئی کہتے
 فیلبان مبارک تنہی کس لائے اور خدا مسکار سے کہا ہماری فلاں
 بسندوق دفنالی لانا ہمارا راج کوستعدیا کے اونہیں
 خبر سامانوں نے منع کیا نہ مانا آخر سوار ہو کے جو نشان سنا

زمین پہنچے قرب تالاب تھا وہاں جو آئے بہت سے جانوروں کے پاؤں کے

نشان پاسو پچے کہ یہاں کا شہر نامراد کہا ہے گا شکار بہت ہاتھ آئیگا

فیل بانگے کھمبے ہیں بڑا ہوں تو مکان پر جا ایک اور بندوق اسو ہے

ضرور بندوق تنہائی بھی منظور تھی کہ وہ جیت اکیلے ہی میں آئے

جب جانیں کہ بہت ہمیں کچھ آسیب پہنچا ہے فیل بانگو بھیجے

آپ ایک دخت پر چڑھ گئے تھوڑی دیر بعد ایک سوہنئیس کے برابر فضا

بخبر اوستا لاپ پر آگے پانی پینے لگا بندوق تو بھری ہوئی پاس تھی

زور پر پائے کے مہاراج نے اوسی پر خالی کر دی باوجود تاریکی گولی

خطانہ کی دل ٹھنڈ کر نے آیا تھا خود ٹھنڈ ٹٹا ہو گیا خوگ کا دشتو ہی

کہ گولی کہا کے چلا تا ہی سخت جانی اسپرستم ہی جب تک سرد

نہو جائے بلاتا ہی اوسکی آواز کے ساتھ ہی ایک شیرنی آئے

شور کو دبا بیٹھی یک نہ شد و شد او سپر ہی بندوق لگاتی او سی کے
 پاس او کی بھی لاش سلائی ساتھ ہی اس کے ایک شیر بہت بڑا خدا جانی
 کہا نیسے آئے کے اوس شیرنی کو سو گنہمنے لگا اب کیا کریں دونوں
 نارین بہری ہوئیں تہیں خالی ہو گئیں تینے میں فیلبان سے بھی
 بندوق کی آوارہ سینگے کو لی کی طرح اب کو حضور پاس پہنچا یا بندوق
 صبح باروت و عیرہ لے آیا ہاتھی کی آمد سے شیر ہوڑی و درخت
 گھناس میں ٹن کار سے لگا اپنی مادہ کے لئے ڈار میں مارنے لگا
 مہاراج فیلبان کو آہستہ سے بلایا تیسرے شکار کی فکر میں کہ خاص امی کے
 دل سے آتے تھے سو ایر ہو اندر میرا ہو گیا تھا فیلبان سے کہا کہ
 کہیں سے روشنی کا سامان لے آفطر روشنی مقصود نہی کچھ نہ ملانو گئی او
 آگ خدا جلنے کہا نیسے لے کے موجود کی حضور نے راوی کی

یعنی فیلبان کی چادر گہی مین بہگو کر بطور شعل روشن کی اور آگے
 دکھانے کے واسطے فیلبان کی اس کیفیت ہی کہ ہمارا جہد و قوت
 ناپنے ہوئے لبلبی پر پاتہ شیر کو ڈھونڈہیتے پہرے میں کہ ذرا بظن
 آئے تو حار اتنا جیسے ہی ہاتھی قریب شیر کے پہنچا شیر ٹپا دیا
 بند و قوت چلکتی گولی شیر کی کمر کی ہڈی توڑ کے نکل گئی وہ جست کرتے
 بتنی کی سوڈ پر آیا مبارک تہنی نے کہ شکار پر سید ہی ہوئی تھی چوہ خالی
 جب زمین پر گرا تو جھپٹ کے پاؤں سے دبایا اس کے چمکنے
 ہمارا جہد و قوت فیل سینے زمین پر آئے شیر کی دیکے پاس گرے
 صدمہ بہت آیا مگر شیر کی چوٹ سے خدایہ بچا یا پھرتی کر کے
 رسی کے سہارے پہر تہنی پر چڑھ گئے غصہ جو آیا فیلبان کو ایک
 کہو نسا کا یا کہ تیجے سو جتا نہیں تہنی اوسی حیثیت سے

جھکی ہوئی ہی اوٹھاتا نہیں اوسنے مٹنی کو اوٹھایا تو شعل کو گرایا مٹنی کے

دوبائے۔ یہ شیر کا کام ہو گیا کچھ جان باقی ہی سانس کی آواز پر ایک

اور گولی لگائی قصہ تمام ہو گیا اوسی گاؤں سے دو چار آدمی بلوائے

شیر کو ہاتھوں ہاتھ ہاتھی پر لدوا کے اپنی سکونت پر تشر لائے

اون خبر سناؤ نکو بلا کے کہا کہ کیوں اب بھی نہ قائل ہو گے ہماری

کیسی تلاش ہی جیسے تم بہتہنا کہتے تھے دیکھو یہ اوس کی لاش ہی کسی نے

کہا آپ گسٹان میں کسی نے کہا آپ رستم تو ان میں

ہمارے کاتنگ کی گورکھ پور جانا اور انواع تدبیر ناظم کو سنانا او

معظم خان میواتی کا ناظم کی طرف سے بد رخواست

صلح ہمارے کی ختمیں آنا

نیل ایک دن میان صحرا ہندانی شکار کیلئے میں کلکڑید صبا بہادر بن

گورکھ پور سے کہ ہمارے کے دوست قدیم تھے اتفاقاً ملاقات

ہو گئی تھی سرگذشت گذشتہ یعنی ظالم ظالم مہاراج کی رہا سکیے اوہوں نے
 اس طرح خاطر جمعی کی تھی کہ حق الوسع کوشش کرو کوئی صورت نہ ہو تو ہمارے
 پاس چلے آنا بیفائدہ اوقات نہ گنوانا باہودیکہ اس علاقے سے
 علحدہ وہ سرزمین ہی معاملات ملک شاہ اووہین چین کچھ دخل
 نہیں ہی لیکن آپ کے بار میں پیروی کرین گے تدبیر اپنا کام
 آئندہ خدا کے ہاتھ انجام ہی چاہی آدمی کو کسی کی نیکی بدی کا
 اختیار کم ہی اسٹی منی والہ انام من اللہ قول فصحا بے عز
 ہی عرض کہ صاحب سے مہاراج نے اپنے آپ کا
 وعدہ کیا وہ رخصت ہوئے گئے گورکھ پور گئے حضور نے
 اپنی قیام گاہ کا رستہ لیا اب نہایت حیران ہوئے خرچ کی طرف
 سے روپیہ کہاں سے آئے معاملات ملکی میں اس قدر فساد پھوٹا ہے

ایک ایک تہا ہی تکلیف سے گہرا یا اغری نے جمع ہو سکے یہ مشورہ
 تہا یا کہ اب جہانگ ہو سکے ہم بھی سکے ناظم کو سائین علاقہ ٹوین
 کہا تین گویا بات خلاف طبع عالی تھی مگر ناچار ہو کے ہمارا راجہ
 پسند کی دوران دیشی سے پہلے کلکٹر ریڈ صاحب در سابق البیان
 تحریر طلب کیا صاحب موصوف نے حضور کو فوراً اپنے پاس طلب کیا
 ادھر سے تو نا امید ہو ہی چکے تھے موافق تقریر و تحریر کلکٹر
 ہمارا راجہ گورکھ پور روانہ ہو آؤ نہ کی خبر کیا کیا ہوئے در میان راہ
 انہی ندی کے کنارے مگر گاؤ تین کی فیر کے مزار پر معتبر شگہ ناز
 وائے نئے نیپال ہنر خصال سے کہ لاہور سے معاودت کر کے نیپال
 جاتے تھے ملاقات ہوئی گوشناسانی نہ تھے مگر فیا سے
 رئیس جلی کے مہربان کمال ہوئے ہمارے چیمسٹر مال ہوئے

تمام سرگذشت اور باعثِ سفر سینکے پر آگندہ خاطر و نشان ہوا گشت

بندان ہوزبانی بہت سا اطمینان کیا حضور کو اپنے ساتھ لیا بعد ^{قطع}

مراحل گورکھ پور پہنچے دو تین مہینے ایک جگہ رہے مقبرہ سنگ ^{عجب}

مرد مقبول ریڈ صاحب کو بھی مہاراج کی ملاقات بہت خوشی ہو

پہر تسلی دی انگریز لوگ خصوصاً حکام کہ اپنے وعدے ^{سچے}

قول کے پورے ہوتے ہیں بحکم الکفریم اذ اوعدہ و غار ریڈ صاحب نے

اپنے نزدیک کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا سوائے زرنٹ

لکھنؤ اور یہی جن جن دوستوں عزیزوں کو اپنے سرکار شاہی سے

واسطہ تھا اوں کو اپنے خانگی خطوں میں بطور سعی مہاراج کا حال لکھا

مکبر سبب غیر ضلع کے کہ مفید نہ ہو حضور نے ایک ریانہ بامید درستی ^{ملم}

گورکھ پور میں قیام کیا آخر ایو سی نے جہک کے سلام کیا

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا
بس عجم یا س جی گہرا گیا

ریڈ صاحب نے بھی مہاراج سے ناچار ہو کر کہا کہ ہم مجبور ہیں تم جا سکتے ہو
اب جو کچھ ہو سکے کرو یہ سینے کے مقبرہ سنگہ نے خوب بات تجویز کی

مہاراج کو یہ صلاح دی کہ ناظم بخوف منظر آپ کے علاقے سے
روپیہ تحصیل رہا ہی مفتحم ملک پر مہاراج ہی اسکی آمدنی بند کر دے۔ مجھے

بس یہی مسئلہ ہی صلاح ہی حضور نے ہوا بدیا کہ بغیر رعایا پر شدت کیے
تحصیل بند نہیں ہو سکتی ہی بڑی مشکل تو یہی ہی اگر یہاں سے کچھ فتور کیا

تو کلکڑ صاحب کے خلاف ہو گا ورنہ ہونے لگا کہ ہم ہمارے ملک میں

بیٹہ کے شوق سے دشمن کو ستاؤ ہرگز نہ خصلت نہ و آخر یہی کہا

مہاراج نے بھی اسری دت سنگہ برادر خاں راوی سے کہا کہ ہماری

طبیعت عاجز آتی کوئی بات نہیں آتی اب تامل کا کام نہیں ہم
ای مامون

سچ لہجہ کے کچھ شہنشاہ کا مقام نہیں تم چار ہزار آدمی ایسے ناظم و سرپرست
 قتل عام کرو لو بھوکو اور اس کا زندہ نکلے ام کا جس نے ہمارے دشمن سے
 ملے یہ آفت برپا کی ہی سرکٹ لاؤ جسے شاد و نہ نیک نہاد عین ملی
 کی دہریہ کو بلرام پور چار ہزار سپاہی قلمند ساتھ آئے تھے
 چار طرف کھمبیر لیا ناظم کی جانب سے محمد علی خان بلوچ یہاں قابض
 دو ہزار آدمی اوس کے ساتھ جنگ قرار واقعی ہوئی بہت آدمی
 مارے کچھ گرفتار کیے باقی فوج حد و بہاگ گئی ایک پچیس ہزار
 کا زندہ کامر مع سرسید اختر اور ادا تمام بلرام پور پر قبضہ کیا
 دیرہ ذوق قابض رہے مگر مضبوطی بخوبی نہ ہوتی تھی اس لحاظ سے
 چھوڑ کے پہاڑ کی طرف چلے گئے چوتھے دن دشمن سنگہ نہ خبر سنکے
 خود دھڑا آئے فوج قاہرہ دشمن میز اس سے لائے دور تک پہنچا

مگر مقابلہ نہیں ہوا اب تو طازمان حضور دہڑا دہڑا کہ زنی کرنے لگے
 ناظم کے لوگ نام دے لگے قیامت پیرانی جہان ات ہوئی صبح کو
 زندہ آؤ تو جانا کہ جان بچی دوبارہ حیات ہوئی پہلے معرکے کاں مہاراج
 کو رکھ پورین و نام خد سگار نے جا سنایا وہاں و نام کا نام منڈی رکھ دیا تھا
 اس واسطے کہ ہڑو کی حال ناظم صاحب ضلع کو رکھ پور کو مفصل لکھتے
 کہ ابکی دفع فلان فلان نام کے آدمی علاقہ کو اسے تھے مصلحت مہاراج نے
 سب طازیمو نام بدل دیے ناظم نے بہت خاک اوڑائی مگر مہاراج
 ڈاکہ زنی ثابت نہ کر سکے ہر رو بکاری میں منہ کی کھائی مہاراج نے
 یہ حکمت کی تھی کہ کتابت درشن سنگہ سے بھی جاری رکھی اور
 ہر روز کچھ سری میں رو بکاری کو بھی موجود ہوئے ناظم کے قصد
 و خیالات محض بیسود ہوئے صاحب ضلع نے ہر دفع رو بکاری

خارج کر دی اخیر کو ہمارا چٹا لکھی کہ یہاں اب تمہارا رہنا مصلحت نہیں باقی کا
 انتشار ہی ہر روز زنگاری رو بکار ہی کبت تک تکلیف اوٹھاؤ گے ہر روز
 نئے جواب کہاں سے لائے گے اور واقعی تمہیں دستی سے انوائج لکھا
 سامنا تھا دھم دھم دل کی زیادتی تھی روپے کا توڑا تھا مجبور وہ مقام
 چھوڑنا پڑا مفت میں مبتلا تے زحمت ہو اندھوہ ناک صاحب مغری الیہ
 ہمارا چرخصت ہو گیا بلکہ ہمیں متعلقین کے پاس آئے وہ حجر نصیب
 اپنی اپنی دل کی کیفیت زبان پر لا گئی دن بعد آٹھ خات میوانی کارندہ محمد علی خان
 بلوچ نائب درشن سنگھ کا خط ہمارا چر پاس آیا مطلب تھا کہ آپ
 بہت تکلیف اوٹھا چکے اور مجھ کو بھی نہایت سستی بہتر رہی کہ
 نئے ڈانڈیے پر آئے اور کچھ خیال دل میں نہ لائے خود
 چر پاس آئیں گے ناظم صاحب کا حکم مفصل سنائیں گے

مقدمہ کی بخوبی آپ کے حسبِ لخواہ صورت ہو جائیے گی خلاف آپ کے
 کوئی بات ہماری ذات سے ظہور نہیں آئی اور اس خط کے پیشتر ناظم کو
 عاجز سمجھ کر اب بہت تنگ آئے ہیں اور ان کے کہا گئے ہیں نہیں ہیں
 راہ پر آئیں ہماری درخواست منظور فرمائیں ہمارے یہ محمد علی خان نائب ناظم
 ناظم سے مضمون کا خط بھیجا تھا کہ ناظم صاحب جو کچھ ہمارے ساتھ کیا وہ ہماری
 کیا ہوا تھا خیر انچہ گذشت گذشت نصی نصی اب آپ کی دستگیری جاہلستان
 میرے مقدمے میں پروٹیجے اگر میرا راج ندین کو چنانکا بخش سرکاری
 وہی دلواد محمد علی خان نے یہ مضمون ناظم کو سنایا ناظم نے جواب دیکھا کہ
 مضمون لکھا گیا ہی معظم خان کے نام ہمارا جو ہوا یا خود مضمون بطور
 موافق اس خط کے معظم خان مذکور کو زبانی پیام دیکے حضور کی خدمت میں
 وہ ایک گھر باران دہ تلخی روزگار شہید انکا کل بائیں میں کل

منّت مرا عیشِ احیٰ کے دن مگر اودھر عقل کو زوال ہی اودھر طبع کو جودت
 موافق اقبال ہی وہاں اوبار یہاں نخت یار یہ سب عنایت الہی کا سبب
 اودھر کی حماقت اودھر کا زور طبعیت منصف سے داد طلب ہی

معظم خان کا مہاراج پاپس آئی اقم تیر پو پھیلانا اور ہمارا ج
 بہاے نیسے روپی منگو انا اور دھوکا دیکی روپی لیکر
 جیل سے مہاراج گنج کی طرف جانا اور راہ میں افغی
 خواخوڑ کو مار سیکے مہاراج گنج میں پہنچنا اور
 وہاں سی مبالغہ باقیہ معظم خان سی طلب فرمانا

پلا مجھ کو ساقی شراب فریب کہ جاتا رہا خوف روز حسیب

عدو کی ہر اک بات میں زور ہی مجھ ہی دعا و سنی منظور ہی

وہ ہوشہ جستی نہ بہکی زبان دکھاؤں طبعیت کی چالاکیاں

کرو کشایانِ مکرو حیله و تزویر و راز شناسانِ خرمیہ تقریرِ مظهرِ مین کہ بعد
 معظم خان ہمارے سے کہا کہ ناظم صاحب فرماتے ہیں آپ کی
 بہتری کے لئے سمجھاتے ہیں کہ آپ نے کسوجہ علالت کی بربادی پر
 کمر باندھ ہی رہا کیا کو اذیت دی ہی سزا آدھی تباہی خرابی میں خالق
 جو کچھ درخواست ہو ہم سے بیان کیجئے اسکا جواب خوب سمجھ
 دیجئے یہ تو رقم قبل اسکے لکھ چکا ہی کہ آقا سے ناراض نہ بنیے عارض
 و کمال اپنا حال راز ناظم سے اظہار کر چکے تھے مگر کہ نہایت
 ہوتی تھی خود پسندی سے بی پرواہی کی تھی اب خود مستعدی
 صلح ہو سکے آپ شکار کو بھی جانور نے شیر پر کے شکر سبب اسباب کیا

ایسی مغرور کی جھکی گردن | یہ بھی اک شانِ کبریائی ہی

جب دن آتے ہیں تو دشمن دوست ہو ہیں خود بخود کام بخاتے ہیں

بعد نویدی بسی امید باست

در پس ظلمت بسی خورشید باست

الغرض ہمارا تاج دریا تفکر میں غوطہ لگایا بہت جلد گو ہر مقصود پایا معظم خان کو
طرف مخاطب کیا یہ جواب دیا کہ اول دست آویہ ہی کہ علاقہ ہمارا جمع واجبات
سپر دود و سری یہ کہ جو ہمارا مال و اسباب بغیر فصول و لیا ہی و پھر
اگر یہ کہ نہ ہو سکے تو جو نا کار مبلغ اونچا پس ہزار بخشش شاہان قدیم و
وہ مندرج آوی استحقاق آبا و اجداد ہی اگر شک ہو دیکھ لو ہم ہر طور او
مستحق ہیں ہمیں دو چہرہ کہ ہمارا ج و ملین سمجھتے تھے کہ جو باتیں
ہمیں بین رشتہ کے تعلق کہ ہمیں بین کا ظہور محال ہی مفائدہ قبل و قال
ناظم صاحب ازلی سعید ہیں یہ امور او نیکے آثار ظاہری و باطنی
بہت سعید ہیں مگر جیسا انہوں نے سوال کیا مصلحت
وقت با نیکے ویسا جواب دیا یہ سب کچھ سینکے خان مذکور ہوئے

سطر کہا گفتگو کہو یہ کہ خاطر جمع رہے اللہ اکبر کا غنچہ امید
 یہ تقریر ہم مول کو تحریر کرتے ہیں تین دن بعد اس کا جواب ملے گا
 بعد میں دعا و مقررہ خوان دعویٰ الیہ یہ جواب کا تجویز مول کو خوب تر تو رہنا
 آئے یہ قصہ تھا کہ پڑھ دیتے تھے اور حسب اپنا مطلب دوسرے کو عقل
 جاننا عین حیاقت ہی انجام میں لٹ خفت ہی جو بہت دور پہرتے ہیں
 ایک دن ہو کر کہا کے منہ کے بل گرتے ہیں کسی نے سچ کہا
 ہر فرعون نے رامو سا حاصل کلام یہ کہ معظم خان ہمارا جیسے عرض کی
 کہ جو کچھ مرضی حضور ہی وہ ہمارے مول کو بدل منظور ہی یہ لکھا ہی کہ
 اونچا اس ہزار روپے نقدی ناکارو بشرطیکہ یہ اقرار نامہ پنی
 عہد سے لکھ دو کہ اس تاریخ سے ہم ڈاکہ زنی نکرین گے خلق اللہ
 دست شفقت دہرین گے یہ تیز فقرہ سنتے ہی ہمارا ج کے

کان کھڑے ہوئے جلد پیک نیال کو میں ان وسیع مطالب میں ڈرایا
 فوراً ذہن میں آیا کہ یہ جو روپیہ دینے والا تہ دامن ہی اس طرح لینے
 پہنسنے کا ڈلا کلام ہی کہات یوں نظر آتی ہی نہیں دیکھی یہ راہ بتاتی ہی
 کہ میں ایمانی ناظم تصور کر کے لو سکا جعل اوسے پر پینک دیجے
 اور وہ کو دانائی سے اوٹھا لیجے جب عقل میں آیا تو مہاراج نے
 خافصاحب بظفت خوبی فرمایا کہ ہم دست آور نہ بخشی لکھدین گئے مگر
 حضرت کمال ہی تمام پوچھا کہ شت لین گئے اوہ تو نے کہا بہت بہتر آپ
 توقف فرمائیں اگر حکم ہو تو ہم اسکا بھی جواب منگو ایسے خلاصہ یہ کہ پھر ناظم
 ناظم کی تحریز منگو آئی تین دن بعد آ کے مہاراج کو یہ خوشخبری سنائی
 کہ روپیہ آتا ہی وہاں سے روانہ ہو چکا ہی چار دن بعد محاذ نظر بہت
 روپے گئے ہاتھیوں پر توڑے ارسال کی طرح لے گئے ہوئے

جس کا نام ہو گا نصف نقدی نامکار آتی تو حضور نے یہ ہندی مثل فرمائی مثل

جودہن دیکھو سرسجات	تو آدھا بانٹ دیجیو تات
--------------------	------------------------

خیل سے نیک چلنے کے یہی غنیمت ہی بہا گئے کی لنگوٹی بہت قیمتی ہے

بانٹ تقویت ہی اسے میں خان صاحب سوار ہو کر مع چند اشخاص حضور

پاس تھے بہت کھریٹے خراج گزاروں کی طرح یہ زبان پر لاکھ آدھا پڑو

آئی ہی اسے لے لے اور اقرار نامہ مطابق اس مسودہ جو ہمارے پاس ہے

لکھتے تھے حسب تحریر یادداشت آؤنر لین گئے باقی روپیہ ہم جا کے

بعد تصدیق اقرار نامہ ایک عشرے کے اندر پہنچا دین اگر عمارت

قول کا اعتبار نہ ہو تو پریشوری دیال قانون کو اسی وقت ضمانت سے لے

موجودہن آپ کی خوشی سے ہم بھی خوش ہو رہے ہیں سب طرح نیک

کرتے رہے تھے اپنی کارگزاری پر ناز تھا عجیب و غرور دمساز تھا

ہوشیاری پر نگاہِ شام و سحر تہی تقدیر کے لکھنے کی خبر تہی ہمارا ج کو

وہ تحریر و لکھنے کے حد سے زیادہ فکر نہونی و یر تک غور کی کہ یہ عبارت

کسی طرح بدترجما ہمارے کا غدین مضمون نہ ہو پاس نہ کیا تدبیر کیجئے

کیونکہ ایک فقرہ بدل دیجئے اگر اختلاف عبارت اپنے ذرا ہی کہلجائے گا

تو یہ روپیہ کثیر آیا ہوا ہے سے جائیگا اخیر کو یہ طریقہ دلیمن ٹھہرایا شحہ

بڑی تلاش سے اس مضمون گریزان کو باندہ لایا کہ اکیلا نہ ہنستا بہلا

بدون ایک اور راز دان کے کچھ نہیں ہوتا اشارے سے منشی کی سچے

کیونکہ نہ ایک اس وقت کسی حیلے سے ٹالنا چاہی بہر سچے کے سچے لیا

گو اس وقت منشی ہندی ہر قدیم ملازم حاضر تھے علم ہندی فارسی پر خوب

قادر تھے و بر اندیش خیر خواہ نیک اساس طباع مقدمہ فہم نکتہ شناس

لیکن بغیر فرصت و وقت و تخلیہ اس امر فریب آمیز فتنہ انگیز کا

مشورہ اور غیر ممکن تھا اس خیال کے ہمارے خاندان کو اور قانون کو مستطور کہ دونوں
 ساتھ ہی آئیے کہہ کیا یہ قول معاملہ پور پہلی نوازش ناظم صاحب کی بیمار حال پر
 آج ہی سے رفع شری لین دین کے لئے ساعت نیک کار ہی پند
 سعد و شمس گئی کے پوچھنے کا انتظار ہی حسین جانین کو استفادہ
 روز بروز محبت زیادہ ہو رہی تھی کہ یہ پسند آیا خوش ہو کے دونوں جہان
 نمایاں بہت اچھی بات ہی رہے ہندو مسلمان قابل اثر ساعات ہی
 ہمارے آئے کہا بدین بہت آچکا ہی سب صاحب کہا نا کہا بدین
 ہم ہی بد کے رسوائی سے فراغت پاس کے پندت کو بدایتیں بس محفل
 پر خاصت ہوئی یہ سنے اپنے اپنے تمام گاہ کی راہ لی حضور
 علیہ نقشبے دہر کو بلایا اسطور پر سمجھا یا کہ جب میں خاتما صاحب
 مسودہ اقرار نامہ نقل تھے تو ان میں صاف کہے کہ دونوں تو عبارت

او کی بدل و نیا جواب نمون بر محل دینا جس مقام پر یہ لکھا ہی کہ آج کی تاریخ سے
 ڈاکہ زنی ہرگز نہ کرو گا خلق خدا کو امن و ن کامن پر یہ ہو کہ خلعت رعایا
 کی اینٹنی کرو گا اور ڈاکو وں اور یہ معاشوں کو جہانتک جھمکے ہو سکے گا
 اپنے عیلامیں آئے نہ دو گا فقط ^{۲۴۹} ایک کا یہ قرار ہی اور ^{۲۵۰} اپنے
 مجھے اپنے فعل کا اختیار ہی و باقی عبارت مطابق اصل لکھنا مضائقہ
 کیا ہی اس سن میں ایک ہی ہینڈ تو باقی رہ گیا ہی بعد اسکے مستحق و علم
 خدا شکار کو کہ بڑا ہوشیار نہایت چست چالاک کمال بیباک ذات کا
 اہمیر تھا حضور نے اپنے پاس بلایا سمجھائیے کہ طور سے یہ فرمایا کہ خبر
 یہ راز کسی سے نہ کہنا جب میں معظم خان پاس جاؤں تو کہیں گا کہ میں رہنا
 جسوقت خان صاحب سے روپے لیکے گنواؤں اور پرکھوں
 تھیلوں میں ہر واؤں یہاں تک کہ نہروں سے ہی فراغت پاچوں

سب توڑے اپنے قبضے میں لاکھوں و سوقت تو گہرا ہوا پر
 صورت بنا کر شاہوت چہرے کے پانی جاسے گرتا پڑا آنا زبان پر لانا
 کہ حضور یہاں کیا بیٹھے ہیں گہر میں سینے کے دینے پر یہ ہیں
 بدحواس سب چھوٹے بڑے ہیں فی بیماری سخت ہو گئی ہی بہت
 جی نڈہاں ہی عجب حال ہی جلد چلتے دیر نہ کیجئے اگر کوئی دو مکان تو
 دیجئے یہ سب باتیں اویسے سکھایے کہ ہمارا ج موافق دستور
 تہوڑ دن یہ ہوا کہایے کہوڑے پر سوار ہوئے ہمراہ چند خدمتگاران
 جب کہایے پہرے تو قریب شام آہستہ خرام کہوڑے کو
 ٹھہراتے ہوئے معظمنان اور قانونگو کی فرود گاہ پر پہنچے ان
 دونوں کو پہلے ہی اپنی نخل سرا سے دو کوس کے فاصلے پر
 رانی جوت گاؤں میں ایک پہلے آدمی کے دروازہ پر پہنچیاں

حضور نے اوتروایا تھا کہ بارش کے دن میں انہیں بہت دھوپ
 پہنچا پڑے گا سو اس کے یہی ایک سبب تھا حکمتِ علی ہی چاہتی تھی
 بعد سے یہ مطلب تھا کہ دیوارِ حم گوش دارِ قریب کے قریب سے
 شاید دروازے باز ہو مبادا افشاہی سے راز ہو اس لیے یہی بہتر ہی کہ
 قیامِ اتحاد و تشریف میں ہمارے ساتھ کے آدمیوں کی آمد و رفت ان
 لوگوں کی نگاہ سے محفوظ و مستور رہے اور دہر جو ہر ایک قریب و
 آلودہ تھا تو ادھر ہی دھوکا دینے کا ارادہ تھا گو مگو کا سودا تھا
 عقل و حق میں جنگ تھی طرفہ معاملے میں درپیش تھے غرض کہ
 خان اور قاضی و نگو مہاراج کو اپنی طرف آہوئے دیکھ کے بطور
 پیشوائی بخندانِ پشانی آئے آئے کہتے ہوئے دور
 حضور اون دنوں میں بہت طرح کے لوگ اوٹھا چکے تھے مگر آریا

بین تہیں بہت کچھ بے ہاتھ آچکے تھے ہم تن گوش و چشم تھے
 ہوشیاری بہت تھی پہلا اون کوڑھ مغروں کے گہرے سے کب بہتر
 فوراً دل لگنا، نے بہا یا یہ ذہن میں آیا کہ اگر میں کہوڑے سے
 اوتر آؤں گھر کے اندر نہشت ہوگی یہاں مجمع کشمیری ہر ایک مفسد و
 شہر پر ہی انکی دغا شکاری میں کلام نہیں میرے ساتھ آدمی کا نام
 نہیں ایک کی دار و دیو ہو گئے ہیں اگر گرفتار کر لے کے قصہ سے
 انہوں نے گہر لیا تو کہیں نہ پڑے گا کبھی کبھی جوانوں کا
 تنہا کیا کر لوں گا سوچ کے جوان یا کہ اس کہوڑے سے کب ہاتھ سے
 مجبور ہیں اور پھر کچھ غدر ہوں مجھے ساتھ پہنچے جیسے بگیا
 کہوڑا دوڑے بہت نہیں سکتا ہی تھا اچھا کیا کہوں کل سے
 کہوں کہ ہاتھ لگاؤ گئے ہیں بلکہ جا بھی اس وقت لے نہ ہاتھ سے

دو اکھڑا نا ہی کوئی دوسرا آدمی نہیں بہت گہرا تاہون کل سے خود کہانا
 پکاتا ہون و جب فی اسوقت یہاں انکی فقط اتنی بات کہنی نہی کہ پٹت بنے
 دوسا عین نیک ٹھہرائی مین او نیکے چار مین دونوں اس مقدمے کے لئے
 اچھی آتی مین ایک تو کل بنی وجہ اوسط کی ہی یعنی نہ اچھی ہی نہ بری
 اور ایک آٹھ روز بعد آئے گی وہ خوب و نیک ہر طرح پر ہی بہار
 را کے مین یون آتا ہی کہ دیر آید درست آید وہی قرار دیجاتا تو بہتر ہی جب
 حضور معاملہ ایک ہفتے پر پہنچا تو اون مین سے ہر ایک گہرا گیا خان
 وقانونگو کہنے لگے کہ آپ ہی منصف ہون یہ برسات کے ایام ایسا
 خراب مقام مکان اسقدر تنگ ہی کہ گھٹ گھٹ کے لیون پر دم آتا
 ہر ایک زندگی سے تنگ ہی جنگل جو قریب تر ہی مکھیاں ستاتی ہیں
 سانپ پھوڑکا ڈہری علاوہ ان سے رسد بھی کم آتی ہی سب پر

طرہ یہی کہ روپیے کی نگہبانی میں جائے گئے جائے گئے جان جاتی ہی
 اگر باری رضامندی منظور ہی توکل ہی یہ مسودہ اقرار نامہ صاف
 اس میں تڑپ نہ خلاف ہو اپنی ہرود دستخط کر کے ہمیں دیے جو پور
 روپیے گنوائے لیجے ہم کہ یہ طرح جلد خصت ہو کے جائیں
 باقی روپیے بھی بعد ایک ہفتے کے مع خلعت لائین جسمیں
 رعایا چین پاسے تکلیف سے نجات حاصل ہو ہم بھی
 فارغ البال ہوں آرام میں شگفتہ دل ہو بہار راج فرمایا کہ یہ منے تو
 اس مفید گواہ دن پاؤں ہمارے کہا تھا یہی قصہ تھا کہ بغیر اس ساعت
 روپوں کو ہاتھ نہ لگاؤ گا لیکن آپ کے کہنے سے کسی طرح کا انکار نہ ہوا
 کل دو بجے ساعت مقررہ پر آؤں گا کہتے تو اب جاؤں ضرور
 پیشتر کہ چکا ہوں انہوں نے منظور کیا خصت ہو کے

ہمارے مکان پرستہ لیا داخل دولت اس کے ضروریات کے فارغ ہوئی تو
 کہ کیا مگر نیکب آتی تھی منکر فردا سنا تھی ۵

فرقت کی شب میں جیسی کہ شک گئی

انکھوں میں میرا آتی کچھ نیک چو نکتی ہی

دو رات پہاڑ ہو گئی کروٹیں بد گزری یہی خیال رہا کہ دیکھ لے کل پردہ

کیا ظہور میں آ اور چرخ شجودہ باز کیا بازی دکھائیے تمام شب

انکھوں میں لگتی خدا خدا کر کے صبح ہوئی مرغ سحر بیدار باش پکارا

غافل و نکو صد گجر نے لکھارا ہمارا ج منتظر صبح کیے تھے بس آنکھیں

ملکے اوٹے بیٹھے نشی نبی ہر دو دم کو بلایا سکھائی ہوئے تونکا

احتیاطاً عادہ کیا دش راہ آدمی دل سوز خیر اندوز کو ہمراہ لیکے

ارادہ معطم خان پاس چلنے کا تھا کہ خان کی طرف سے ایک آدمی

آئے کہ کہا کہ خان صاحب کو حضور کا انتظار ہی ہمارا ج نے فرمایا کہ ہمارا

کہو را ہی تیار ہی تم آگے چلے خبر کرو میں ہی راہی آیا وہاں خاں صاحب دھتورے
 سینچے فرش لگا دیے مع اہلکار غفلت شعاریت بشاش بیٹھے تھے
 کہ ہمارا راج بھی پچھین رو پو توڑیے دہریے دیکھ کے شاد ہوئے
 کہ ہمارے دام تدبیر میں خیر نصیب ہو مگر طاہر میں کہی صورت بنائی جو
 چہ پانی حسب ضابطہ تعظیم و تکریم بیٹھے کلمات بشاشت آنیے لطف
 اڑھایا پھر حرفِ معاملہ درمیان میں آیا مسودہ اقرار نامہ خان صاحب نے
 ہمارا راج کو دیکھ کر کہا کہ نشی کو حکم دیجئے ایسے صاف کرتا اور جسے
 جی چاہے کہے کہ ان روپوں کو اچھی طرح گناتے تھیلو نہیں بہر حضور نے
 فحشی کو بلا کے کہا کہ مسودہ لو غلطی دیکھو کہ صاف کر دینے کیلئے
 دخت کے سینچے کل پھوڑا یا نشی نے اسی پر پیٹ کے لکھنا
 شروع کیا اور بہر حضور نے سبھی پانچو خانساں تک خوارِ قدیم کو

روپے شمار کر نیک حکم سنایا اور اہل محفل کو مع خان صاحب حروف
 حکایات کے اپنی طرف مخاطب کر کے ادھر ادھر کی باتوں میں لگایا ^{شبنا} چو
 میں نوح لا جواب میں سیر ملک ملک سے بہرہ یاب بین برسوں شامی کی
 جیسے ہوشیار ہوئے زیر قدم و کت و کہ ہمار ہوئے عدد ہاکتا
 پیش نظر میں اکثر توارخوں کی باتیں از بر میں نا و ناد حکایتیں اس
 کیفیت سے بیان کیں کہ حاضرین میں گوش ہوئے خان ایسی محویت ہوئی
 کہ از خود فراموش ہوئے حضور کا مطلب تھا کہ یہ طرح شام ہو یہ دن تمام
 اور شامی سے حضور نے یہ بھی کہتا کہ قلم و قلم تحریر ایسا آہستہ چلے
 کہ میدان صفحہ قرطاس امن صحرائی درازی دکھائیے شام کو نزل مقصود
 نظر آئے عبارت اس قدر بڑبڑانا کہ روشنائی روز صرف کر کے
 سیاہی شام سے منگنا جب کاغذ تیار ہو تو سب سے پہلے ^{آگاہ}

و ولم خد متنگا رہو جیسا کہا تھا منشی کی ویسا ہی کیا او سوقت ہاں کام کے
 آدمی دو چار تماشہ بین بٹھا رہے تھے جب یہ بچے شمار ہو چکے تو تھیلی میں بہن
 سر بھر کر کے مہاراج نے خان صاحب سے فرمایا کہ توڑیے حاضرین لیجئے
 مناسب ہی کہ اس بہر بہاڑ الگ ہماری امانت رکھتاؤ خان نے کہا کہ اب ہم
 اس کے ذمہ دار و امین نہیں ان روپوں کے سبب نئے خواب خور حرام ہی بس معاف
 رکھتے ہمارا سلام ہی شوق لے دے گئے گہر لیجائیے مہاراج نے
 کہا کہ میں با بر داری ساتھ لایا نہیں میرے آدمیوں نے اتنا بوجھ کبھی
 اٹھایا نہیں خان نے دونا تھی منگوا کے کہا کہ اب دیر نہ تاہیں بڑے
 لے دے اپنے ہمراہ لیجئے حضور نے اونکی مشقت پر لحاظ کر کے فرمایا
 کہ اس مقدمے میں آپ نے بڑی پیروی و عرق ریزی کی اچھا ہی
 اس میں حق ہی تکلف نہ کیجئے جس قدر رمضان میں آپ نے لیجئے چاہیے کہ

بعد محنت راحت حصول ہو اپنی رضا مندی سے کہتا ہوں قبول ہو اس پر تو
 آپ رشوت تصور فرمائیں آپ کے حلال ہی شوق سے اپنے سے صرف میں
 لائیں آپ کی ہمارے حال پر سر اسر مہربانی و شفقت ہی حق السعی میں کسی
 ممانعت ہی بہتر از منت معظّم خان نے ایک توڑا ہزار روپے کا کہول کے
 پانچ سو روپے علیہ کر لیتے رو مال میں باندہ اپنے پاس لے کر اتنے میں وہ بھی
 آپہنچا میداغبین کچھ حاجت تہا منشی آدمی سے دور سے ادیکھ لیا کہی بی
 تو ہی ہی دوڑ کے مہاراج کو وہ کاغذ حوا کیا آپ نے باوازی بند وہ کاغذ پرہ خا
 سنا دیا جو عبارت بل گئی تھی اوسے اوڑا دیا مہاراج چالاکی کو کام فرمایا او
 سمجھ میں خاک نہ آیا جب حضور اقرار نامہ پرہ چکے تو خان صاحب کے
 مدح خوان ہوئے شکر گزار ہی طلب الاسان ہوئے خان تن کے
 اکڑ گئے مویہوں پر تاؤ دیا اپنے نزدیک گڑھی فستح کی میدان بالیا

تصور سے رخ شاہد تدبیر کی بلائیں لینے لگے دم دینے کے
 عوض میں مہاراج کو دعائیں دینے لگے بہت خوش ہوئے کہا کہ
 اگر ہماری صلاح الگ قدم نہ دہریے گا تو روز بروز بہتری ہوگی ہمارا

دوم پھر گے اپنے گہر میں خدائی جاسکتے تھے اللہ اکبر ایسی
 چھا گئی جب ہی تو آفت آگئی اور یہ نفع و ضرر پر اپنا اختیار تباہ
 اپنا حال معلوم نہیں کہ اب ہم کہاں جاسکتے کلیہ تمام ہی تیر اقبال
 آفتاب لب بام ہی صبح عشرت کی قریب شام ہی

بیک سخطہ بیک ساعت دوم	دگر گونیشود احوال عالم
-----------------------	------------------------

ادب خان صاحب چاہتے تھے کہ اب کہیں جلد برخواست ہوئے کہ غار مغرب کروں
 شکر خدا کروں او دہریے دو کلمہ پڑاتا ہوا سانس چڑھی ہوئی منہ پر
 ہوتیاں اڑتیں پھپھری پھولی ہوئی مہاراج کے پاس آ پہنچا

کشد حیرت پر ثانی نوید

اگر تصویر اومانی نوید

حضور تجاہل عارفانہ او پوچھا خیری ہانپ ہانپ بولا خیر خیر گہرین اسوت

ضعف نقابت کمال ہی گل کی نسبت آج صبح سے نصیب دشمنان

غیر حال ہی پہ کو بخار کم تھا سچ میں نہیں اتنا اسوت ایسی بیہوشی ہی کہ کچ

کہا نہیں جاتا تختے کی حالت ہی سکتے کی صورت ہی میرے بول کو

باور نہ کیجئے تو خود چلے ایک نظر دیکھ لیجئے یہ کہکے ڈاٹھیں

نار مار روئے لگا دامن کو اسوون سے بہکویں لگا

بیان اوچنان آتش برافروخت

کہ بچوں شمع مغز استخوان خست

زبان شگوم این فسانہ گردید

دماغ جان پر پروانہ گردید

فغان و آہ آن دل رفتہ از بر

خبا را خاطر صحرائے محشر

اس گفتگو سے منظم خان بھی گہرا گئے اس تیز فشرے میں آئے

منصور نے بھی ننمو مہر بنایا خان زند کو فرمایا کہ دیکھتے پشیر کی کیا
مرضی ہی انبہ مجبوری اجازت ہو جو جا دیکھوں تب بغیر وری اس جنگل میں
چند فقر اقیام پذیرین مقبول بارگاہ رب قدیون او نہیں کے رجوع کیا
غالب ہی کہ صورت صحت نظر آئے دوڑ دھوپ عاتقہ دوا کا

اپنا ہی آگے خواہش مولای معظم خان سے یہی دنیا سازی سے
کہا کہ جلد جائے طلق نہ کہرا کے نظر خدائے عالمین عاؤ و ارشانی
اپنے شفا خانہ قدرت سے صحت عطا کرے جا کے صحیح دیکھتے

خدا کرے جب اپنی انگلیوں سے دیکھے ایسے کا تو کیفیت میں آج چین ہی مطلع
کیجے گا کہ تردد رفع ہو خاطر جمع ہوا و سوقت اقرار نامیے پر فقط مہر کرنا
باقی تھا مہاراج نے وقت پائے کے دو کلمے کے نام کی مہر کہہ چکے

اسی لئے پاس تھی اپنی مہر کی جگہ پر کر دی اور جھٹ پٹ کا غلطیا

نامہ اعمال کی طرح خالصتاً کے حوالے کیا اونکی آنکھیں آسمان پر تھیں کہ تیری

بڑی آتی ہی نماز ہی عقل کی صورت جاتی ہی دوسرے ضعیفی کی نظر

بے روشنی دیکھیں کیونکر آنکھیں بند کر کے کاغذ لیلیا اور خیر جان

سمجھ کے چنپ مین داخل کیا خود نے وقت فرصت غنیمت جانا اور

طرز کی راہ سے سلام کیا خست ہو کے ایک ہی چہانگ میں گھوڑ

پر تھیں باگ اوٹھا وہ جاوہ جاگر کارستہ لیا داخل دو لقمہ اسے

رسوئی تیار کرنے کا حکم دیا اور فرمہ سپاہ واپس کار و خدمت گار میں

جو کچھ ہمراہ تھے اوغین چند نفر جو کی پہرہ اور خبر گیری مکان سے

انتخاب کرتے اور ان روپوں میں سے نصف میانگ گہری کے لوگوں کو

اوس طرف جنگل میں راجہ داس نا فقیر بیرگی نے ایک ٹہا کر ڈ

اور مکان مختصر بنا یا تھا اہل دنیا سے دل اوٹھایا تھا

۲۹۰
تہائی پسند آئی جنگل میں چھوٹی رمانی مہاراجے اوس فقیر کو بھی طلب کر
سوئے روپے پوچھا پڑھانے کے طور پر دے او چند دیگر زمینیں علاقہ
بلرام پور کاٹھ لکھدیا بہر طریق خوش کیا اور بھی کچھ دینے کا اقرار کیا
امیدوار کیا اور تنہا کہا کہ میں بضورت نیپال جاتا ہوں اجا ہوتا ہی تو
بہت جلد پہنچتا ہوں لڑکے باسے اور اسباب آپ کے سپرد ہی از
مہربانی اپنے مکان میں جگہ دیجئے اور قرار واقعی حفاظت کیجئے گشت
نذر کرنے بخوشی کہا کہ میں ہی آپکا مکان بھی آپ کا دیا کیجئے بقدر
جگہ درکار ہوئے فرماں برداری میں حتی الامکان نہ قاصر رہوں گا ہر وقت
جان مال سے حاضر رہوں گا اور جو شکریہ افسر ملازم ہمارا
علاقہ نیپال میں پہاڑ کے قریب جنگل میں مقیم تھا اون
کو کوٹھ حضور نے یہ لکھ بھیجا کہ سب افسر مع سپاہ موضع اور

عرف ہمارا کچھ نہیں بلکہ ہوسے پندرہ کوس ہی اکیا قیام کریں ہم بھی غمخیز
 آتے ہیں بعد اے ہمارا خود خاصہ نوش کرنے شریف ^{لیکتے} جن جن
 آویں کو ہمراہ لیا جائے گا ارادہ تھا اونہیں تیاری کا حکم دے گئے
 اٹھ سینے رات کو ایک رقعہ بایں مضمون حضور معظم خان کو لکھا او
 لفت نے پھر کر کے ہر کاریے کے ہاتھ روانہ کیا رقعہ
 منع لطف و کرم معدن مروت ہمہ دالم لطفہ رسوم عرفیہ بر طرف حریف
 مطلب کہ میں نے جو یہاں آ کے حال مرضیہ معلومہ دیکھا تو کوئی
 مرض قیاس میں نہیں آتا کہچہ نقشہ ہی اور ہی جنہوں نے دیکھا ہی وہ متفق ^{لفظ}
 کہتے ہیں کہ آسیب کا سا طور ہی بڑی خرابی ہی جلد دوڑ دھوپ
 اگر نہ ہو گی جہاڑ پہونک گنڈ افلیتا و حاتونید کے سواد و اکچہ
 نہو گی سنا ہی کہ یہاں سے پندرہ کوس ہی اک فقیر ہی عالم تکسیر میں بیٹھا

پٹیا میں اس کے منہ چڑھ نہیں سکتا بہت پلید چریل خبیث کو اس کے
 نام سے لرز آتا ہی شیاطین کا لشکر علیات کے زور سے ہونی
 جلاتا ہی ہوں اوڑا تا ہی دیو کو چٹکیوں میں مار پری کوشنشی میں اوتار
 رات دن یہ بیان کیا نہیں سرگرم ہی خوب بازار گرم ہی ہزاروں
 اوطاق اسکے اوپاں جاتے ہیں زندہ ہو کے چلے ہیں صاحب کی مسیحا میں

ضمیر شمس مطہر نور الہی	شنا سا سفیدی و سیاہی
دش آئینہ صاف معانی	دروید اہم سر راز نہانی
بہر حرفی فلک را کیسہ پر داز	بہر کاری قضا را محرم راز
چون بیند مراقب دیدہ برسم	بہند دیدہ دل از دو عالم

اگر مریضہ معلومہ کا شاہ صاحب موصوف تک پہنچا ہو سکے تو
 یقین ہی کہ خدا فضل کرے مگر یہاں عنق لیکے نہیں ہیں

ایک ایک کہاربی مرضیہ کا وہاں پہنچنا سخت دشواری میں خود سواری
 کے لئے ہاتھی لیکر فقیر کے پاس سیوقت جاؤنگا منہ سے سماج سے جسطرح
 ہو سکے گا یہ کونسا لادوگا اس آئندہ وقت میں تین چار روز گزار جائیں گے آپ کے
 ہم آپ سے ضرور ملائیں جب تک جہاں آپ اور تم ہوئے ہیں وہیں رہنے کا اتنی تکلیف
 اور بے گاہ آپ کا بہت شکر گزار ہوں و چار بائیں ضروری ہیں وہ بھی گنا کر دے

نامہ برحرف اختصاص تمام کردہ شد و السلام و والا کرام

جب یہ خطر وانہ ہو چکا تو ہمارا ج

خود نوینے سوار ہوئے گئے گردہ تاش کو ہمراہ لیا ملک نیپال کا رخ کیا
 کوئی اڑبانی کوس جنگل قطع کیا ہوگا کہ اکبار کی میندے غلبہ کیا اور قوت
 پانی بھی نہور اچھڑا برستاتھا اور تاریکی ایسی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا
 حضور کو یہ خیال آیا کہ اگر کہیں جگہ پالیز تو تھر کے ذرا آرام لیں آویسوں کو بھی

راحت دین تھوڑی دور آگے بڑھ کے ایک میدان میں کچھ پوٹے ابھیرن کے
 دکھائی دے رہے تھے ایک سخت سایہ دار نیچے ہمارا ج اوپر سے بکھوٹھرا
 حکم دیا اور آپ زین پوش بھوایکے اوپر استراحت کی بارانی اوڑھ آرام
 جب بیدار ہوئے تو ساتھ ہی ہمراہی بھی ہوشیار ہوئے موقوف ہو چکے تھے
 آسمان شفاف ابر سے پاک صاف مہتاب پر تھوہن چرخان کو روشن

بعد بارش صاف ہو جا ہی اکثر چاندنی	جہان بنگا جاتی تھی سطح زمین پر
-----------------------------------	--------------------------------

چادر بہت تاب نظر آتی تھی فلک نے آب گوہر سے دھو کے چاندنی
 بچھائی سحر میں قلب عارف کی صفائی کو سون سبزہ زار گل خود رو کی زلفی

بفضل گل کہ ابر نو بہار سے	بگلزار جہان کرد آبیاری
جہان بارونق و رنگ دگر شد	گل گلبرگ تر تارِ نظر شد
چو سطح آسمان شد فرشِ غیر	ز فیض ابر دریا بارِ خضر

د لئے اس سیر لطف و مہا باخسور باقیماندہ سونو نگو جگایا اوس ساعت گہری تو
 پاس نہی تہیں ہو گئے قیاس سے معلوم کیا یہ جلتے کو حکم علی العموم دیا او
 خود مگر کو لک رفع احتیاج کے لئے قدم بڑھایا سہمی بہم بخاندہ شکار سے
 پانی کا ٹوٹا منگایا جانب مشرق زمین دوسرے ہمارے برکت باخس و شاہ
 پاک کیرے پتنگے کا بچا و تاک کے چلے چند قدم اڑھتا ہے
 کہ ایک ہیر بیکاری کہ سپاہیان سرکاری پکڑ لاسیے چلایا کہ صاحب
 اود ہرنچا پکڑیے ہمارے پلٹ کے مالتعت کا سبب ہو چھا اوس بیکاری
 کہا کہ یہ جو میدان سے نظر آتا ہی اسکے اود ہر جو جنگل ہی وہاں کوئی
 نہیں جاتا ہی اس لئے کہ وہ افغی خونخوار زہر دار کا مسکن ہی بلا ہے
 جان تن ہی بڑا زبردست و رازی و زور میں اثر دہا مست آنکھو نہیں دو
 مشعلین روشن نظر آہیں جب باہمی سے نکلتا ہی تو حرارت سے قریب کی

پتیاں مہرہا جاتی ہیں اللہ رزقہر جسکے چھو گیا نور ابدن پنی ہو گیا دم بہترین
خانی ہو گیا سیکڑوں آویونکو ماردا لا جانورون تک کو اس جنگل سے نکالا
دنکو تو خیر ہی شام سے صبح تک اگر کوئی آفت کا مارا او دہر جا پئے
تو صبح ہو جائے ہزار جانین ہی رہتا ہو تو زندہ پھر نہ آئے کیا عرض کروں میرا
بڑا نقصان کیا گاتے اور پھر یہ کہ مار کے میری روح کو صدیہ
دو مرتبہ خانزاد کے یہی پیچھے دوڑا پر پیشتر نے جان بچانی بہاگ کے
بچ گیا مہاراج نے فرمایا کہ خیر میں مہانتک بنجاؤنگا اوہری سے پہر
لیکن دلیس جو اندیشے نے جگہ پائی داشت آید بکا جانکے ایک ساتر
برجھی لے لی اور دو کتے چھوٹی قسم کے ہمراہ تھے وہ بھی بھانے
ساتھ ہوئے خدمتگار جو لوٹا لایا تھا اسی بھی بھانے لیا اور سر زمین سفید
نظر آتی تھی او دہری کا رخ کیا تھوری دور بڑھ کے جد صاف دیکھ کے

آدمی سے لوٹا کہو الیا اور علیحدہ ٹھہرے کا اشارہ کیا مہاراج نے رفع احتیاج کو
 نگاہ چاروں طرف پاسانی کرنے لگی کہ شاید وہ موزی آئے تو آئے
 فارغ ہو کے ارادہ اوٹھنے کا تھا کہ پورب کی طرف سے دیکھا
 وہی بلائے ناگہانی آفت آسمانی یعنی بڑا کالا سانپ موت سر پر
 کہلتی ہوئی سفید زمین پر لہراتا بہت جلد چلا آتا ہی مہاراج جیسے
 اپنی طرف جو رخ پایا دل دست پاچہ ہوا گہرا یا پریشیر یا دایا لیکن جرات کو
 کام فرمایا ثابت قدمی کی راہ سے پاؤں نہ سرکایا سیٹی بجائی کتوں گلو
 آواز سنائی وہ تو سد تہو گئے تھے اوس سانپ بھی نیز آئے
 مالک کا جو اشارہ پایا گیند کی طرح اوس سیاہ روتک آپکو پہنچایا جانے
 کہیل گئے سانپ کے سد راہ ہوئے روکا گروہ کب رکتا تھا
 انہیں لقمہ لطیف جانتا تھا سگو نکو بھی نہ مانتا تھا جب کیے کتے بہت

ڈانٹ دیتے اور سہرا تو دہن پٹ کے کپڑا ٹھاکے کا منہ ڈنکے سے بچاتے
سانپ پہرا بڑھتا حتی کہ مہاراج کے قریب چھوڑ بھی لے لو ہوئے غمغور
سیر دیکھتے تہ تخمیناً بیس قدم کا فاصلہ ہو گا جہاں سے کتوں سے
روکاتھا اب اتنا قریب ہی کہ اگر مار نہ کہا سے تو بیشک حضور پکچھا
مہاراج خدا کا نام لیکے کمر کا درمیان نکالے اوس مار کو برہی ماری دوار
ہو گئی وار پار ہو گئی چھید کے زور سے دبایا کہ خونتہ جاتے وہ کڑے
پر مرناتھا برہی بھی چپ راست زور کرتا تھا ایک جا بجا گوشت اور
چمڑا کا ٹٹا ہوا چربی پھسل کے برہی کا پہل نکلیا وہ چٹیل مار دم بریدہ کی
صورت پر کتاب کہا تا ہوا پھر دوڑا مہاراج پیچھے ہٹ کے پوچھو
کہ اب یوں مار نہ کہائیگا کسی طرح ہا نہ نہ آئیگا زندگی نے ہزار
تدبیریں بتائیں بس برہی کو توڑ کے دولا ٹھیناں بنائیں ایک

ایک ایک دونوں ہاتھوں میں لیکے پٹینا شروع کیا آخر مار مار کے اوس مار کو مار کے
ڈال دیا جہنم وصل کیا شکر و نفع البلیات بجالا اویسے کون تار جیسے خدا بچا
وہی خدمتگار جو لوٹا لیکے ساتھ ہوا تھا مہاراج کے بلاتے آئے
اوس زیکو دیکھ کے ڈر گیا مردہ پائے کے اوس برچی کے ٹکڑے پر جسے
وہ مارا گیا تھا اوٹھا لایا سب کو دکھایا یہ خبر تشست از بام افادہ ہوئی اوس
مہاراج کو کتوں پر اعتماد ہوا محبت زیادہ ہوئی گاؤں کے آدمی بھی یہ خبر
اوس کا کہنے سے اسے خادم حضور کو مبارکباد دی حرف تنہیت
زبان پر لائشی بنسی ہر کہ مہاراج کے ہمراہ تھے علم جو ش میں بھی آئے
قبل وقوع واقعہ ہذا شکون بچا یہ مہاراج کہتا تھا اس طرح حکم لگا چکے تھے کہ
آج کی ساعت نیک ہی آپ سے نصیب ہے اور دشمن قوی مقابلہ کریگا جو
و قوہ قادر مطلق فتح پائے گا وہ مغلوب ہوگا آپ غالب آئیں گے

حضور نے وہ نعمی مردہ نشی نہ کور کو دکھایا کہ کہا کہ تاثیر کو اک برج ہی
 ساعت اپنا رنگ کما یا تمہارا کہنا ساسیے آیا کوچ تو پہلے ہی بول چا
 سب سامان سفر دست تھا سوار ہو قریب دو پہر دن کے تھا نہ بہاؤ گنج
 کہ سرحدِ علداری نیپال میں تھا خضوع پہنچے تہ ضروری کے لئے ٹھہرنا پڑا
 ایک مقام کیا جب ماہتاب نابود اور آفتاب نمود ہوا وہاں سے ہی
 کوچ کیا دس بجے مقام اونر ہوا عرف ہمارا ج گنج میں داخل ہوئے
 لشکرِ ظفر پیکر میں کہ حسبِ الحکم والا وہاں پیشتر آچکا تھا سب منتظر آمد
 حضور تھے شامل ہوئے سب کو عید ہوئی خلش مفارقت بعید ہوئی
 آقا کی زیارت سے سب کے دل بشاش ہوئے ہمارا ج وہیں
 شب باش ہوئے سابق میں خبرل معتبر سنگہ نے گورکھپور میں حضور
 وقتِ رخصت کہا تھا کہ آپ نیپال ضرور آئے گا دریغ نگرین گے

جو ہمیں تدبیر سے نکلے گی اگر خواستہ خدا ہی تو ہماری سعی بیکار نجات کی اور
ہمارا راج کروا لگتی گورکھ پور سے پہلے جرنیل مدوح کو اس مضمون کا خط لکھا تھا
اپنے پہنچنے سے پیشتر آگاہ کیا تھا کہ بموجب ارشاد سامی ^{الوطن} یہ غز
پر محض آوارہ و سرگردان غاصبوں کے ہاتھ سے پریشان عنقریب یا صیب
آپ کے ملک میں آئیگا جو کچھ آپ نے گورکھ پور میں کہا تھا یقین ہی کہ یاد ہوئے
یہ نامہ یاد دلایگا مکتوب الیہ کو باوجود دوری ہمارا راج کا بڑا پاس تھا
یہ خط دیکھتے ہی کشائیں نے جیسے کشن پوری حکم ہمارا راج گنج کو جرنیل صاحب
نوی الیہ لکھا کہ ہمارا راج بلرام پور حسب وقت وہاں آ رہے ہوں پانچ سی روپے دعوت کے
خود لیجانا اور حسب رابطہ جانبین سب طرح کی خاطر داری سے پیش آنا
جس چیز کی ضرورت ہو اور وہ درخواست کریں اسی وقت پہنچانا کشائیں
اوس روز گوش بآواز دہتے شام کے وقت انکو خبر ہوئی کہ ہمارا راج بلرام پور

یہاں تشریف لائے تھے ہی ازمت کو دوڑا سبے شجر پر چرل فرور گشتا
مذکورہ مکان نوج ازی کی کوئی بات اڑھا نہیں کہی ہر روز ملاقات کو اہر طر

باتوں سے ہمارا ج کا دل بہلا اتنے عین سات اشکار ہوئی اب سپاہ کے

لئے یہی جگہ درکار ہوئی آسائش کی حضور گشتائین معزی الیہ سے

چھاؤنی کی فرمائش کی او نہوں نے پہاڑیوں اور تہار و ونکو مقرر کر کے

تاکید کر دی تھوڑی ہی نوغین حسبِ درخواست چھاؤنی تیار ہو گئی راحت کا مقام

ملائمہ بوندی آرام ملا شکار کے لئے یہی جگہ سبز و شاداب ہم خرم و ہم

ثواب ہمارا ج کا جب جی کہلایا قریب کے جنگل سے ہر طر جانور شکار

کر لائے تھے تھوڑی دنو غین تین شیریں دار چیتل اور ہرن اور چھوٹی

قسم کے جانور بہت سے پار لائے اتنی مدت وہاں مقام ہوا کہ سال تمام ہوا ^{فصل} ۱۲۵۰

کے دس بارہ دن گذرے تھے کہ عزیز و ملازم حضور محل جمع ہوئے

ہمارے پاس آئیے کہنے لگے کہ ہم حیران ہیں کہ یہاں بیٹھے کینک اپنے
 پاس سچے گماستے کا کہی ہی بات پاؤں ہلا گام داخل کا کچہ ذکر نہیں مخرج ہی
 مخرج نظر آتا ہی اس طرح تو خزانہ قارون بھی خالی ہو جاتا ہی آمدنی کی تدبیر ضرور ہو
 آئیے جو مرضی حضور ہو مہاراج نے فرمایا کہ سچ ہی مصر

دل میں اندوہن داغ و داند دل میں	رات دن یہی فکر رہی ہی طبعیت
---------------------------------	-----------------------------

صدے سہتی ہی اگر کوہ کو میری سی جگہا ہی ہوتی تو سنگ نیر ہو جاتا اگر یہ
 خون کی طرح دریا خشک ہوتا تو کھٹ دست میدان نظر آتا دشمن قوی سے
 مقابلہ ہی آبرو کا سنا ہی افراط فکر سے عقل زائل ہو جاتی ہی میری
 سچے میں کوئی بات نہیں آتی ہی فلک سفلہ پر و خرابی کی جستجو میں ہی
 ملک پنا قبضہ عدو میں ہی جب خیال آتا ہی رہ رہ کے خون جوش
 کہتا ہی کونسی جائیداد بتاؤں کہاں سے لاؤں

عجب درو اندر ل اگر گویم زبان سوزد

و کردم در کشتم ترسم که منفر استخوان سوزد

رباعی

دیدم که فلک من چو پیرنگی کرد

منع دلم از نفس شب آهنگی کرد

آن سینہ که عالمی درو منکخب

چون نیم نفس بر آورم سنگی کرد

اگر تم کوئی بات سپو بولطرا کر دیکھے بھی خبردار کروا دھونے جو دیا کہ حیدر آباد کی
کی عملداری میں کہیں جان لدا کرو چلے تو تین کی سی طرح اس تکلیف کے چو تین کشتی
نہ خواہش مع چند روز کے لئے آسا تاش ہو حضور نے فرمایا کہ بات تو
معتول ہی مگر بعد ہی کے سو کیا حصول ہی پہلے نصف رو میہ قبول

ناظم جو باقی ہی او کو طلب کروا کر دیدین فہا ورنہ لوٹ لو کوئی حجت

نہ باقی رہ جاتے پہر جو کچھ بن پڑے جیسا ذہن میں آئے یہ کلام سکو

پسند ہو حضور کی دوران دلیسی سے سب خور سند ہو ہمارا راج

منشی کو بلایا نظم خان کو جو مقدمہ مذکور میں ناظم کی طرف سے متوسط تہہ اور اوپر
 ذات سے معاملہ طے ہوا تھا اس نوعی مضمون کا کہ دروغ مصلحت آمیز
 بہ از راستی غلطہ انگیز خط لکھوایا کہ میں نے یہاں آکشاہ صاحب معلوم سے
 ملاقات کی کیفیت مزاج مریضہ تو خود دیکھ چکا تھا بخوبی شرح حالات کی فقیر ^{شخص}
 نے بعد مراقبہ فرمایا کہ تمہارے کہہ میں عرض جسمی نہیں ہی کچھ کہوت
 کہیٹ ہوتی کسی دیوتا سنا یا ایک تعویذ لکھتے دیتا ہوں اوسی بھیج دو اسکی
 تاثیر سے بیماری طول نہ کرے گی اور تھوڑے دن چپ رہو میرے
 چلنے کی ساعت بہار و کی آماوس کو آئیے گی اور میں نے حکم لپی
 انکو ہونے کی ضرورت کہ لوگ کاجب کوئی اور چیز دوسکا اتنا تم کام کرو کہ اوس ^{تک}
 یہیں قیام کرو اپنا مطلب تمہا ناچار ٹھہرنا پڑا جو روپیے
 آپ نے دیئے وہ قرض خواہوں نے بانٹ لئے اچھے روز

کے لئے وقت ہی چوک کی بہت ضرورت ہی آپ کے یہ وعدہ کیا تھا کہ نصف
ایک سہ ہفتے بعد ہی مجھ کو گارمانہ میعاد گزر گیا وہ اقرار کر دیا اب بھی اگر بارہ
لطف عطا مبالغہ بفرمایا بھیجے تو بڑی مہربانی ڈاکو کے ہمارے کے حسبِ تحریر

اقرار نامہ سپاہی چاہتا ہوں مگر سپاہی زاد راہ ما بین کیرون میرا حال نوع
دگر ہی سپاہ کا جانا اون روپوں کے آنے پر ہی اطلاعاً چند
فقیرے زبانِ قلم پر آئے آگے جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے
یہ لکھ کر ہر کار کے کو دیا اور کچھ زبانی بھی کہنے خانصاحب پاس روانہ کیا

سیان گرفتاری معظّم خان قانو نگویدست ناظم و
اشفتگی ناظم سبب قتل اجودہیا سنگہ جمعدار سردار
جسوز معظّم خان کو جندہ راقہ ارنامہ دیکر روپے لیکے آئے ہیں
اوسکی صبح کو خانصاحب نے بوز ناظم کو کہی طرف روانہ ہو اپنی کار پر چاری پر

ناز تھا انکو چن بی چھائی ہوئی تھی وہ اقرار نامہ جو ہمارا سچ لکھوا سکتے تھے
ایک نظر خود نہ دیکھ لیا پہنچتے ہی ناظم کو حواس یکے کیا ناظم نے
کاغذ کا مضمون لایا ہوا دیکھ کے منہ پیٹ لیا زانو پر دھڑکا مارا
کیا سمجھتے تھے کیا ہوا بڑا سچ پڑ گیا کہیں بگڑ گیا اب ست

چو شذران سندا را دیتا بوقت امتحان ظاہر خیانت

برفت از دیدہ ناظم مروت مبدل شد محبت باخشونت

ناظم نے برہم ہو کر معظّم خان سے کہا کہ تم نے جسے بھی چال کی ہے اور
پہنیک کہا لو پہوٹی ہوئی انگلیوں سے دیکھو یہ غدر روی ہی اچھی دست آور
لاستے رو چیا کل میں ملا ابرہہ جس کو کیا سٹھیا گتے یہ کیوں نہیں کہتے
کہ رو پیہ خود کہا گئے معظّم خان نے کاغذ جو او شہا پڑا بدن سنسنا گیا
پسینا اگیا حواس جا رہے تھے انگلیں پہاڑ پہاڑ کے دیکھتے تھے

کہ اندھیر ہو گیا ہا سب بیرنگ گتین اوائی ٹانگیں گلے میں ٹکرتیں ہاتھ ملتے
 کہ پہلے سچے بن آیا بڑا دھوکا کھایا جب کئی تھکا کر چہ جواب نہ آیا تو انکھیں
 نیچی کر لیں سر نہ اوٹھایا ناظم کی آتش غضب ایسی پھڑکی کہ رگین جلکٹیں
 بدیعین غصے سے کف اکیا دھن دھن میں بس اپنے لوگوں کو حکم دیا
 کہ عظیم خان اور قانون کو دونوں کو قید کرو جلد سزا دے کید کر پھر کار کا
 کام بگاڑ کے اپنا کھر بہر لیا ہی ان دونوں نے ملے آپس میں پرو
 تقسیم کر لیا آخری دونوں کو تہ اندیش دل ریش حوالات سپرد ہو بتلایے ^{بلاخود}
 برد ہو بند بند کا نٹے تہ نعمتوں کے لالچ سے غم کھانے لگے
 پکڑے گئے خانہ بنجیر کی کڑیاں اوٹھائے لگے اور ان قیدیوں کے ہمراہیوں کو
 بلا کے ناظم منحور ہوا کہ تم سچ بتاؤ یہ معاملہ کیونکر ہوا انہوں نے جواب دیا
 واقعی ہمارے سامنے یہ ہمارا جہلرام پور کو روپیہ دے آئے ہیں

کاغذ کو اپنے گہر سے نہیں بنایا یہ لیکن چلتے وقت کچھ روپے
 اپنی خوشی مہاراج دیتے تھے وہ معظّم خان نے لے لئے اس کو ہی
 زیادہ تنگی مجبور نہیں ہوتی فقط قید پر التفّا کی وہ ہر کارہ جو مہاراج کا
 خط لیکے معظّم خان باغین تھا جہاں پہلے اوترا کہ موتی تھے اور
 ہوتا ہوا لشکرِ ناظمین پنجاناظم کی خلی غلے مقید ہو کی خبر سنی خط دینا مناسب
 نجائے نیکے اپنا رستہ لیا میوالال وکیل مہاراج وہاں موجود تھے
 اوس نیکے پاس جا کے وہ نامہ حوالے کیا وکیل مزبور نے ہر کارہ
 کہا کہ اب جلد پاؤں اوٹھا یہاں سے بھاگ جا رو پیہ کیسا اقرار نامہ
 کہان کا اون دونوں کی جان پر نبی ہی ناظم صاحب بہت خفا میں
 قید تو کیا اور دیکھتے کیا سزا ہوتی ہی جب ہر کارہ یہ خبر لایا تو حضور نے
 اپنی فوج کے افسر و نکلویا جو کچھ ہر کارہ کی زبان سے سنا تھا وہ سب اجرا

کہہ سنا یاد تو پہلے ہی سے مستعد جنگ تھے شفق القظ نیلے
 ہو کے بوبے کہ خیر تو اچھی طرح بگڑی ہمیں ہی اپنا نام ڈبونا نہیں
 ہے بارے مرے کچھ ہونا نہیں اپنا ہی کس بل دکھا دین
 بگڑے ہیں تو اچھی طرح بنا دین بال سرکار چاہتے تھے دل و بہت کہی
 نہ ہارین حکم کی دیر ہی پریشہ جا ہونا ناظم کے خیمے میں کہیں تلوارین ہارین
 حضور فرمایا کہ دم لو جلدی نہ کرو برسات کی شرب ایک ایک نالہ سمندر
 ہمکنار ہی راستہ دشوار گذار ہی آنا جانا لڑنا بہتر ناجعل میں نہ بن
 انشاء اللہ بعد برسات کے رن ٹپر گا ہمارے ہاتھ اک نئی بات آئی
 فہم نے یہ راہ بتائی ہی کہ جو مہاجران علاقہ بلگرام پور میں اونچیر
 بہت سے دولت مند مشہور ہیں اور فیستے تھوڑے تھوڑے روپیہ مفت
 حیثیت طلب کرنا چاہتے تھے ضرور کچھ خرچ کی مدد کریں گے

یقین ہی کہ ہمارا کلام نہ رد کریں گے سپاہ کی خواہ ہی بیجا ہوگی بخوبی برسات
 کی بجائے جب راہ خشک و صاف ہو پہرے درہنیں جان موقع پانا زور بازو
 دکھانا یہ باتیں سب کو پسند آئیں چٹھیاں لکھوائے کہ ہا جنوں کو روانہ
 کیں ہا جنوں کو وہ چٹھیاں انکھون پر رکھیں جسے جو ہو سکا پہنچا کر دیا
 گئے کہیں چودھری جو بڑا مالدار مالدار تھا اوسے روپیے کے
 عوض میں چوب اپ سخت دیا حضور کو حدیث سے زیادہ ناگوار ہوا کہ اپنی
 رعایا میں سے ہو کر ایسا گستاخ وہ نامہنجا رہا فوراً ہمارا کھیتان بند
 بنی ماد ہو جو زیادہ حال میں جبریل تھے دو لم خدمت گارا اور پچیس
 تیس آدمی آزمودہ کار کر کے یہ حکم دیا کہ اوس ملعون کو گرفتار کر لاؤ
 اگر مقابلہ کرے تو سر لاؤ اور نہ ہو تو دہا پوری گاؤں میں اس
 شقی کا اڑتیس گنا کوش کیا کہتی جاوے خرابی راستے کی اوس پر پانی

اور طرہ ہوتی کہ راجہ دان بہادر سنگھ مالک سابق تپسی پور دشمن سنگھ کے بڑے دوست
 ہمارے عدو و ناظم کے سر پرانے دوست تھے انہوں نے یہی راجہ ندر کو رہنے
 ناکوں اپنی سپاہ کو تعینات کر دیا تھا کہ اس میں ہوجائیں ہمارے بلرام پور
 لو کہ اس کے آس پاس کے رہنے والے ہیں سدا رہ جو وہ کھنٹے اسوجہ راستہ
 دشوار و سخت کپتان نے سب طرف کی راہ جو خطر پائی حسب حکم ہمارے قصد
 قتل جو کہیں چوہری مع عمرانی پہاڑ کی جانب کی راہ میں جو کہیں چوہری
 سپاہیان ہمارے بہادر جو رو پو طلب کرتے تھے نہ سنا کہتے تو کہا
 مگر وہیں لڑ پڑ گئی حضور کے مزاج سے خوب واقف تھا کچھ سوچ کے
 خوف ناک راجہ دشمن سنگھ پاس دوڑا گیا اور عرض کی کہ آج ہمارے بلرام
 آدمیوں نے آپ کے مجھے زبردستی روپیہ طلب کیا خانہ زاد نے
 اوتکو دوکار دیا ہمارے شکے دیکھتے کیا کریں شاید کچھ فساد برپا کریں اسلی

کچھ دیر تک اس بلا مجھے چھپائیے یا حکم ہو تو ابھی ملک میں بچاؤ اس لئے
 یہ نجات پاؤں ناظم نے اوسکی بہت نشانی کی دلاسا دیا کہ اتنے
 خوش کیا کہ نہ کبیرا خاطر جمع رکھو وہ تیرا کیا کر سکتے ہیں اوسکے کہتے
 کیا ہو گا ہم تیری حفاظت کریں گے ہمارے لوگ تیرے واسطے
 کئی مہینے یہ کہے اچودھیا سنگھ نام مجدد اردن میں اچوانو غنیمت دارا میں
 ناظم نے اوسکے حکم دیا کہ پاس رہنا سہلے واسطے دہری کے مکان پر جا
 چوکی پہرہ دو وہ جہاز تھوڑا سا اور سی وقت موافق حکم ناظم نے آدمی ساتھ
 چودھری کے مکان پر پہنچا اور ناکہ بندی کر کے وہاں پہرہ دینا شروع کیا
 چوتھی رینک کے مکان تک جا سیکے کیا جان پائی تھی
 ہر طرف صدا خبردار اور بیدار باش کی تھی کہتے ہیں کہ
 پستان پانڈے نے اپنی ماہر ہو چکو ہمارا جیسے جو کہیں چودھری کی

تیرہ کے لیے بھی تھا قدرت خدا چودھری مکان پر اس وقت پہنچے
 کہ چوکی پر وہاں سے گئے تھے کپتان موقع دیکھ کر اور آدمی تو
 باہری تھے فقط سات سپاہی ساتھ لے کر بلا تکلف چودھری کے
 مکان کے اندر آئے باہری کے درجے میں پہنچے چکے سے دوسرے
 سیر ہی لگائی سیر ہی بھی کیا سر دست ہاتھ آئی باتھسکی جی جی کرتا ایک
 بعد ایک چڑ گیا ایک ہی دفع اندر کے درجے میں سب کو دیکھ کر
 چودھری کو بہت ڈھونڈنا پیا اس سبب سے کہ وہ درشن سنگہ کے
 لشکر میں آئے وہاں سے دو ٹوٹے وہاں موجود آدھیں کے مقابلہ ہوا برکانا
 اوہ نے اپنی آبرو کے خیال بہادری کر کے خونیے دریا بہا مگر ہائی
 پانی شکل تھی بہر طور کپتان و نوٹو گرفتار کر کے کابھرا لائے بال فعل در
 مہاراج کی طرف سے مقام دون گڑ اور تعلقہ بلرام پور کا تحصیلدار ہی

بڑا کار گزار ہی غرض کہ جب کپتان حج دہری کے دونوں بیٹوں کو پکڑ کے لیٹھا
 اچو دیا سنگہ ہوشیار ہوا فوراً اپنے آدمی ساتھ لیکر کپتان سے ملتا
 اندھیری رات تھی بندوق کا تو موقع نہ پایا تلوار چلنے لگی اچو دیا سنگہ
 کی جوانی پر موت کھٹ افسوس تلنے لگی کپتان نے اسکو اک ایسا ہاتھ دیا
 کہ تلوار گندہا کاٹ کے زمین کا بوسہ لیا چتر فتح کے سر پر پہرا دہ دوڑا
 ہو کے گرا شب اپنی چادر سیاہ مٹی میں اسکی لاش چھپایا جائے
 تیغ نے اپنی روشنی میں دیدہ ہو ہر سے دیکھا جنگ سے سر نہ چکی
 وہاں سے نہ سر کی اوس خچر دسر کا سر کاٹ لیا یہ دم پاس کے دم نہ لیا
 جب تک ہاسہا خون چاٹ لیا اور رسولہ آدمیوں نے اوسکے
 ہمراہ دنیا منہ موڑا روحوں کے ہی ساتھ نہ چھوڑا جو جیسے بچے اوپر سے
 تھوڑوں کے زخموں کی لذت اڑھائی باقیوں نے ہمال کے جان بچائی

دو آدمی آوے ہی جو ہر جگہ تہہ چند روز بعد ہو گئے کہ تان ختم فخذ ان کو
لڑکے گزنا کر کے سلتے ہو ہمارا جہاں کی حد میں آؤ ورنہ قیدی اور جودیا
کاسر بطور نذر سانا لا حضور دیہے بہت شہ ہو شاخدا کیا ہر ایک افسر خلعت یا
مہیبت نگہ ہا سلطان مہاراج کے عزیز تھے وہ دونوں قیدی اوہین پڑو

ناظم کا فوج کشی کی مہاراج پرچہ آنا اور خدام حضور کے
تذہبی سے سنگست کہانا آخر بجام خدام شاہی قید ہو جانا

بیاسا قی آن دیو افکن شراب	کہ رستم ازان بادہ شد جبر عیاب
پلا محکو ساقی شراب سبق	کہ اولٹون کتاب عدو کا وق
بمن وہ کہ از فکر پردا خستم	دماغ سخن را رسا خستم
زندہ ہر کہ از کیورستم شش	حکایت کنم از مہاراج و بس
کہ سر کی نہ پہر پاؤں جہا اڑیے	عدو ہی غضب کی ٹرائی لڑیے

جو ہر نمایان سیوف مجادلات شجاعانِ معارک محاربات ہیون قلم کو میدانِ سانیر
یون گرمِ عنان کرتے ہیں مگر نہ کو مفصلِ ناظم کے گوشِ ہوا دل بتیگر
ہوا اجود ہیا سنگہ کا قتل سینکے چشمِ چشم سے خون بہا چود ہری کے
لڑ کوئی گرفتاری نیے گرفتارِ آلام کیا یہ تو ہمیشہ سے کچھ ہونا نہو جانتے
لڑائی کے نام پر اتو بہانہ ملا توئی ہوئی کمر کے باندھی انتقام پر مستعد ہو کے
بیشے سوچنے لگے کہ کوئی تدبیر ایسی کجی کہ ہمارا جاج اجود ہیا سنگہ خون کا
عوض لینے خیر و نیکو خبر رسائی لیتے ہمارا جاج لشکر کی طرف روانہ کیا اپنے
کارِ فرزانہ کیا بعدِ چند روز ایک ہرکارہ ناظم کا بھیجا ہوا بیس بدیتے
قیام گاؤ ہمارا جاج پر وارد ہوا وہ تو مطلب کی تاک چھانک میں تھسا
خدا کی قدرت اوی ہرکارے یکے ہم وطن پانچ چار آدمی اس سرکار میں
نوکر تھے اوہوں نے پہچان کیے اوس خبر کو گرفتار کیا سنگہ ملاست

سنگار کیا حضور شکار کہیلنے گئے تھے جرنیل گور پر شاؤ سنگار
 حکم سے وہ انوکھے طور پر لیل ہو گئی ساتھ دیا مگر شیطان پھیل ہوا طریقوں نے
 ہو لی کا سونگ بنایا لڑکوں کو تماشا کہا یا حریف کا سوڑ کا نہیں کہے خانہ
 رہنے کو دیا ہر کار کو بیچ کار کہی جب حضور شکار کہیل کے
 مراجعت فرمائی سینے اوس نو گرفتار کی کیفیت سنائی ہمارا ج نے
 جرنیل کو بلوایا کہ چشم نمائی کی اور ہر کاری کی تشفی کر کے ربانی کی وہ
 ہر کار غضب کا مارا ناظم کے پاس پہنچا اور سب باجرا گذشتہ بیان کیا
 یہ سنتے ہی ناظم کے تیور بدل گئے آفت آئی جھٹ پٹ سنا مار
 درست کر چڑھ دوڑے وہ شعلہ غضب ہر حال جیسے روت ہیں لگ لگائی

تو کوئی کہ قلم برانگینت موج

روان شمشیر سپہ فوج فوج

عین بارش ہوا مخالف کی کاوشں جہاں ایک دم چلنا دشوار تھا

پاون اوٹھایا اوپر کا پھیکا سر کھپا رہا ناظم صاحب جی پورا دھوکے میں لے گئے تھے
 بہترین زمینیں کل پہنچے ہزار پانی سدا رہا ہوا بھی تھپڑ مار مار پھیرا دیکھو
 تلون سنگی تھی پروات ماہ کنوار روزِ دوشنبہ کو دو گھڑی رات میں بڑی
 دُور دھوپ مہاراج کے لشکر میں پہنچے چاؤنی کو گہیرا گرج

دشمن جگ کند چو ہرن باشد دشت	اور یہاں کی یہ صورت تھی کہ مہاراج کو
-----------------------------	--------------------------------------

خاطر داری تشریف والی نیپال کے خیال سے غفلت تھی قبل اسکے اپنی فوج کو
 مہاراج کے کئی سبب سے تکلیف میں جپایا تو انکی چاؤنی نا تیار دیکھ کر فرمایا
 کہ تم لوگ ناحق مصیبت اوٹھا ہو جب تک کسی گاونہیں جا بھرو کہ بھیگنے سے
 بچو جب چاؤنی تیار ہو چلے آنا وہیں نہ چاؤنی چمانا سات سے آدمی
 جو قریب کے باغونہیں اوڑھ کر ہوئے یہ تھے اس حکم سے متفرق ہو گئے تھے
 چند بہائی بنڈا یک تھا کی کہانی نے والے اور کچھ افسر مع خدمت گار

ستریس و سالیس چکے لیتے چھاؤنی تیار ہو چکی تھی فقط وہی حضور رہیں تو وہ بھی
 اہوت گئے سو تہ نہ ناظم نے سب کو محصور کر لیا مگر مارے رعب حملہ نہیں کیا
 دم بخود کھڑے رہے حضور کے کئی علامتوں پہچاناکہ ہم سب گئے اپنے مقام
 اس بات سے چکے چکے آگاہ کر کے کہا کہ اب اے ہود ثمن سر پر آ پہنچا اپنے
 اپنے بستروں پر کمر باندھے تھیاریا رہو اور خود باہر جا اپنے گھوڑے پہاڑ
 کہنچوانے شروع کیے سائے سے لکھا کہ پانچ چار سوار حریف کی طے
 جرات دیکھانے ہو یہ میرے چلے آتے ہیں ہاں درو کامنہ چڑھانے
 اوستو گلزار سنگہ خاص در بڑا چرا کہ اب یہی سرکار میں جو وہی بندوق ماند
 جہاں کے ساتھ تھا اوسے خاص در سے حضور اون سواروں کی طرف اشارہ
 کہا کہ یہ کون ہیں شتر پہاڑ دیکھتا کیا ہی بندوق رہیں او شتر بندوق چھتا
 سواروں کی جانب فکر کر دی جو سوار آگے تھا او کی چھاتی میں گولی لگی دم

منہ کی بل گرا زمین پر آئے مردہ تہا باقی سوار و مرد باہا کے مقبول کا
 کہوڑا شہادت کے لئے کار میں ہمارا ج پلٹ کے چھاؤنی میں آئے اشنا
 بھجے سے فارغ ہو کر چہ وان کیا اس طینان کو دیکھا چاہے کہ کچھ سوا
 نہیں جہنم سر پر ہنگامہ اس پاس نہیں نہیں کے کمر باندھی ہتھیاروں سے
 لیس کے حضور میں آئیں اوسوقت خیال ہوا کہ ہم تھوڑے آدمی ہیں اور وہ
 تین اربادہ سوار از مودہ کا کیا کیجئے یہ تدبیر تھری کہ اپنے سپاہیوں کا حلقہ
 استبا اور قید یونکو یعنی جو کہ حج دہری کیونکو بچیں لیکن کہ انہیں کے
 سب سے یہ آفت آئی ہی زبردستی کی لڑائی ہی غرض کہ قیدیوں کو محصور کیا
 اور اپنے اعزاء کو مہاراج نے چاروں طرف اوس حلقے کی محافظت کا حکم دیا
 اور حضور پڑے جس کے پوچھا کہ کوئی ہمارے لشکر میں دشمن سنگہ کو پہچاننا ہی اس
 فوج میں کونسا ہی وہی مہبت سنگہ بہا کے سلطان جنگی حوالا تین

وہ قید تھی بویے کہ میں انکو لشکر میں چند روز قید رہا ہوں خج جانتا ہوں
 اور ہاتھ اوٹھا اؤکلی کے اشارے سے کہا وہ دکن کی طرف چلے گئے تھے
 زردبارانی اور سبز گھوڑ پر سواری وہی دشمن سنا کہ عدو سرکاری مہاراج
 باواز بلند اپنی فوج مخاطب کہے فرمایا کہ ہائیو کو تم محتاج وعطو پسند نہیں
 لاکھوں سے بند نہیں گن احتیاطا کہتا ہوں پر شیر نہ کرے اگر آج ذرا دل
 چھوڑا تو گرفتار ہو گئے سوائے بیغرتی و رسوائی کیا ہو گا یہ سچی لو کہ
 قوم بہر کو داغ لگایا بہادر و غنیمت شرمسار ہو گئے چہر یوں میں اؤکلی و
 رہے گی دو کوڑی کی بات ہو جاگی کسی سے انگہ چار کر نیکی
 لایق نہ ہو خلق خدا کیا کہے گی اندیشہ جان و دلیری میں بہر
 اگر حید و جانفشانی کر کے بتائید خدا فتح یاب ہوئے یا رستہ
 تو دونوں طرح انجام بخیر ہی اسے یہی بہتر ہی کہ اکبار کی سب کچھ

جهان در شن سنگی ہی دین چلکے مرو جو ہو گا بہ جا ہے کا جس کو خدا کا
 وہ پاس کا ابیر کا گی ہی زو پر کار ہی بند و فکا ہا دیو او مسلمانو کا خیر
 مدد کار ہی یہ سنتے ہی سب جان نشا رتاج حکم آقا سے نامدار کیا پایہ سوار
 مردمان نبرد آزا ایک ایک رشاک رتم تلوارین جنگی قضا مبرم کوہ کوئل
 پر کاہ او کھارین تہمتن ساس مینے آیتے تو چھاڑین زور کرین تو
 طاقت دیو کی گرد ہوا گ کو گھور کے دیکھیں تو سرد ہوں

اگر کوہ باشد ز جابر کسند بیدان رسیدند چون خشنماک ز گرد بیابان ہوا تیروشد	و گر چرخ باشد بہم برزند تر ززل و افتاد و جرم خاک بد انسانکہ چشم فلک خیر ہشد
--	---

وہ کسی کا رعب کب نا تہیہ مرنیکو حیات جاوید جائے تہیہ مستعد کا زار
 ہو کے جائے تہیہ دہو کے استین یا پیچے دہو تیان چڑھائیں جہ مخالف سے

انکھیں لڑائیں وہیں تنو کے بال کھڑے ہوئے جینے سے ہاتھ
 اڑھا دانتوں سے ہنٹ دیا تلواریں کھینچے ہر ہر اور علی کا غل
 بھج کر دیا ایک ہی ریلے میں قرب لشکرِ عدو پہنچے جو باڑہ تیار تھی فیر کر کے
 غڈ بھو گئے فوج دشمن کھو اس گئے دلون کی طرح پر اولٹ اودھرتے
 خون گھٹ گئے کاتی سی پھٹ گئی ڈریسے میں تک سمٹ گئی اپنا
 بیگانہ نہ سوختا تھا مارا او سے مارا بھائی کو لکارا ایک ایک تنہا
 اپنا اپنا رنگ جدا جدا کھا رہی تھی خون کی ندیاں بہا رہی تھی کوئی کر د
 پہنچی جگہ تک کسی نے تسبیہ چھوڑا سر سے کمر تک کوئی تلوار کاٹ
 کے سپرین در آئی سپر کہاں کی سرزمین در آئی فرق
 دشمن پر بیٹھی تو سینے سے اتر کے زمین کا بوسہ لیا ایک گویا
 جگہ کاٹتی ہوئی نکلتی جسم میں آگ لگا دی جان جلگتی غول بہت گئے

سپر کی طرح سیاہ رو و چہرے بنگلے اگر کسی سرکش نے سروٹھایا
 قدم بڑھاتے ہی سرد ہڑ سے پاؤں پر آیا جدھر اشارہ بتا دیا نفس فنا
 کی صورت ادا بل پڑکنے لگے کہوڑے بھڑکنے لگے زرہ پوش
 بیسریہ چار آئینے والے شہر تھے سنگ لونکا زہر آب ہوا
 جان بچانا یا بھو اب جو اسی مین عدو خود ڈھال کی سپر اوینکے حال پر
 دیدہ ہاتھ جو ہر شمشیر تیر بنگلے پہنچوں ہاتھ شانوں سے باز و گردنوں سے
 سرو و رکتیوں سے پہل سپردن پھول کمانوں سے شاخین تیروں سے
 پر اور بڑی دینر خوب چکے لڑنے قدم سر کا دیئے اسے اڑے مارنے
 کویتے کرتے پڑتے ناظم تک پہنچے ناظم نے دیکھا کہ سسکے
 بلا سے بیدار بن گئے اگر پکڑ پایا تو بوٹیاں اوڑا دیں گے اب بیان ٹھہرنا
 جان کہو نا ہی مرگ مناجا کا لقمہ ہونا ہی کہوڑا چھکار کے ناظم صاب

سوقم پر جا کر حیثیت کی بد و زندہ پھر عامرومی و مردی قدمی فاصلہ

اس محلے میں کے ہر چائیس پامیوں کے سانغہ بادۂ اہل پیا عدم کا رستہ لیا او
افسر و چائیں بخشی شیوہ پڑا و پاوا اگر ہی مار گیتے جاے نیسے پیا گیتے اور

برجی راجہ زغر کی شدت کے بیہوش ہو کر پڑے طاہر اسق تھی مگر خدا نے

جان بخشی او پندت تو بادی ہی مجروح ہو چل نہ سکے او نہیں لاشوں میں

ایٹا ماشا سبب طرفہ معرکہ رو بجا رہا مشرق کی طرف ایک غول

آویس کا نمودار ہوا ناظم کو شبہ ہوا کہ ہمارا ج نے پتیاں سے کہا

بلائی اور ہمارا ج کو یہ کیا ہو کہ ناظم کی ملک آئی تو تو طرفتیشہ پیدا ہوا

سنگی افسر و چم اون کو نکو دیکھ کے حضور سے کہا کہ او ترکہ طرف

بیلندی پر چلے مورچہ کیجے اب میں سے لڑنا مناسب ہی خلد بان

ہمارا ج بھی ہی بہتر جانا جو لاشیں او زخمی اوٹھا نیکیے لائے تھے

او نہیں ہاں ہی پر لاؤ ادھر کی فوج اودھ چلی اور ناظم کو گونے سے معیت کی
 راہ لی اب کچھ سب سے تلوار بند ہوئی بندوق چلا کی اتنے میں ایک افسر ناپاک
 فوج دشمن سے ہر جنگ غضبناک خشمگین چین برجین نکلا اُدھر بڑھا
 تلوار ڈاب میں گھوڑے پر چھا ہاتھ میں دُفالی بندوق موت راہ بڑھتی
 سوار پر پر بے جھاتے تیر چلو عین جوڑے ہوئے آتے سب بے پروا
 نیزہ تلے ہوئے کوئی شمشیر پیشہ ظالم بے ایمان نہ خدا کا ڈرنے خوف جان
 کسرش کینہ جوتی لیتیم بڑے کچھ دشمن وہ دیو بست بانی شکست گھوڑا اور
 تیر کی طرح ہمارا ج کے متصل پہنچا حضور نے فرمایا دار کر اگر تجھے
 شوق جنگ ہی پہلے حملہ کرنا ہم لوگوں کا ننگ ہی وہ غصے سے
 اک تہا دیکھا نہ بہا لا گھوڑا بڑھا کے افغی آتشیں دم کو سنبھالا برابری سے
 بندوق کا وار کیا اوسے نے خطا کی حریف نہ گرا کر مئی دوسری روع دی

دشمن اگر تو نیست گنج می تر است
و بهی رگینی بانی شکست و نابک

تھا اگر چلی آتا غضب کا وار تھا جب دونوں ٹوپیاں اوڑ گئیں سیلی

ہوئی سب دوق نہ چلی خود سر ہو گیا حیرت میں نام نہ ہو گیا اوسکا

حوصلہ پورا ہو چکا تو حضور نے آواز دی کہ جو دار ہو جا اب میں پورا آنا ہوں

ہوشیار ہو جائیہ کہتے ہی خود بندوق کا وار کیا کوئی اوسکی چہا تھی

بڑی منہ بل خانہ زمین سے زمین پر آیا بدمعاش خوان ہوا اپنا پر آیا ملو

قضا اب تجھ میں آن کر شاد
قدر دست مرا اج را بوسہ

ربا نہا پیشکرانہ گوہر نشان
نخما تجھ میں آن تو امان

نیارو باین دست و کا تفنگ
زمیندوستان تا دیار فرنگ

ہمیکفت ترکِ فلک گردِ سر
ہمیکفت اقبالِ فوٹحِ ظفر

کہ چشمِ فلک نہ میر چرخ برین
ندید از کسی دست برد چرخ برین

گھوڑے سے گرتے ہی اوس اجل رسیدہ کی روح سیکنے لگی
 خوب نیک نامی لائی ہر اہی سکی لاش اوٹھا بہا کے پیچھے جنازہ حشر میں
 سر کو لیے خاک اور اتین کے آگے ہمیت نگہ بہا لیے سلطان ہمارے
 عرض کی کہ جسکو آپ نے مارا یہ دشمن سنگہ کا چچا زاد بہائی بدہی سنگہ لار
 لشکرِ ناظم تھا یہ بات سچ تھی مگر اس وقت حضور کو یقین نہ آیا بعد تحقیقات
 ٹھیک پتہ پایا شروع دھاویے میں مہاراج کے گھوڑے کے منہ
 دو گولیاں لگیں لغام گر گئے مگر اوسے منہ نہ پہیرا شیا سنگی اور
 یہ جراتیں نہیں سنیں پاڈے بنی ماد ہو یہ حال دیکھ کے حضور سے
 عرض کی کہ اچھا گھوڑا اب بیکار ہی مبادا اذیت سے منہ زوری کرے نیچے
 نہ رک سکے دشمن کی فوج میں جا پڑے ہزار خطر ہیں یا گھوڑا بد یا پیدل چلتے
 مہاراج جو اب دیا کہ نیچے یقین ہی یہ نہ ہو فانی کرے گا اور اگر برائی

کریے گا تو لغام ہی کی طرح چوڑ دون کا اسکا رشتہ الفج جو میسر رشتہ جان
بند باہی توڑ دون کا واقعی اصل کے کہیں خطا ہوتی ہی وہ کام کر لیا کہ آج تک اسکی
کو پر فاروتی ہی سانس نہ گئی تھی مگر سواری کا دم بہر ہاتھا خالی سنہ دھانچا کام

بزرگ خانہ آن سرور ارجمند	چونور فراست بفکر بلند
--------------------------	-----------------------

آخر لڑتے بڑے جنگل طی کریے کیل ندی پر پہنچ گئے پانڈے
بہنی مادہ نور خمیونکو ٹبرہ کے اوٹھانے لگے اونکی کمین کا چوٹی
دو شالہ بند ہاتھا دشمنوں کو مہاراجہ بہادر کا دھوکا ہوا وعدہ او دہری
جھک پڑے آگ بر سادی قریب دریا چار سواروں نے آ کے
بہنی مادہ کو گہیرا دوسوقت محصور ہو کر دلیرانہ کیا حملہ شیرانہ کیا
چھپ کے دونالی بندوق سے دوسوار و نکو مارا اور ایک کو
سنچے سے ہلاک کیا چوتھے پر بھی پستول تول کے چوٹی

مگر کوئی خطا کی سوار کو چھوڑ دیا اور گھوڑے کی جان لی آخر اس کو زندہ
 گرفتار کیا اور سوارانِ قتل کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا اپنی سوار کو
 اپنی مامور کی خدمت میں آئے اور اس کو گرفتار کو ساتھ لایا اب ناظم کی فوج
 بالکل دانت کھٹے ہو گئے مقرر و مقرر بھی ہر اس کے گھبراہوش کہتے
 ہر لوں کی جانیں لبوں پر آئین چمک رہی تھیں چارہ نہ کیا پاتا تو آہستہ آہستہ منتہی
 بہا گئے سے سر تھے تھے یا سر پر ڈن رہے کہتا کو شکست آگئے

چو سیلاب ہر گریزان شذند	شتابان و فستان و خیزان شذند
-------------------------	-----------------------------

یہ بات مخفی نہیں دلیسے بنائی نہیں اظہر من الشمس و ابیض من اللبس
 ہی یہ دیکھ کے حضور نے گھبراہٹ سے کہہ دیا کہ اس کے ساتھ سو آدمی کر کے
 کہا کہ تم ہی ان بہا گھوڑوں کے پیچھے دوڑے جاؤ جو راہ میں گر
 اس سے گرفتار کر لاؤ اور آپ اپنے گھوڑے کا منہ ہاتھ دہلائے

ہمارا ج مصروف ہو جب اللہ سے متوقف ہو تو ثابت ہوا کہ جس کو وہ کو دیکھ
 طرفین کی فوج متفرق ہوئی وہ تماشا بینِ افسانہ کی طرح کسی کا ہر جملے کو
 تائید یہاں سب جان پہلے ہوتے تھے ویسے لگتی تھی اور نزدیک تھا

دکھائی ہی کہہ سیکر نہ کور نے موافق حکم حضور دھڑکے چائیس آدمی گرفتار
 کیے کتے کتے کے ہاتھ اور ناک پر پتھا صاف کیا یہ حکم ہمارا ج کے خلاف کیا

ہنر پیشگان کا راز آمدند	بروزند و بستند و باز آمدند
-------------------------	----------------------------

ہمارا ج نے اوس روز اوسی جنگل میں سحر کی زخمیوں کی تیمارداری میں
 رات بسر کی جو میر گئے تھے ان میں سے کسی کو پہنچا کسی کو نہ پایا محلو پہرا
 اپنی چھاؤنی کو با یا حسب معمول صوبہ گشتا میں جی کشن پوری ہمارا
 کے پاس آئے حضور نے اویس سے کہا کہ ہم تمہاری شکر گزاری
 نہیں کج سکتے جب قدر ہم نے تمہاری ذات سے آرام پائے بعضی بات

ہماری شکایت کی عادت نہیں تھی اور تقدیری میں تیسے کچھ شکایت نہیں مگر
 دوست کے دل کی بات چہپانی نہیں چاہیے۔ سبیل تذکرہ کہنے میں آتی ہی
 یہ جو ہم پر عین غفلت میں پورش ہوئی اس میں آپ کے عملے کی صاف
 سازش پائی جاتی ہے وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولے کہ ہمیں اسکی اصل
 خبر نہیں جیسی چاہیے قسم لیجئے اگر ہم پر ثابت ہو تو جو جی چاہا حال کیجئے
 حضور نے کہا کہ دو لاکھ روپے کا ہمارا اسباب لٹ گیا وہ کون کیا انہوں
 نے کہا آپ کا دوست جو نابالغ لیتے نیپال ہی آپ کے اویسکے محبت
 کمال ہی اوسی کے کہنے سے آپ یہاں آئے نا حق کے صدے
 اوٹھا ہے اگر کچھ نقد و خیس کا درشن سنگہ سے دعویٰ ہو تو لکھنا چاہیے
 معتبر سنگہ کو یقین ہے کہ وہ اس باب میں کچھ تدارک کریں گے اچھا
 ایک ایک ختبہ ناظم ہرین کے یہ بلیت ہمارا ج کو پسند آتی کا غز قلم و دوات

مشکوٰۃ معتبر سنگ کو خط لکھا اور چین تمام لڑائی کا حال اور تفصیل مال حسبہ نقد
 جنس انگیا تھا مندرج کر کے کشائش کو خط لکھا آپ اتنی تکلیف کھجے
 اپنی اولاد تک میں اسے سمجھ ہیجے۔ تیجے اولاد تک اونکی زبان میں نام ہی دا
 بارش کے سبب گوہ خط دو ہفتے میں نیپال پہنچا معتبر سنگ نے
 وہ نامہ دیکھتے ہی زریڈنٹ نیپال کو بذریعہ پرچہ پیام حالات مذکور
 خبر کی زریڈنٹ نیپال نے زریڈنٹ لکھنؤ کو لکھا اور انہوں نے
 اہالیان شاہی کو آگاہ کیا اس زمانے میں بادشاہ حجاہ حضرت محمد علی
 زیب سرپرست تھے اور منور الدولہ بہادر وزیر تھے اس ہنگامہ
 خبر و تعدی ناظم کی خبر ہوئی ناظم مذکور اغنی درشن سنگ کے کار
 شاہی میں طلب ہوئی عتاب شاہی ہوا نصیب گئے کہ کرو کہ نیافت شینگ تھو
 قید ہو

انچہ کند و دودل دروند آتش سوزان نکند باسپند

ہماراج کا حسب الطلب کلکٹر ریڈ حسب گورکھپور شریف
 لیجانا اور وہاں دشمن سنگم کی گرفتاری کی خبر پانا اور وہاں
 اکی ریاست آبائی بزور بازو ایسے قسے قضی میں لانا

ہماراج بعد جنگ قمرم الصدا پنا حال تمام کمال کلکٹر ریڈ حسب گورکھپور
 کو لکھ بھیجا صاحب اسی وقت ہماراج کو اپنے پاس طلب کیا لکھا کہ
 ہمراہ لو اب سید گورکھپور کی راہ کو حضور نے گرفتاران سابق البیان سے
 روئے لیکے اونکو چھوڑ دیا اور آپ گورکھپور کا رستہ لیا تین دن میں
 نجر و خان کو خدمت صاحب مدوح میں پہنچے زخمیوں کا ایک مکان ملتا
 صاحب کے حکم سے ایک ٹیپ ڈاکٹر مجروح کی دوا دارو کے لئے مقرر ہوا
 اوسکا علاج بہت کارگر ہوا پانچ چدن گذرے نہ کہ ایک روز
 صاحب در ہماراج کو اپنے بنگلے میں بلایا بطور تہنیت فرمایا کہ آج

ہماری ڈاک میں یہ لکھا آیا کہ بوجب درخواست صاحب ینڈ ٹینیاں و شنگ
 لکھنؤ میں جا کے حکم شاہ آدوہ قید ہو گیا شکر کر نیکی جگہ ہی کہ تہارا صیدی خوش
 صید ہو گیا اب جلد جا اپنے علاقے کا انتظام کرو خواہ پختہ خواہ
 خام کرو آبادی کا خیال رکھیے کسی غریب زار نہ دنیا بد جانہ لینا یہ سنتے ہی
 شجر زمرہ تنہا ہوا گیا جیسے سوہ دیا تو عین پانی پڑا دیکھے پہلو
 پہوٹ گئے ایسی بالیدگی ہوئی کہ رشتہ نایاس و حسرت کی طرح بند قبا
 ٹوٹ گئے جنود خوشی و حرمی نے فوج ناظم کی صورت چاروں نظر سے
 گمیر لیا لشکر غم نے کاروان اشک شادی کا ساتھ دیا بس حسب مسرت
 کہ ایک صاحب سے خصوصیت ہوئے بہت جلد روانہ بہر صورت ہو
 وقت روانگی اپنی فوج افسر کو مہاراج لکھا کہ ہم یہاں سے چلے چکے
 صاحب نے کمر سپاہ آپ کو پرگاؤں متعلق علاقہ بلرام پور میں پہنچاؤ

ہم سے پہلے آؤ اور ہمارا ج خود اڑھائی دھن منجھو گا وں سرحدِ علاقہ
 گورکھ پور تک جہاں برہمن تھے ہیں پہنچے ایک دن اپنی سپاہ کے لئے
 انتظار کیا وہیں قرار کیا دوسرے روز سنا کہ نویں فوج پیرامین
 آئی حضور بھی داخل لشکر ہوئے افسروں سے ملاقات کی خبروں سے کہ
 ہمارا ج کو خبر دی کہ لکھنؤ جلشی سوار آئے دشمن ننگہ کو پکڑ لیگتے لیکن اونہوں نے
 چلتے چلتے اپنی فوج مع دو ضرب توپ ایک افسر سپہ کی ہی اپنا قاعدہ قائم
 جانے لگے اوی کو حکومت دی ہی اور خاص اہم زمین جس کاں کو قلعہ بنایا
 اوسی مکان میں اوس کو تعینات کر تا کہ یہ حکم سنایا ہی کہ کوئی شخص آئے
 اس علاقہ میں دخل نہ پاسے غافل نہ نہار رہنا ہر وقت ہوشیار رہنا
 یہ سنیکے حضور نے افسران فوج سے فرمایا کہ یہ تقریر سنئے وہاں ابھی
 ہر ایک جنگ پر آمادہ ہی اپنا کہو کیا ارادہ ہی اونہوں نے جواب دیا کہ یہاں

سب سے پہلے ہی سے چیر سنے کے قتلِ عدو پر تیار نقطہ حضور ہی کی تشہید
 ایسا دوار کچھ اندیشہ نہیں نابل شیر و کلا پیشہ نہیں کیا اور او مورچے کیا حکما
 جانِ نا خیال کریں گے اقبالِ سرکار چاہئے چلکے دم بہرینِ ٹینوں کی طرح پھال
 کریں گے حضور کے سوار ہونے کی دیر ہی آپ کے بڑھتے ہی اونکا خون
 ہٹ جائے گا آئین کے ساتھ قلعہ اولٹ جائے گا سامنا تو ہوا
 نہ مہرجائیں تو تو چلے دیوں وڑ جائیں گے مہاراج نے اپنی فوج کو
 جو متحد پایا و سائے بلرام پور کو اس مضمون کا خط بھجوا یا کہ یا فعل دست
 چرخِ دون پرور جو کچھ حادثے ہمارے آئے کسی سے پوشیدہ نہیں
 دیدہ بین شنیدہ نہیں طولِ فضول ہی مختصر کہ ہم برا گوشتا لہی غاصبان
 بہ کردار و خرامیاں نا بکار آج ہی بلرام پور چلتے ہیں پریش چاہتا ہی تو
 موزیوں کے مراک آئیں گے چلتے ہیں تم میں سے جسکو ہمارا

قید ہو کیا ہم اپنی ریاست معرونی پر اب کسی مجال ہی جو ہمیں نکلے ملانے ہم ہی آپکو
 قید جانو اگر جان غریب پاری ہی تو تمہیں کوئی مزاحمت نہ کرگا سید ہی طرح یہ جگہ چھوڑ
 کہنا مانو ورنہ اس حرابی مارو کہ ہدیائیں چھپائیں ایسا نشان دوگا کہ نقال مریض بھی
 تمہارا تپا نپائیں اہل بعثت نگران کی ہر روح مبتلا حرام کی سگت خوک کی تو
 مرنے کیسے منظور ہی آئے سمجھا دیا کہ اپنے خدیں آپ شریعت ناکیا ضروری اب تمہارے
 پیش و پس میں رہی دہری کس کام آگی ایک ایک ہی دس دس میں مشہور ہی کہ پچی
 زوال نہیں بچا کھون کسی نہ بے حلال نہیں کارے حسنہ ارشاد مہاراجہ ہا
 اہل قلعہ کو زبانی سپاہ پہنچا یا سوال لیکر جواب لیکر یا کتابیات ہی وہاں پہنچے
 جواب یا کوئی نافرمانی کوئی مار بٹھا کو یا کسی مار ڈالنے پر لڑائی کا خاتمہ تھا
 بیچارہ رنجی کے بھگتا کر پاقیاضو کی خدمت میں چارویم بدین المہر علیہ السلام
 سوال بھی پوچھا ہی نہ کرنے یا پاتا تھا کہ حضور اپنی فوج کو قلعے کے محاصرے کا حکم دیا

چانیر آرمی اوستا سہاں جمع ہو چکے تھے سب قلعے کوچھ لین اور ونکی گولی کا توپ سے
جوا بد یاد و نو طرف سے بند رہیں چلنے لگے تو دین شعلہ آتشیں او گئے لگے کبروں کے داد

شجاعت نہی تیک پہاڑ نہاں کی گوشت مٹی کی لڑائی تھی اہل قلعہ میں سے ایک آدمی مار لیا
او کھڑی ہی ایک کھڑی زخمی ہو کر اس فکری فوج نے اوٹا کر دھاوا کر دیا یہاں چند سنگر کا مکان
منعزل یہ دیوار قلعہ نہاں کی ہے جیل میں لیلیا ساری اپنی جان پر ہوتے ہی تلوار بربک

ایک ایک پہاڑ واکدال تین میں لی اور دیوار قلعہ کی خبر کہو دنی شروع کی

کیا سراوٹھا جیسے کوئی اور کیا کرے	جڑ آسمان کی کہو درہن پڑے پڑے
-----------------------------------	------------------------------

قلعہ میں کہہ نیک آواز سنکے اوپر سے آگ برادی جگہ پانی کی پہی تیر نہ دکھائی
کوئی دم میں بولے اگر اچھا ہستی ہی برو تو خاک میں ملچی جان بھی جایا چاہتی ہی یہ سوچ
بھیاں کی چادر ملائی چکا بادشاہ کی دوہائی سیکڑوں ڈاکے انجیل کے گر گرا تے

جو رول چھوڑ بولے کہ ہم اپنی نرا کو پہنچنے کان اوٹھتے ہیں ہم نہیں کر نہیں ہیں سمجھتا ہے

پاؤں پر پہن ہم ملازم شاہی میں دشمن گئے کہ نوکر نہیں لائے بیدار و غلام سمجھے کہ میں آکر
 نعتہ ہو کہ وجہ انید و خدا کی راہ پر عین کجی انید و جب ان نید ہوونے خدا کا واسطہ
 اور بادشاہ کی دیہاتی دی تو ہمارے اپنے لوگوں کو نوروں لیا ایک طرف سے انہیں کالیا
 اپنے مکان قبضہ کیا وہ سب جان چوڑے کے عیادی قیدیوں کی طرح بہا کے نقیب شکست
 فی الدارین کہتا ہوا آگے آگے کہہ کر پور علاقہ کو نڈامین پہنچے اور نکر ہوش بھگانے
 ہوئے و میں مقام کیا اور حضور نے چند روز بلرام پور میں رہے اپنے علاقے کا
 انتظام کیا پھر جاؤ و میں مقام کیا انظم و نسق کا فوج کا جو حق ہی وہ حضور انبی و
 خاص کے کہا یا بار باریہ بانی فاضل جہان فرمایا کہ راجا و چار صنف میں ایک یہ کہ راجا
 اور رعیت کے دونوں کے ساتھ سبھا و پیش آؤ و کہہ کہ اپنے نفس کے لئے سخی ہو اور
 ساتھ بخل کہہا تھا کہ اپنے واسطے تنگ چشم و رکھا یا خاطر کریم چاہا یہ کہ اپنے اور
 دونوں کے ساتھ لیم اول قسم باتفاق خوب ہی اور دوسری اور چوتھی باتفاق معیوب
 تیسری

نوع میں خلاص ہی حکما نہایت کہیں محمود ہی اور حکما فرس کا قیل ہی کہ مذموم ہی فقط
 سچ کا فرق ہی ورنہ جنگ نہیں صاف صاف ہی سخی اوہیں کے جو بقدر حاجت اہل
 کو پہنچا گا اور جو اس سے تجاوز کرے اور بے فراط پہنچا تو سخی نہیں مہرست کہتا
 جو راجہ اپنی قدرت کی بخشش علی بن لا اور سیکھا کہ میں نہ کر خرابی نہ اصل بخاکم
 بقدر ملکیت ہی کہ کسی کے مال پر اپنی نگاہ نہ دوڑا سے ہرانی سنا دیتی کہ تہا یزید
 خلق خدا کو نہ سنا اور آدمیوں کے چہرے پر عجب کی تفتیش نہ کرے اور جو انعام کیوں
 تو یاد نہ کہے یہاں اور افضل و احسان ہی کہ تیکو کی بزرگی جا اور بندگان الہی کے ستا
 کشادہ رو رہی جواب شخص کی لیاقت کے موافق و جاہلو کی خطا و گزر کر کے
 کہنا ماریا سب کے لئے مقصود نہیں کیا ہی مقصود ہی تھا کہ راجہ بلند مرتبہ صاحب
 اور ضعیف شیریں بیان بلند دانہ اور بات کم کرے اور اراذل صحبت نہ رکھے اسی میں
 بہت ہی جب مکاتیب سے باہر آتو زینت پانچ منہ کے لائق کرے کہ اور نہ

ممتاز و باقار ہو و جو سوداگر ملای و عید کے او کی ریاست میں آئیں ان کی رعایت
 واجب ہے کہ جو بے گنہ و میل قلوب کثرت آمد و رفت تجارت ہو موری ریاست کے بھی
 اسباب ہیں اور نیسے تھوری توجہ میں نفع بہت ہو تا ہی ایسی سچے کے پیش کیا
 اور بہت نہ ہنسی کہ لوگوں کے دل سے اس کی بہت وقار جائے اور شہوت میں چڑھو
 کہ یہ خاصہ ہی خنازیر کا اوس بات میں کیا فخر ہو جیسا کہ جو ان اوسیر غالب آئے
 افراط اس کی جسم کو ضعف اور عمر کو نقصان پہنچا پئے گی عورتوں کے اخلاص بڑھا
 مسکینوں اور ضعیفوں کے حال سے غافل نہ رہے ان کی دلجوئی واجب جائے
 کہ باعث رضا خالق و جلب قلوب خلاق ہی اور جو بے غلجہ کرے جہانگیر
 کہ خشک سالی میں اطمینان کے بغیر ایسی بات کرنا چاہئے کہ اہل صلاح اور نہ دین اور ہر
 خوف کریں عہد شکنی اور قسم کھانے سے باز رہے اور اگر سو گند کہلے لے لے
 ہر کر پیر نہیں بہت سے سلاطین و پیران کی سلطنتیں شامت ہو گند و فساد و نقصان

فساد پڑیں اور جو خیر کم ہو جائے اس کا تاسف نہ کرے گا یہی عیادت طفلانِ ناقصانِ ^{و کمال}
 اپنے ملازموں کو فہم و علوم حاصل کرنے کا حکم دے جو علم میں فائق ہو اور سکون فرید عنایت ^{و تہیت}
 خصوصاً کتب اس حصلت کے وہ لوگ دوست ہو جائیں گے رونق ملک بقا ذکر جمیل
 ہوگی وقار برائین گیس شاہانِ بختیانی کے لیے انہیں و خصلتوں کی برکت ہمیشہ رہی ^{رعایا کو}
 اس تہ حکم تحصیل علوم تک تاکہ لڑکیاں پال دین کے کہ فریون رضی و آداب عفت و ^{اوجہ}
 اصولِ طب و نجوم سیکھیں تہیں یہی چرچا تھا اور شخص مقصد نہوا و بات سے کوئی ^{چتر}
 نہ کہا اپنی محافظت میں غفلت نہ ہو پائے اور عدل کو باعثِ فلاح و جادعتِ ^{عدل}
 صفاتِ الہی میں سے ہی عدل نے زمین و آسمان قائم کیا ہی عدل صوت
 عقل ہی عدل مالکِ قلوب و رقاب ہوتا ہی اس لئے لکھا ہی کہ ملک و عدل
 دو بہائی ہیں ایک سے دوسرا جدا نہیں ایک کو بغیر دوسرے کے استغناء ^{نہیں}
 کیفیتِ ارتباطِ اسبابِ نظامِ عالم سمجھ گئے و آئینہ شریف میں وضع کی ہی کہ شکر انکی

مُتَبَكِّیاتی نہ تھا۔ یعنی کوئی موسیٰ بہا نہائی تھا سوجھ بکلیف بیشاپچین
جان رات ہی چار تو پھر شیر کازین میں بنگیارات پہاڑ ہو گئی اگر دن لنگیا
نہ تو آتی ہی نہ تھیں کہ سو ہی رہوں نہ انیس ہی کوئی کہ باتیں کروں

شبِ چمر کی کسی دوازی کہوں وہ شب ہی کہ جسکی سحر ہی نہیں
پیشتر سے فخر رہ رشکِ شاہِ ہمایوں سجات عند لیبِ تَعِظِ شمع کا شاد ^{لے}
مشرقی طلعتِ فاشعار نیک کردار بی باندی صاحبہ ام قبالہا سا گر کوئ ^{نے}
جس کا اب محل ہی اور وہ صاحبہ اولاد ہی ہیں مہاراج کو تعریف تھا اسکا ہجر ^{عش}

ہزار تاسف تھا کیونکر نہ ہو خالی نے انہیں ہمہ صفت موصوف کیا لیا
نیکبختی و پارسائی دیا حق شناس نیک اساس مجمع شرم حیا جامع صدق ^{نخن}
عفت عصمت صاف طبع پاک طینت خیر ایسی مہر کج سائل در خالی نہیں جاتا ہی
حسب لیاقت زرقہ پاتا ہی راقم رات دن از عورت تامل و سائلوں کی بہیر در ^{محل}

چشم خود دیکھتا ہی بارہ مہینے اجناسِ نختہ و خام کی داد و دین جاری ہی فیض کا دریا
 کہتا ہی مسجد بن نام بابر بنوایے کہاں کہاں سے آدمی شہرت و سخاوت عام
 نہیں تھے اب ایک نام امام حسین کا عاشق کہتا ہی محرم بہر لنگر جاری رہتا ہی اہل
 نیک کی آئی جو خدا کی راہ اور شہید کر بلا کے نام پر لگائی مرد و نکو شرمایا ہمت جانتے
 چشم ہو کار مردانہ کرد کہا یا خوبی نیت کی بدولت اللہ مال کر دیا عقل کامل فہم
 درست تدبیر شائستہ اقبال لازوال عطا کیا انسید حبیبین محلی مغلا نیان کس
 مانزا تین جنکی مال دنیا پینا زمین کس کسی شرم کیجا ہے جو جواریست کے سامان
 چاہے تے سب جو زمین امیر اڑوئے نکلے انداز زمین یا اینہم دنیا گر اہت ہی دین کی طرف
 زیادہ غمیت ہی خدا کی باتیں فر کر مسائل صبح شام ہی تلاوت تہن سے
 بہر صورت آٹھ پر کام ہی ہی ایمان کی نشانی ہی اظہارِ اسلامی ہی ظاہر
 فرہ بہر نفسا نیت نہیں کسی سے ہدایت نہیں شہر

آئینہ ست شیشہ چو آئینہ داشتند

اکفرست در طریقت ما کینه داشتند

اب و گل بین کینه ہی نہ حسد ہی بخل ہی بیری سخا بخش و عطا کی بارس
نخل آر و خورد و کمان سر سبز ہی خلق خدا علی الدوام مصروف و کاخیری
تحصیل ثواب نظر ہی حتی الوسع کلمہ خیر زبان پر ہی نہائیں شے بہتر کیا ہی نہ
والے سے دلوازے والے کا زیادہ ملا ہی اہلیت اگر کسی کسی میں بکی ہو تا دنی سہوا

اسپن و شمشیر و فادار کہ دید

مشہور ہی اور اقبال مندوں کے

ہاتہ اگر عنقا ہی آجاسے تو قدرت قادر سے کیا دور ہی حاصل کلام یہ کہ
اون نوین مستورہ مسطورہ گوئی میں تہیں اور اوزر ہوا میں حضور یا دیے
قربط ہر دور تہمجب فرقت کو مدت ہوئی اور دل نے کسی طرح نہ مانا تو
اون گل گلین خوبی شمع شبستان مجبوری کی طلب میں انس مضمون کا نام نہ روئے کیا

نام

ای تازہ نہال گلشن ناز

وی سرو بباغ جان سرفراز

ای نوکل گلشن جوانی و سرایه عیش و کامرانی

حال چرخ کج بقار و دورنگی لیل و نهار عیان ہی واقف اک جهان ہی

یک خطه یک ساعت بیکم و اگر کون میشود احوال عالم

گردون دون ایسا جفاکاری و ظلم شعار ہی کہ کسی کا عیش و مورتی

چہین لینا ہی کسی نو دولت کو راحت دنیا ہی کی کو باد یہ پانی ہی کی کو

مہر و شکیبائی ہی کسی کا حق تلفی شعار ہی کوئی اسکی سختیوں سے

بیقرار ہی کہیں غمنا ہی کہیں غمنا ہی مولف

بیکیا است عیش و طرب گنج گنج

بیکیا است و فکر با ذی شعور

بیکیا با اٹھا و جفا ط

بیکیا است در و غم آلام و رنج

بیکیا فریب است و مکر است

بیکیا اتفاق و بظا ط و کړطا ط

کوئی رستم مثال ہی کوئی غیرت پیر زال ہی کی کو حرات مین خرد کیا

کسی کو نامزد کیا کوئی بزور تیغ اپنا کز سگہ جاری کرتا ہی کوئی بہاگ کے
 داغ رسوائی دہوئیے دہوتے مرتا ہی کوئی وارث موروثی پاتا ہی کوئی
 قیدِ عمر میں گہرا تا ہی کون اسکے ہاتھ سے دلش نہیں دنیا کا کوئی نو
 یے نیش نہیں بالغ بل تمہارے زمانہ مفارقت میں جو جو رنج یہ منے
 اوٹھاتے کیا بیان ہوں شہر سے بامہرین کیونکر عیان ہوں ۵

عجب دست اندل اگر گویم زبان	اگر دم کشم ترسم کہ منہراستخوان
نمی دامنم غم دوری چه باشد انتقدام	کہ دارم دوزخی دینی آستخانہ پهلوان

قصہ مختصر کیا اون بانو کا اظہار طافات پر رہ دیا تمکو اگر ہمارا ساتھ دنیا منظور
 تو جلد آؤں چاہ دیکھتے ہی آگے ہمارے پاس پہنچاؤں سکین بخش دل نابصورت ہو رہی دوزخ ۵

شمارِ شوق ندانستم کہ تا چندا	خبر انتقد کہ دلم سخت آرزو مند است
گفتم تو حال اینچنین است	افسانہ حسرت من افست

این نامہ نقش اختصار است | ایک نالہ دل ز صد ہزار است

ہر کارہ صبار قمار بد و از او تر نامہ اشہر با غنی گوندہ میں پہنچا اور نامہ ^{سلیمان}

عطر قیس ثانی کے حوالے کیا اور دیر تو اشتیاق اور ہر سے ہی سوا تھا کان مشتاق

صدائے پائے قاصدِ عینی مہر تہے شوق ملاقات باہم تہے مہاراج کی خبر

بھٹکے گوگوش باواز تہیں دیکھ کے لیے چشم ان انتظار باز تہیں اپنی طلب

سنتے ہی دل بچھین گیا ہنسی خط کے ساتھ آئی گویا دولت کو نین ماتہ آئی اگر اس

خوشی کے ہمراہ رنج گرد نہ آتے دشمن شادی مرگ ہو جاتے تھر تھی اپنے

مطلب کی اوس وقت نامہ بر سے سواری طلب کی یہ سنکے قاصد ہاراج

کی خدمت میں اولٹا پہرایا جواب کے عوض میں سوال کیا انعام کے بدلے

فلس کیا رنگ نہ خوشخبری لایا حضور یہاں جسے درخواست سواری ^{بھی}

وہاں کسی فخر نے ابالیا ناظم کو کہ اوس وقت تک گونڈے نین ^{مست} بتور بر حکو

تھے خبر کی مفصل اسات کی اثبات پہنچائی وہاں سے مکانِ سماوہ موصوفہ پر
 پہرے آتے اسلئے کہ اس گہر سے کوئی جانے نہ پاتے بعضِ باطنی سے او
 بندہ ادونکو ہر طرح ستانا منظور تھا سماوہ مدوحہ کو مع انفرقہ کیا جب مہاراج
 اپنی آرام جانگی گرفتاری کی خبر پائی طبیعتِ طیش میں آئی اسی دم میں انفرجیالا
 و معتبر کو بغیر اعتمادِ کلی تھا بلا کے کہا کہ گوندے میں یہ حال ہوا دشمن اپنی عداوت
 سے باز نہیں آتے ہیں مرتے مرتے ستائے جلتے ہیں تم جاؤں
 حکمت سے بن پڑے ہوس قیدی رنج و محن کو بندِ بابائے نکال لاؤ تینوں
 آدمیوں نے گوندے جا کے کچھ ایسی عیاری کی کہ اون سخت پہرہ میں ان میں
 کانِ عصمت کو نکال لے لاکھنؤ میں مہاراج یاس پہنچا یا جامع المتفرقین نے پھر ونگو لایا ایستو
 گہری سے مہاراج پاس آئی کہ خدا نے یہ کبھی صورتِ مفارقت نہ کہانی ہو رو بہ
 او کی قدرتِ کاملہ عالمہ ہوتی بعد ایاں مہود صدقِ بطن یا تو سختہ اطوار سے

دو در شاہو تو ام ہویدا ہوئے دولٹ کے ساتھ پیدا ہو کر عالم ہستی میں تباہی غم تو ام

ہی عشرت کے ساتھ الم ہی فلک جہانستا ہی آسور و لا تا ہی اسی منتیں میں دین ہی پوری

نہو یہ پائین تہیکن وہ و نو نو نو خدایہ مناسبتات کجے باغ دنیا کوئی پہول یہاں کاتا

خار پسند آیا حٹ وطن کستایا آخر دونوں رتین شل نگہت گل و روج بلبل اکھتو

نہاں گشتیں صبح جہان منہ پیر لیا نہاں پینچیں اسطرح آٹھ برس تک عالم وجود

ایا کوئی صبح رہا کوئی شام رہا ہر سال ایک فرزند کا کوچ ایک کا مقام رہا جو شکم

مادر سے باہر آیا دین نے آہ ہر بانگی طرح چھائی گھایا عدم سے آٹھ فرزند پڑے

دنیا میں آئے قضایے کنارا داریے لیکے ہمدرد میں تہنک کے سلا

ذکر و انائی راجہ درشن سنگہ و روانگی ہمارا چہا درمست بناس

سمبٹ المطابق اسٹہ افصلی میں دیہے گزریے تہے کاس علاقے

کی نظامت احسان علیجان باشندہ لکنو کوہوئی انہوں نے آئے ہی

آیتے ہی روپیہ جمع واجب طلب کیا ہمارا لے اپنا وکیل ناظم حال کنیت
 میں بھی اونکو تو ابھی یوں ہی رہنے دے تجھے ناظم سابق کی خبر لیجے
 کہ اونکو قید میں بھی چین نہیں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں بیٹھے بیٹھے ایک ایک
 اوہار رہے ہیں یہی گفتگو ہی کہ ہمارا جہلدارم پور یہاں آئیں تو میرے اونکے
 حاکم کے سامنے دیکھاری ہو جب جانوں کہ مجھے قائل کر جائیں! ورنہ
 میں شاہ اودہ اوروائے نیپال سے مناقشہ تھا باعث اوکے درشن سنگ
 ہی تھے انہوں نے اپنے نزدیک قید سے رہائی کا یہی ذریعہ
 پایا خدام شاہی درخواست کی کہ اگر سرکار سے خانزاد فوج کثیر پائے
 تو نیپال جا اگر قید سے رہائی پاؤں گانہ وائے نیپال کو یا جا کے
 قتل کروں گا یا شہر بدر کروں گا یا قید کر لاؤں گا یہ نہیں چوکتے اپنی تدبیر سے
 مگر ناچار ہیں تقدیر سے کہتے ہیں کہ جب درشن سنگ اور زرڈیٹ لکھنؤ

تحریر زریڈنٹ نیپال کے سبب سے بخوبی بگڑ گئی دونوں طرف تو ہم
 عداوت گئی تو معتبر سنگھ نائب الیٹ نیپال نے ہمارے کو لکھ بھیجا کہ ہم نے
 آپ کے مقدمے کی تدبیر کی ہے جیسے اور زریڈنٹ لکھنوی سے اس طرح
 تحریر ہو رہی ہے اب آپ کا یہاں آنا اپنے مقدمے کے لئے بہت بہتر ہوگا
 مناسب ہے کہ جلد وہاں سے کوچ کیجئے آپ کے اسباب وغیرہ کی نشاندہی
 ہم نے فرم ہی جو لگایا ہے جیسے آپ کے لیے حضور خاں نے خط لکھا
 نظر کر کے سیاسی دت سنگھ پر کہ ہمارے کے رادہ مانو نراو تھے امور مالی
 و ملکی تین بڑے افساد اپنے علاقے کا انتظام چھوڑا اور خود بجل کی طرف
 موڑا اور حضور اور بڑے ہوئے کے پہنچے تھے اور ہر دس سنگھ نے
 پانچ خواتین کی مظلوم و غموم قرار دیا اور چھوٹے چھوٹے گواہ کی چاک پٹے
 پھر کہتے جبکہ یہ قول ہے کہ ناحق لوگ دلیمن شک لیتے ہیں

قسم کھانگے آتے ہی کہاتے ہیں درگواہی کیا ہے بات ہی اس کے ساتھ دروازہ
 ہی دہا دیا ہوتا ہے وہ چاہتے کہ ہو ٹاکر دینا کونسی کراہات ہی اوکھا ہی پیشہ ہی
 نہ اہل دینا کا خوف غیبی کا اندیشہ ہی نہ خدا کو نہ ایشتر کو مانتے ہیں قرآن کو لکھتا
 کاغذ گنگا کو ہاضم پانی جانتے ہیں ایسے مکار و نکو جمع کیا اوجیسا کہ
 مناسب تھا اونکو اپنی طرح سمجھا دیا یہ جعل بنا کے مقصد نے
 تیار کیا وہ داد خواہ و گواہ مصدوعی خستہ معیست گونا
 جست عبارت ہی بن ٹھن کے زریذنت لکھتو کہ سائے
 پہچھے اور سکھائی ہوئیں یا تو شکایوں اظہار کیا مصیبت زدوں کی
 صورت بناتی دو ہائی تہائی خرع فرع واو بلا مچالی کہا ہمارا چہرا
 نے ساریے اہل و عیال و وارث ہجر و مقصود قتل کیے کئے اس
 نفسانیت کی ناحق کی عداوت کی ہم مبتلا ہے صعوبات

یہ سب بین سرکاریں فیادی آیتے ہیں اور طلب بین جھوٹ کو سچ کر کے
 دکھادیا باوجود قیافہ شناسی صاحب کو بھی گہرا دیا خون کی علت بری ہوتی
 حاکم کو اسکا بہت خیال چاہیے سو اسے ثبوت غفلت غیب و بدبہ
 کہوتی ہی حکام سلف نے اسکا تذکرہ واجب جانا ہی کہ عند الشرع
 حاکم ماخوذ ہوتا ہی خصوصاً صاحبانِ عالی شان نے کیسے کیسے
 لوگوں کو خون کی سزائیں پہنچائیں اس حیرم کی عقوبت کیلئے
 بڑی بڑی کتائب بنائیں صاحب کو بدین نظر کہ مصرع

تا نباشد خیر کی مردم نکوید چیز ما	یقین آیا فوراً اشتہار اس مضمون کا
-----------------------------------	-----------------------------------



جاری فرمایا کہ فلان شخص کو جو کوئی پائیے گرفتار کر لاؤ وہ مجرم ہے
 یہاں فلان شخص ہمارے ج کی طرف اشارہ ہے اور زریڈنٹ نیپال کو بھی نقل تحریر
 اشتہار نکور روانہ ہوئی و اس کے رسوائی یہ خبر حضور کو خبر دینے

اوسر ہوا میں پہنچائی اب کیا کریں	نہ دستی آنکہ باد دوران سستیم
نہ پای آنکہ از گردون گزیم	اس حالت میں مہاراج اپنا نیپال

جانا مصلحت نہ جانا گج دہر سنگہ کارندہ کہ ہمراہ رکاب حضور تھا اوشی

صلاح کر کے کارندہ مذکور کو اپنی طرف سے نیپال بھیجنا

بہتر معلوم ہوا معتبر سنگہ کو بحکم حضور اس مضمون خط مرقوم ہوا

 **مضمون نامہ مہاراج شاہ معتبر سنگہ** 

دوست بیراج صاحب فاضلہ اللہ تعالیٰ پس یہ سلام کہ تحفہ احباب مقبول قلو

ہر شمع و شایہ واضح تر اعلیٰ ہو مخفی نہ رہی حالی ہو کہ صحیفہ گرامی عنایت نامہ

سامی بازہ طلب عاصی پصاصی بعین انتظار پہنچا حال معلوم ہوا حرفاً حرفاً مفہوم

حقیقت میں دوا لاکھیفہ اخلاق و اشفاق و اخلاص و کریم النفسی و مفیر سا

ہی واقعی نہ جمع تخریج زبانی ہی بار بار تصور ہمیں پیش نظر آئیں

اشتیاق ملاقات شاترین جامع المتقین ہمارے آپ کے یکجائی عطا
 فرمائیے حجاب مسافت فی بامین دور ہو جا آپ نے مقدمہ معلوم ملین
 لکھا میں بھی اہتمام فرمایا بہت مردانہ کو کام فرمایا انشا اللہ العزیز اگر ایسی
 کہہ ہی تو یہ معاملہ حسبِ لخواہ ضرور ہو گا تمام عمر یہ دور افتادہ ممنون و مشکور
 ہو گا خلاقِ عالم باین یاد آور یہاں شاد رہے کہتے خانہ احسان آباد رہے کہتے
 بالفعل ہمارا جہ بانی گہرین تقریب شادی ہی وہاں جانا ضروری اسوجہ سے
 یہ پریشان حال آپ تک پہنچے سے معذوری گنجائز نہ رہے کارندہ کہ جمیع امور
 مداخلت تمام رکھتا ہی بذریعہ زحمۃ خدا مستِ عالی میں سے اپنے
 عرض جواب ہی مقدمہ معام کے لئے اوسی کو روانہ کیا ہی جو کچھ نامبروہ کی افرا
 ظہور ہو گا وہ عین ساختہ پرداختہ میرا ہی ہے بہر طور منظور ہو گا جس بات کے
 یہ عرض کریے ماننے کا اسی محبت نائیے کو مختار نامہ جانے کا

نامہ بر حرف اختصار تمام | اگر وہ شد و السلام والا کرام

اس خط کے خاتمے پر بہا راج اپنی مہر چھاپ کے گجا دے سنگہ کو دے گئے وہ تو
نامہ لیکے بٹول روانہ ہوئے اور حضور بانسی تشریف لے گئے یہاں سری دت سنگہ کو

جنہیں اپنی جگہ چھوڑ گئے تھے چلتے وقت مہاراج نے خبر کی کہ یہاں

یہ کیفیت گذری ابھی تک کسی سے نہ کہنا اپنی جگہ پر خبردار رہو شیامنا

میں چندے پوشیدہ رہو گنا زمانہ شور و شر پر ہی بالفعل نگاہ دشمن سے

مٹھی رہنا بہتر ہے اور اپنے مختار کو جو احسان علیخان ناظم جدید پاس حاضر

یہ لکھا کہ حسب طرح ہو سکے ناظم سے نرم گرم معاملہ طے کر لیا اور جو

کوئی بات نئی ہو تو میرے بدلے یہاں سری دت سنگہ کو اس کی خبر دینا،

اوس کے تحریر سے اس میں کسی طرح کا قصور نہ ہو کہ معاملہ ملکی میں

کوئی فتور نہ ہو یہ سب انتظام کریں گے جب حضور بانسی پہنچے

تو ہمارے پاس آدمی اپنا بیجا اور بعد سلام زبانی یہ کہلا بھیجا کہ مجھے
 سفر پیش ہو اسی قصد میں نکلا کہ وہی اپنی ذات بہت تقویت ہی اطمینان
 بہر صورتی اسوایطی اطلاع کی ہی یہ حال کسی سے نہ کہتے کا مخفی میر
 اہل و عیال خبر گیران رہتے تھے گا مجبوران کے ذیل یہ کہی دن سے
 بہت تکلیف دی ہی ضرورت ایک پاکی کی ہی اتنی عنایت کیجے کہ اسی وقت
 ایک ففس بھیج دیجئے اور ڈاک میں جاسینے کو تیس کہا رہلو اسے
 پاکی ہی آتی کہ سارے ہی آئے عظیم اللہ خان نامی پٹھان بانسی
 تہانیدار تھے ہمارے کا داخلہ سب کے خصوصیت دیرین کی وجہ سے
 عازت کو حاضر ہو بعد گفتگو سے بسیار ہمارے سے تہانیدار و قروم
 پوچھا کہ حضور کا عزم کہان کا ہی ہمارے جیسے جواب دیا کہ گورکھ پور
 اراوہی او دہر سے نہیں ہی کہ تبارس جاؤ گا اشکل خفان کی

شدت ہی ذرا دل بہلا آؤں گا کہ اوٹکو ملازم لنگر دینی جانتے نہ تھے مگر
 رازِ دل بیاختہ کہہ دیا اور پوچھتا ہی لکھنے کو منع نہ کیا تھا نیدار بہا۔
 جانتے ہی یات صاف صاف جو کچھ ہمارا ج کی زبان سے سن گئے
 روزِ نک مجھے مدین لکھنوی صاحب مجھ شریٹ کو ہمارا ج کے حال سے خبر
 صاحب تو حنفی کو اشتہاری سن ہی چکے تھے فوراً ایک رسالہ
 بلایا تاکہ اوسے فرمایا کہ ہمارا ج بلرام پور اشتہاری حکیم مدین آج
 معلوم ہوا کہ وہ ادھر ہی آتے ہیں تم بارہ نفر سوار لیکے جلد جاؤ
 جہان اوٹکو پاؤ گے گرفتار کر لاؤ وہاں سے سب احکام مجھ شریٹ روانہ رسالہ
 ہوئے یہاں گونہس ساتھ تھی مگر بعض خیال سے ہمارا ج بہادر
 کہوڑی سے پر سواری ہو گور کہ پور سے پندرہ کوس امیر کو اندی پر قریب
 ڈگر بازار پہنچے حضور نے سواری ٹھہرائی یہو کہ کی شدت تھی آ

آدموندی جنس غیر منگوانی جب تک بازار جنس اہمالیہ غسل و عجمہ فراغت
پانی بعد اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کے نوش فرمائی تازہ دم ہو کر گری ہوئی

پرزہ خویش چون غلیان کدورت می کشم
ہمدی کوتاہ خود دود و دلی خالی کفم

مستی ہمبازد تگ کار موافق حکم سرکار مٹھائی خریدنے بازار گیا کہ دایہ
بکار بازار سے سودا گہرا ہوا لایا کسی کی زبانی سن آیا کہ کچھ سوار
ادھر سے پوچھتے ہوئے جاتے ہیں کہ کوئی راجہ تو ادھر سے
نہیں گیا نہیں معلوم وہ سوار کیسے پہنچے ہیں کہانہ سے
آتے ہیں حضور نے یہ سنکے دلمیں کہا کہ خدا خیر کرے یہ دور

ہمارے ہی واسطے آئی ہی فلک بر سر رسوائی ہی خیر راجہ

کبھی تو راہ پر ہی آئیگا کیا اسکا اندیشہ
خلاف اقبال مندوں کما تنگ ^{ہوگا} آسمان

بہار راج پاکی میں سوار ہو کے کماروں سے کہا کہ جسد تبارک

پہنچاؤ کے انعام پاؤ گے بارہ بجے سوار ہو دو پہر دن اور چارہ رات کہا رات لگاؤ
 صبح ہو دیرائے کہا اگر رہاں جو رکھاٹ پر ملا حون انعام کا ملنا جو سن پایا
 طرفۃ العین میں ہاتھوں ہاتھ حضور کو اس پار پہنچا یا ملو لفظ

دریائے غمسی پڑا ہر طرح پار ہوگا | اکبر گنا خدا جب اندھا رہوگا

رواوی ہمارا کج ضلع اعظم کڑہ میں پہنچے ٹہرے ایک ضلع لاکھ آ
 گو نہ خاطر جمع ہوئی ضروریات سے ہمارا ج نے فراغت حاصل کی شام
 کو پہر سوار ہو کہا روئے کھانہ اس سے چالیس کو س ہی اگر آج ہی پہنچو
 تو ہمیں ہی خوش کر دوں گا نصف شب کو نظام آباد میں پہنچے حساب سے
 اتنے دیر میں رنید رہ کو س آ کہا رہو کی طرح اور الا حضور کو وقت
 غنودگی سی آگئی تھی کہا رہی دل ہار چکے تھے ایک جلا کے
 دروازے پر انہلی کے دخت کے نیچے چپکے سے سوار

کہہ دی خد شکار و نیسے کہا ہم پانی پینے جاتے ہیں ابھی آئے ہیں اس
 بہانے کہ ہمارا نور ہو گئے لچہ اپنا ہی کہو گئے خد شکار ہی تھک گئے
 نفس کو اپنا پشت پناہ جاہر ایک نے اوسیکے پٹ پر سر دھر دیا ہیشاری
 دورانِ نشی کی گم سید ہی کرتے تھے غند نے کہ بیہوش کر دیا باز
 چاندنی نے کہیت کیا وہی پر اکھوڑا زور سے نہنہنایا اوسکی آواز ہمار
 کی انگ کہل گئی و نفس واکیا تو خد شکار و نکو سوتا پایا سبکو جگا کے پوچھا
 کہ ہار کدھر گئے اوزہوں نے کہا کہ تیسے پانی پینے کے گئے
 گئے تھے خد اجائے کہ ان سر گئے یہ سنے ہمارا ج نے خد شکار
 پنی ہی رہے کہ عیلا ہا جسکے درواز پر اوڑھے ہوئے تھے اپنے
 گھر سے باہر نکل آیا حضور نے اوشے پوچھا کہ ہار کیاں گئے جا رہے
 ہاتھ اوٹھایکے کہا اس طرف و درج بتایا جدھر سے آئے تھے

ہمارے عقل سے جاننا کہ اگر اس طرف سے گئے تو باجی وقت پر دھادے
 اویکے تعاقب کے لئے حضور گھوڑے پر سوار ہو خدشہ گارونکو ڈیز
 گھوڑا دوڑا وہاں پاؤ کو س پر ایک پل تھا وہاں پہنچے کہ ہارون عین
 کسی کو بیٹھا پایا کوئی لیٹا تھا کوئی ملا گارہا تھا کوئی شراب پی
 بہاؤ بتا رہا تھا سب اپنی اپنی خوش فحالیوں میں تھے کہ ہمارا جگہ کو تھما
 آتے دیکھا ہر ایک کا نشہ مرن ہو ارح قبض ہو گئی بغلیں جہاں
 لگے جیسے کوئی چیز کہو گئی عین کرایاں میں غلہ لگا بہا گئے کیا ہو
 سکتا تھا حضور نے دور ہی سے لکھارا قریب پہنچے ایک ایک
 کوڑا سر اسٹم مارا حضور وار تھے سب کہا یہ بہر صورت حضور سب کو ہیرا
 حب فرود گاہ پر آؤ آپ گھوڑے ہی پر سوار ہو خدشہ گارونکی سواری کیے
 فتنہ می او وقت کہارونکی بھی ستر اچھوڑ کی اب اس طرح چلے

کہ آئے پاکی پیچھے گھوڑا راہ بر کوڑا تار یا نہ ڈا اگر اونکے پاؤں کو لغزش ہو
 یا ذرا کان ہلکا مارے یہ ہوت بہا گتا ہی ناچار چار کوس تک یوں ہی
 جب خوب چمکے چمکے مار کہا چمکے اپنے کئی کی سڑا پا چمکے
 پلانے لگے غل مچانے لگے کہ ہمارا ج کی دو ہائی پران نکسا جا
 بوجھ اگر وہی کس کس کوڑا وٹھائی اب آپ ہی سوار ہوں تنکے
 کے کہا طریا پے کہہ تنگسار ہوں یہ سنکے ہمارا ج نے اونکو
 زیادہ ستانا مناسب بنانا اونہیں کا کہنا مانا پھول پور دس کوڑی
 ادھر تبارس سے وہاں پہنچے ہمارا ج کہانے وغیرہ سے فرغت
 کر کے چل نکلے کہا تہک بہت گئے تھے مشکل سے بیٹے
 راستہ ہوا شام کو تبارس میں داخلہ ہوا وہاں مسماۃ پھولا مال نسیم
 با مسمی گل پیر ہن بڑی وضع دار مقد و عقیل متین حسین رشک گلہا

گلزار سے ملاقات سابق کی تھی پہر کی پہولا صراج کو دیکھتے ہی کہل گئی ہر
جانب سے فدا ہوئی حضور کو اپنے ہی گہر میں اوتارا خود مختار کے فعلوں
کسکا اجارا دل سے خدمت بجا لائی کسی بات میں نافرمانی نہ کی

تبسم کہ چو گل آغاز کر دیے	تدرو آسا حرام ناز کر دیے
---------------------------	--------------------------

نہاوی گاہ گل بر عارض گل	بسنبل گاہ بستے شاخ سنبل
-------------------------	-------------------------

پندرہ دن حضور وہاں رہے بیخوف و شادمان رہے وہ سوار جو گور کہیں گے

بحکم مجتہد ہماراج کی تلاش میں آئے تھے بہت ڈھونڈا آخر ٹاپ کے

پہر گئے کمال مضحل گئے صاحب ضلع سے جا کے کہا کہ طاہرا

معلوم ہوتا ہی کہ مہاراجہ بلرام پور اعظم گڑھ کی طرف نکل گئے ہم

بحکم آگے جانسکے مجبور پہر آئے صاحب نے بذریعہ تحریر دیکر

ضلع تک خبر کی اسی طرح ضلع بھیلوڑ تک گئے کہ فلان شخص

جہاں جہانیں گرفتار ہو آئیں اب پہولا مالن کیے کہیں تین آدمی اشتہار
 ہیں سفر جاری ہیں ایک یہاں شہر پر شاہ سنگہ رام نگر دھمیدی کے تعلقہ اردو
 شہر کفر سے جہاں سنگہ راج کمار تیسری دور از حال ہمارے جہاں راجہ
 نیک مال اس کثرت سے حضور گھبراہٹے کہ شاید رفتہ رفتہ یہاں تلاش
 بہادر از افش ہو تو ایک کے سبب سے دوسرے کا بھی حال کھلتا
 پہولا ہزار چپائے کی نگہت گل کی طرح خبر اوڑ جاگی خدا نخواستہ ہو
 تو پہر ایک نہ چوٹے شرارت میں غم رہی غلیحہ رہنا بہت ہی
 بیچ آفت نہ رسد گوشہ شنائی را اس خیال سے شیوالا دو
 کے باغیں کہ بہت وسیع ہی بکرا یہاں راجہ وین جا رہے
 بہار کا دامن نہ چھوڑا بار بار بلغ لیا اگر ایک گل اندام غنچہ دہن سے
 منہ موڑا اور وہ سے تو مخفی کیا مگر مالن راز دار تھی اوتھے

حضور نے کہہ دیا کہ ہم فلان جگہ جاتے ہیں تجھ کو اپنا خیر خواہ جاسکے اتنا
 سمجھاتے ہیں کہ جو خبر پانا ہم کو اوس وقت پہنچا نا دو سر دن دس بجے ونگو
 یاسمن بن یعنی مالن پہلو لے کے عوض سر پر اون رکھتے بہاگی ہو
 ہمارا راج کی خدمت میں آتی جو اس باختہ پڑ مردہ مرہاتی دور ہی سے
 حضور کو سلام کیا ہاتہ باندہ یکے کے یہ کلام کیا کہ حضور نے کچھ سنار ہی
 بہرین نیا گل پہولا ٹھا کر اور بہیا دونوں ہما دیو کا درشن کرنے
 گئے تھے فلک نے نئی صورت دکھائی لوگوں نے یہی
 یہ خبر لونڈی کو سنائی کہ سرکاری لوگ اون کے حال سے مطلع ہو کے
 اون کو قید کرنے دوڑے ٹھا کر فتح بہادر سنگہ راج کمار تو گرفتار
 ہو گئے بہیا شیو پر شاہ سنگہ تعلقہ دار فرصت پاس کے فرار ہوئے یہ خبر
 مالن سے سنکے ہمارا راج کو بہت تشویش ہوئی دروازہ بند کر کے بیڑے

بات کہ ابھی کسی سے ناگوار ہو ایسا خفقاں میں انتشار ہو اس بات کی بات
 کو یاد آئی کہ یہ اوس کا بدلہ ہی جو تھا کہ فتح بہادر سنگہ نے سر دہان سنگہ اپنے
 بڑے بہائی سے چوٹی قسم کھائی آپ ہی تو یہ کہا کہ ریاست کے بہائی
 میں تم سے کہی دغا نہ کروں گا تم میرے بزرگ بہوین دہون کا پاپ
 سری لشناتہ کاشی جی کو درمیان دیا پہرا نہیں کو یعنی سر دہان سنگہ کو
 بات سے قتل کیا نفسانیت قطع سے یہ حرکت تو کی مگر سرکار کی دہشت
 فقیر بنکے مدتوں شہر شہر مارے مارے پہرے آخر میان کاشی میں
 آگے گہرے ہمدیو جی کو جل چڑھا رہے تھے کہ سرکاری آدمیوں نے
 آگے گرفتار کیا لشناتہ نے اپنی چوٹی قسم کا بدلہ لیا دیوتا کے
 غضب میں آگئے انہی کتے کی سزا پائے گئے ہندو مسلمان
 کا یہی ایمان دہرم ہی ایک عہد ہی اک قول ہی اک قسم ہی

کہتے ہیں کہ جب بارہ پر دو تو ایک شخص دروازہ باغ پر آکر اہو کوئی
 باغ میں ہی کوئی باغ میں ہی کہ کہلے کا زنا شروع کیا سستی دیاں خواص کو
 مہاراجہ ہندو نے حکم دیا کہ دیکھو تو کہیے جھٹ ہو گیا ہی جو دیوانو کی طرح
 باہر غل مچا رہا ہی دیاں نے دروازہ باغ سے قدم بڑھایا تو سرکاری
 چپراسی کو پایا پوچھا کیا ہی کیا کہتا ہی چپراسی نے مہاراجہ کا نام لیتے
 کہ وہ اس کانین اوتریے ہوئے میں خبر کر دو میں کچھ کہنا ہی یاں سننے کہ
 ادنیٰ تیسو سنجی فہم میں ہی چپراسی کو جواب دیا کہ وہ کسی دیوتا کا دشمن کرتے
 گئے ہیں جگہ کہنا ہو تم سے کہجاو یا تھر کے آؤ او سنہ کہاتے سے کہنے
 کی بات نہیں ہی خیر جاتا ہوں تھوڑی دیر میں پہر آنا ہوں کہلے چلا گیا
 یہ ہی سنا جاتے کہ اوس چپراسی کے آنے کا کیا سبب ہو اراجہ بالوت خلاف
 شیو لال مالک جو پور جنکے بلخ میں حضور تھے وہ صاحب شہر

اوسے راجہ درشن سنگھ نے پکڑی بدلی تھی شاید راجہ بال دت کو ہماری
 ہمارا راج کے آدمیوں نے راجہ درشن سنگھ کی عداوت سے ہمارا راج
 بنارس آئین کی خبر کی تھی اس چہر اسی کے آئے سے پہلے راجہ ہار
 مانج کی طرف سے ایک آدمی ہمارا راج کی خدمت میں آیا اور بتا تا مل یہ زبان
 لایا کہ آپ اس مکان سے اڑے جائے کوئی جگہ اور اپنے لئے ہٹے
 حضور فرمایا کہ تم کراہی شکی و سچکے میں اڑھانے کی وجہ بتاؤ مسافروں
 غریب الوطنوں کو نہ ستاؤ و سنے جو اب دیا کہ آپ رئیس بلرام پور میں راجہ
 درشن سنگھ سے بگڑ کے آئے ہیں بلکہ لڑ کے آئے ہیں اور راجہ
 درشن سنگھ ہمارے راجہ کے دوست فرمانبردار و محب غنچا میں دوست
 کا دشمن دشمن سے کم نہیں ہوتا محب کا عدو کبھی سہم نہ میں ہوتا سلتے
 ہمارے مالک کا حکم ہی کہ ہمارا مکان خالی کر دیجئے اسے لئے

کوئی اور مقام بخونہ کیجئے سو رہے جو اب دیکھا کہ اچھا دو چار روز صبر کرو اتنی سماجی کی
 نہ لو ایسا ہی ہوگا کوئی مکان اپنے رہنے کے لائق پائیں تو یہاں سے
 اوٹ جائیں راجہ بال دت تو نفسانیت کا پتلا تہہ جو بات رئیسوں کو زبردستی
 نہیں دیتی سمجھئے ارتفاع کی ادھر تو خدا سے مکان کے لئے اپنا آدمی
 او دھر سرکار انگریزی میں ہمارا کج حال کی مفصل اطلاع کی صبح ہی کو چیراسی کو
 آیا دیاں نے کہ شکہ درباغ سے سرکرایا جب تھوڑا دن رہا تو وہی چیراسی
 او کئی آدمی مدد کو اپنے ساتھ لایا مہاراج نے یہاں کو پہلے ہی سے
 یہ سمجھا رکھا تھا کہ شاید وہ چیراسی پہر کہیں آئے تو یہی کہنا کہ مہاراج ابھی
 اور آپ اپنے چلنے کی تیاری کر رہی گھوڑوں کو سوجایا ہاتھی کسویا ابکی تھر
 جو چیراسی نے آئے سنا کہ مہاراج نہیں ہیں بہانہ سمجھ گیا خفا ہو کے ڈال
 بولا کہ تم صاف صاف نہیں کہتے ہو باغ کا دروازہ کھول دو ہم آپ

اندر آکر دیکھ لیں گے جو کہنا ہی خود مہاراج سے کہیں گے یہ کلمہ دیکھتا
 بکتا جھکتا چلا گیا یہاں حضورؐ کی مانتی وغیرہ راجہ مردن پال سنگھ مالک مہاراج
 پاس کہ مہاراج کے حقیقی بہل بنجے تھے وہ بھی اشنان کے لئے
 حسن اتفاق بنارس میں آگئے تھے بھیج دے صرف تین گھوڑے اپنے
 پاس کھینچے وہ بھی فقط باگ دوڑ چلے تھے تھیں تک وہیں پہنچے تھے اسی
 چراغ کا وقت آگیا وہ وہ ملعون یعنی چرپاسی بہت آدمی مسلح اپنے ساتھ
 لیکے یہاں آئے چار باغ چاروں طرف ناکہ بندی کر لی کوئی کہتا تھا یہاں تک توڑ
 کوئی کہتا تھا دیوار باغ پہنچو ورنہ کسی نے کہا اوباعین دیوہ کے اوپر چڑھ کر کوئی
 کوئی بولا اگر کہو تو ہم پہلے بڑھ کے کوہن اور خیرہ سروں سے ملے
 ایسا اندھیر مچا دیا کہ دامن شب نے اونکا جگ توڑنے کو حائل ہو
 ایک دو سرے کے چھپا یا تیرگی چاہتی جاڑوں کے دن تھے فتناب

جسے کہہ اکتے ہیں خیرگی چھاگتی مہاراج تو غلط وقت تھے تاریکی
 ہوتے ہی سوار ہوئے باغبان سے کہا پہانک کہو لے
 دریاغ کہلتے ہی مہاراج نے باگ اوٹھائی بس تینوں گھوڑے ہو گئے
 معلوم ہوا کہ کیا ہو گئے گھوڑے نکو کر کڑا کے اس سے نکلے جیسے
 آئی آواز قدم پر دشمن ڈرے خاک نہ سو جہاں کی طرح گرد قدم نہا

پچھانکر نیم جاری غبار کا | پیدل سے ساتھ نہ سکی گا سو

دس کو سوچتی بوئے گل کی روشاڑ آتے بھول پورین گھوڑے پہاڑ
 اس وقت حضور پر دشمن تو نہیں مگر نیند غالب ہوئی طبع عالی آرام کی طلب

ہوتی مہاراج دیال سے فرمایا کہ اگر تو ہم ایک میند لین جسم کو رات
 دے لین او عرض کی کہ ابھی کچھ آتے نہیں ظاہر ہی جیسا نخت بیدار و

نصیب ہی غفلت اچھی نہیں دشمن کو دور نہ جائے قریب ہی خانہ

امیدواری کہ تھوڑی دور اور نکل چلتے پہ اختیار ہی اوسے ہزار ہجرت
 نیند کا غلبہ نہا ہالچ کی کچھ بچہ بین نہ آیا دین گہوڑے سے اور
 زمین پوش زمین بین پھانے کو فرمایا مجبوریاں ہی ہاں تہام کے اوڑھ
 حکم حاکم سے نہ انکار کیا جبر اختیار کیا حضور نے ایک چار ابات کا اور
 لیتے لے لیا اور دیال کو خست کیا یہ حکم دیا کہ جو نوین شکر کی مٹی
 مشہور ہی یہاں دس کو سہی تھوڑی دور ہی وہاں پہنچے صوبہ دار کا
 باغ پوچھ لینا صوبہ دار ہمارے دوست میں او نہیں کے پاس مہر نامہ ہاں حال ہی
 ہمارا نام سنکے وہ اپنے باغین تک جو جگہ دین گے ہر ت کی خبر لین گے دیال کو
 مع اسباب او دبڑ پہنچے آپ تھا وہ بین قیام کیا کون مہم نیند کے
 سوا تھا خواب خیال ہو گیا تھا جی بہر کے حضور نے آرام کیا
 ذکر و انگلی ہمارا چہ د طرف جو نہور و مرجع جانب بلکہ مہر

شہ خاور چو بر گردون علم زد
بروئی خلق صبح از صدق دم زد

نہان گشت از نگاہ چشم مرم
فلاطون قمر در نیلگون جسم

جشاہ خاور چادر سیاہ شب بخ روشن سرکائی اور اختر و کج کی نوت

آئی حضور پیدار تہو آدہا کہنٹا دن آیا ہو گا کہ سفر کے قصہ تصور کے

کہ پورے پر سوار ہوئے خدا کا نام لیا تن تنہا پیدل کوٹ کیا صوب

وطن ہی اس زمین شکل سیاہ سادہ آئی
اگر زمین کی اگی ہوں تو بھی چھی تنہا

سرمین جا کے ایک لگا بکریہ جونپور تک جانیکو مہرایا گئے واسے

ہمارا جی نے آپ کو منڈت بتایا سر کی بخل میں تالاب تھا وہاں جا کے

حضور نما مبادا اللہ چرخ کچھ فدا نہ کی کیا کیا رنگ دکھائے اس تالاب

کے کنارے بیٹھ کے اپنے ہاتھ سے ہونری لگائی نوش فرمائی

بعد اسکے اگے پر بیٹھ کے جونپور کی راہ لی قوج آہ و نالہ ہمراہ لی

ہٹیا ازبان فروش بڑا کبی تھا بھر زہ کوئی سے دماغ پر نشان کر دیا دو
 سلسلہ بخان محل قطع ہوا چار پانچ ہی کوں آئے تھے کہ رشتہ گفتگو
 لاطائل کے ساتھ دہری کے کٹ گئی کچھ ہی کچھ پانچ طرفہ مجالس سرگ
 سینج ہٹیا راہیں پانچ بتلے لگا کہا نصف آریہ ہمیں پایا آدھی دور
 حضور کو پہنچایا یہاں ہری کیونکر بنے اس میں میرا اختیار نہیں جو پور
 اب پیدل جائے خانزاد کو آزاد فرمائے حضور نے فرمایا خیر تو
 جو ہوا وہ ہوا اپنی زراتی اس ٹٹو پر کسکے زمین پوش ہمارے پاس جو
 وہی زراتی پر اوڑھا دیے فقط ٹٹوی پر چڑھ چلین گے بہر حال جو پور
 پہنچا دیے اگر منزل تک بخوشی پہنچائے گا تو باقی کرایہ و انعام پاس
 غرض کہ اس وقت سے ہمارا جو پور تک آئے ٹٹو والے کو نور
 اور آپ اکیلے سر امین تشریف لائے وہاں پور بیٹھے ہی رہے

کہ شیخ توڑی جو سابق میں مہاراج کے ملازم رہے تھے خلل و مانع کے
 سبب نوکری چھوڑ کے چلے گئے تھے خدا جانے اس وقت کہاں پیدا
 ہو گئے مہاراج کو دیکھتے ہی شیخ مذکور نے دور سے سلام کرتے
 رہے تو تھے ہی باوازی بلند حالِ مزاج پوچھنا شروع کیا مہاراج کو اس وقت
 کچھ بن نہ پڑا سمجھ کر یہ اگر اسی طرح چلتا تین گے تو یہ سب حاضرین
 سر امیر کے بحال سے واقف ہو جائیں گے اس نظریے سے کہ

دستی کہ تراز دیدش ننگ آئے | در وقتِ ضرور بوسہ دادن شاید

مہاراج اوتار کے شیخ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکے کہا ادھر آؤ باتیں کرتے ہوئے
 سر اسے باہر لائے اور فرمایا کہ ہمارے واسطے
 ان پیسوں کے رنگ سے جلد خرید لاؤ اس رنگ سے اونسے چھپا
 چھڑایا راز چھپایا شیخ تو رنگتر بنے لینے دوڑی گئے پھر نہ بات کی

اور حضور نے شکر کی منڈی میں آ کر اپنے آدمیوں سے ملاقات کی کہ
 بشارت تھی سامانِ خورش طلب کیا انہوں نے پہلے ہی سے سب
 منگوا رکھا تھا حاضر کر دیا عرض کی یہ خبیں وغیرہ خام موجود ہی اپنے
 ہاتھ سے پکاتے نوش فرماتے ہمارا ج نے ایسی مصیبتیں کہی کا
 اوڑھائیں تھیں فلک نے ایسی نیرنگیاں کبھی نہ دکھائیں تھیں
 بلکہ اس مصرع پر خیال کر کے کہ ضرورت بود روا باشد
 خود کہا نا پکائیے بیٹھے لکڑیاں گھلی تھیں پہونکتے پہونکتے ہانپنے
 لگے آنسو جاری ہوئے دل پگھلا روٹی نپک سکی ناچار چند لقمے
 دال کے دال ٹھہرائے کو پانی کے سہارے خلق سے اوتاڑا اور اپنے
 شربت پی لیا شکر خدا کیا رات تو دین بسر کی صبح کو تیار ہوئی
 سفر کی یہ صلاح ٹھہری کہ حکومت انگریزی میں جانا برا ہی سواند

کے اور کیا ہی اسے تو عمارتی شاہی بیغم ہی وہیں چلنا چاہیے
 جہان اشتہاری کے لیے تعرض کم ہی دینے کہا کہ کیوں اوپر
 تباہ ہوا وہ ہوتے ہوئے سیدھے بلراہم پور کی راہ لو اور بلراہم پور
 میں جلسے ٹہا کر فتح بہادر سنگ کی گرفتاری کی خبر آتی تھی نصیب اعدا کو
 حضور کی گرفتاری کا گمان ہوا تھا شہر بہرہ راہ اسی چھاتی تھی دھنوں
 کہیں شادی دوست خد آفریدی دولت سر امین امین اور تون نو کاڑو تھا

کوئی تو پھوٹ پھوٹ رہا تھا	منہ کوئی آنسوؤں سے دھوٹا تھا
---------------------------	------------------------------

کسی نے کہا اگر حضور خیر سے آئیں تو ہم جہاں کو بل جڑائیں گے
 کسی نے کہا ہم پڑت کہلا تین گے ناحق کی آفت چھائی دشمنوں
 برائی منائی یہ کب خبر تھی کہ دن بیلے آتے ہیں ہمارے
 سالم اوپر ہی چلے آتے ہیں یہاں تو بدخواہوں نے خبر بد

اورانی وہاں سواری ضرور کی جو پور سے شاو گنج میں آتی جو اب ضروری
 قانع ہو کے مہاراج نے پہر چلنے کا قصد کیا اور دیال کو کسی کام کے
 بھیجا جب دیال کے آنے میں دیر ہوئی تو حضور نے اور لوگوں سے
 فرمایا کہ تم سب بے سیکھتے رہو میں ہی جاؤں دیال کو ڈھونڈ لاؤں گہرا
 نہیں میں ابھی آیا یہ کہنے خود وادے تلاش میں قدم اڑھایا دیال کو
 ڈھونڈ پانیا کتے پوچھے کون واقف تھا جو بتاتا مگر کشش قلب ہمراہ
 بردل آگاہ پرتے پرتے جب مغرب کی جانب مہاراج نے رخ
 کیا تو اوہ ہر شکر بشمار سوار پیدل نہر و نہر اردکھائی دیا آگے بڑھ کے
 تو ہر طرف خیمے استادین مرد سین عورتین پر نیرادہ بین حیرت ہو
 ایشکر کیسا ہی کہاں سے آیا ہی سوچے کہ شاید یہیں وہ نیک
 سیر ملے کیا عجب جو اس قافلے سے رفیق گمشدہ کی خبر ملے

دینے کہا جو کچھ ہو چلکے ایک نطفہ راہزہ ہی دیکھ لو

تیا کہیں دل لگشتہ کا نہیں	تری ہی کو چہیں آگے پکار دیکھیں
---------------------------	--------------------------------

اس خیال سے ہماراج درمیان کا روان تشریف لائے قریب سے
اور ہی ملک کے لوگ نظر آئے بغور دیکھ لے پوشا کہ عجیب طرح کی ہی وضع تھی
ظاہر میں قوم کے اشرف ہیں مگر گفتگو میں ابسکے ملک کے خلاف ہیں
پوچھا تو ہماراج سے اون لوگوں نے کہا کہ یہ بوندی کے راجہ کا لشکر ہے
وہیں کا یہ کروڑ ہی اس سال راجہ مذکور کی مان اور دو لڑکیاں الہ آباد سے
اجودھیا جی تیرت کے لئے جاتیں ہیں وہ سانسے بیٹھیں نظر اتین
حضور نے پہر کے دیکھا تو واقعی ایک عجزہ سن رسیدہ اور دُر
لڑکیاں چشم فلک ندیدہ بیٹھیں ہیں اور یلم بردار چوہدار خدگار
پوشاکیں نفیس نفیس پہنے ہوئے حاضر حضور ہیں

اپنے اپنے قسے سے کچھ قریب کچھ دور دور ہیں مہاراج
چاروں طرف کی سیر کر آئے ایک جگہ پر آئے تو دیکھا کہ بہت سے گھوڑے

ہر ایک ترکی و تازی بند باہی اور ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہوا
خیلت اش کو حکم مناسب دیر باہی اس شخص کے خیمے کے

پاس دیاں نیک اساس قیدیوں کی طرح بیٹھا ہی اور سپاہی

پہرے پر ہوشیار کہڑا ہی دیاں نے حضور کو ذر دین نگاہ سے

دیکھ لیا چلا آیا کہ غلام گردشِ فلکی میں آگیا ہی چوری کی تہمت ہی

بلا قصور عذابِ سخت میں مبتلا ہی مہاراج نے ارشاد کیا کہ چپ ہو

ابھی کچھ نکھو اور وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون سا لاری

اونہوں نے کہا کہ جل سنگہ سالدار ہی اور اوس سالدار کو

لنگھتہ روئے بھی مہاراج کو دیکھ لیا پوچھا یہ قسے ہی آپ کا

کون ہی خسوئے کہا ہمارے بستر پر کسی کو بھی بنیاد سے ہم کہہ دین گے
 بہر تم پوچھ لینا پوچھا آپ کون میں کہانے آئے کہ کہتے کا فرمایا ہمیں
 یہ کہہ کے ہمارا جینے اپنی راہ لی رسالدار ہی پیچھے پیچھے دوڑے آئے
 پہنچے خصوصاً ملاقات کی سڑک خلیق خوش مزاج یا رباش تھے ہمارا
 بھی اونکی باتوں سے بشاش تھے اور باتیں کر کے رسالدار نے دیال کا
 حال پوچھا ہمارا جینے جو اب دیا کہ وہ ہمارا خدمتگار ہی آپ کیسیاں کس
 قصور پر گرفتار ہی رسالدار نے کہا کہ ہم نے اسکو اجنبی دیکھ کے
 پوچھا تھا کہ تم کون ہو کہانے آئے اوسنے کہے جواب نہ دیا ہم سمجھے
 جو رہی اسلئے پہرے میں کیا ہمارا جینے ہنس کے فرمایا استغفر اللہ
 جو بڑا امانت دار ہی ہمارا قدیم ملازم مست رہن معتبر دیانت شعار
 اپنے نوکروں پر ہماری نظر شام دیکھا رہتی ہی ذر ویدہ نگاہوں

بہی نگاہ بتی ہی یہ تعالیٰ کا کلام نہیج چکا ہماری مغل میں نام نہیں طرایان کسی کی
 کب بانی تہ میں جمع جتنا ہی اویسے خوب جانتے ہیں یہ خیال خام ہی اویسے
 رہا کیجے کہ اوس محبوبس بلا کا آب و دانہ حرام ہی محرم

خاطر شکنی ہو چکی فادہ شکنی ہو ۥ ۥ ۥ بنے سمجھے یہ آپ نے کیا کیا و

اس گفتگو سے اسے نادم ہو کہ دیال کو اویسے دم رہا کیا ہمارا ج اویسے
 گہوڑے ملاحظہ کرنے اور ٹھکڑے ہوئے رسالہ رسالہ ساتھ ساتھ مین باتہ لیتے ہو
 اپنی فرود گاہ پر جا کے بیٹھے حضور نے اونکے گہوڑے دیکھنے شروع کیے

اس فن میں تعجب انتخاب روزگار میں بڑے مبصر و شہسوار ہیں اس فنی ایسی
 باتیں کہیں کہ اونکی ترکی تمام ہو گئی اسی شغل میں شام ہو گئی ہمارا ج
 رسالہ اریسے پوچھا کہ اب آپکی سواری کد ہر جا بیے گی کہا اتود
 فرمایا ہسم ہی اور میری جا میں یے گے اگر آپ کو تکلیف ہو تو ساتھ ہی

چلین ہم وہاں سے خوب واقف ہیں ایک اور اچھی طرح سیر دکھائیں گے
 یہ سنکے وہ بہت خوش ہوئے کہا بندہ پرور نیکی پوچھ پوچھ ازین
 بہتر مہاراج اور سیوقت اونکے قریب اپنا بستر اڑھوا لایا
 رات کو بارہ پر ایک بجے کوچ ہوا صبح ہوئے ننگ پور
 جلال پور میں آئے رسالہ دار نے مہاراج سے کہا کہ ہمیں
 کچھ ضرورت ہی اگر حکم ہو تو ہم آگے بڑھ جائیں آپ پیچھے سے
 بسہولت تشریف لائیں حضور نے اونکو اجازت دی رسالہ دار
 رخصت ہوئے اپنی راہ لی اور مہاراج ٹانڈیے اور مبارک پور
 ہوئے ہوئے پورا منتر ناگا وٹھن پہنچے سورج نسیون کا وہ مقام
 ہی حضور نے غنیمت کی راہ سے اوڑھری کا قصد کیا کہ جائے
 راحت آرام ہی تھوری دور گئے تھے کہ اک کہیت نیشکر کا

دکھائی دیا کھوالے سے ہمارا جینے کہا کہ ہم قنیت لی تہوڑے گئے
 توڑے داوس باؤلے نے خل مچا کے کہا کہ ہم رکھوالی کرتے کرتے مرنے میں
 آدمی مال کا نقصان بدعت کرتے ہیں حضور نے فرمایا کہ ہم تو بھی
 چلے آتے ہیں ہمارے ساتھ ہی آدمی ہیں وہ کوں سا ہی جیسے ستایا
 اوشے ہاتھ اوٹھایکے کہا وہ جاتا ہی ہمارا جینے مڑ کے دیکھا تو اپنے
 اسٹبل کے گھوڑے پر ایک آدمی سوار وہ کون و لم خد شکار دکھائی دیا
 گہرے سے ہمارا ج کی جستجو میں نکلتا تھا جامع المنفہ قین نے دیا
 حضور نے آواز دی کہ اسی شریک رنج و الم دی رسیق محنت و دم
 پائے طلب اوٹھایے کسی تلاش میں جاتا ہی کچھ مشوش و پریشان
 نظر آتا ہی دو لم نے آواز پہچانی پر کے دیکھا نکلی ہوئی جان قال سہائی
 جنگی صحیح سننے کے لایے تھے خدایے نے انہیں کی صدا سنانی

بس گہوارا دوڑا کہ حضور کے قریب آیا آداب بجا لایا زیارت مولائے تسکین
 دل را بہوتی روح جسم سے ہنکے پروانہ وار شمع جمال آفتاب نے نامدار پر
 ہوتی عرض کی کس نے کیا کہوں ہائے ہائے بلرام پورین دشمن دشمنی
 گفتار کی خبر لائے اوس روز سے کہ میں حشر کا سامان ہی خانہ
 خاک چھاتا پرتا ہی سرگردان ہی غلام حیران تھا کسے پوچھے
 کہ ہر جا یہ ایسے آپ کو یہاں لایا پریہ قدم دکھائے یہ سنکے حضور نے
 دو دم کو بھی اپنے ساتھ لیا او دہر سے باک پھیر دی پورا امیر فدا کی طرف
 اچو وہاں بھی کی راہ لی دو گھڑی دن رہے اچو دھیا جی پہنچے
 گدنی پانڈیے پر وہت نکھو ار سرکار کے کئی مکان نچتہ وہاں
 بین سید نے اسی طرف گئے پر وہت ندگو رہا راج کے
 تشریف لائیں خبر سنتے ہی دوڑا آیا تسلیم و کورنش بجا لایا اوسکا

مکان ایسا ہی کہ اگر کوئی اپنا راز و ان مخالف سے نہ بچائے تو آدمی برسوں
 اس مکان میں ہونڈھا کر یہ یکین کا پتہ پائے پر وہت مسطور حضور کے حال
 واقع تھا بڑی آؤ بہکت سے ہمارا جکواوسی مکان میں و تارا ہمارا ج
 پر وہت کو حکم دیا کہ ہمارے واسطے ایک ناؤ ایسی ٹہرا لاؤ کہ آج ہی کہا کر
 اتر جائیں یہاں کے آدمی ہمارا حال سننے پائیں یہ لکے اپنے ہمراہین کو وہیں
 ٹہرا گئے اور آپ ہنومان گڑھی دیوتاؤں کے درشن کے لئے تنہا گئے اور دہرے
 پہر کے درشن سنگہ کے شوال کا کہ بہت خوب بنا ہی درشن کرتے
 کہ سنگھل خان سارق جو سابق میں فریب دیکے کچھ پوچھ اس پکار
 لیکے یہاں کا تھا قریب ہمارا ج کے آکھڑا ہوا اور حضور کو پہچانے
 سلام کیا حضور نے سلام تو لیا ساتھ ہی یہ اندیشہ ہوا کہ یہاں مجرم ہی
 آکر جا کر افشاں راز نکسے در تہ نہفتہ ماز نہ کرے اس خیال سے

ہمارا جہ نے بظاہر خوشنوع کے کہا کہ میں تمہاری تلاش ہی میں کہاں پہنچا
 اسے تم خوب آدمی ہو اب ہمارے ساتھ ہی چلو سابق میں تمہاری کچھ
 قدر نہ ہوتی یہ کارندوں کی غفلت تھی اب مکان پہ چلے تمہیں کوئی عہدہ نہ
 جسکے تم لائق و منزاوار ہو وہی کام لین گے اسطورا بوسکو اپنے ساتھ لائے
 جب پر وہت کے مکان پر ہمارا جہ آئے تو ایک کوٹھری میں اوس
 سارق کو قید کیا عوض دزدی و کید کیا رات راحت و آرام سے گئی
 کہاں ہی لطیف سیئر آیا سیئر ہو کے ہمارا جہ نے نوش فرمایا جب وہ گئی
 رات باقی رہی تو کدی سے حضور نے پکار کے پوچھا کہ دونوں
 آئی اوس نے کہا جی آئی بس ہمارا جہ اوٹھ کھڑے ہوئے
 نام ایشر کا لیا جاتے ہی ناؤ پر سوار ہوئے اوس مجرم کو بھی
 منگل خان سارق کو مشکین باندہ کے کشتی پر بٹھالیا عبور دیا

کہہ کر تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ راجہ دیو بخش سنگھ واپس آئے
 گونڈہ سے راہ میں ملاقات ہوئی مہاراج نے اپنے اونسے دو سواروں
 بتائیے لیتے لیتے بھورا گاؤں میں کہ چتر بونیکا بھگن ہی پہنچے
 راہ میں گئے کا کہت تھا مہاراج نے ایک آدمی سے کہا
 دو چار گئے اس کہت سے توڑ لے اوسے چار پانچ ہی گئے تو وہ
 کہ اوس کہت کا محافظ چننا ہوا گئے پہنچے کو آیا بہت شور مچا
 گئے کی تو ایک پورنہ پائی دولم کے ہاتھ کی مار کہانی ایک ہی
 کوڑا کہا کے اوس رکھوالے نے ایسا غل مچایا کہ اوس گاؤں سے
 آدمی ہتیار بند دوڑا آیا چاروں طرف سے بے ہمتوں نے مہاراج کو
 گھیر لیا دو گتوں کے لئے چار چشمی کی اوشیت سے منہ پہ لیا
 خضو کے ہی توڑیل گئے گھورا اڑا کے اوس غول سے کل گئے

یہ بات کتاب کی رو سے ہی لگا کر سب کو عدیہ سے مقابلہ ہو تو آفتاب کی قطر
 رخ نکریے فتح پائیگا دشمن بیک شکست کہا یہ کام ہمارا جیہ نے مشرق
 کی جانب جاکے سورج کی طرف پیٹ کی اور اون نا اہلون پر غرہ مارا
 یہ آواز دی کہ بس دھین رہو آگے قدم نہ اوٹھانا ادھر پاؤں نہ بڑھانا
 قریب آؤ گے تو مار کھاؤ گے مستمیان منگل سنگ اور بہکوت سنگ
 کہ اس گھر کے پشتہ پشت کے نکھوڑتے ہیں اتنا تفانت سے
 او سوقت وہ دونوں شریک گرد نہا بکار تھے ہمارا جیہ کی صدا
 اون دونوں نکھوڑا ان قدیم کے کانٹک پہنچی بتیا بانہ دور دور سے
 ہمارا جیہ کو سلام کیا حضور نے پچانکے دونوں کے سلام بہم سنے
 اونہوں نے تلواریں ڈالیں پینک کے حضور کے قدم لیتے عرض کی اے
 جانتا ہی ہم جانتے نہ تھے اور یہ لوگ بھی حضور کو پہچانتے نہ تھے

غلاموں کی گستاخی پر نجائیے ازخردان خطاوار بزرگان عطا تصور معاف فرما بڑی
 خیر ہوئی ورنہ کیا آنکہ چار کرتے کسی سے اپنے ہاتھ سے کچھ مار کے مر جاتے یا
 اس جنم کا جرم نہ کیا لائیں جو جگم ہو بجا لائیں حضور نے فرمایا کہ اور کچھ نہیں سید ہے
 چلے جاؤ اس کمیت سے تھوڑے گئے توڑ لاؤ بات ہاتھ سے ندیں گے
 جسکے یہ لینے پر سب جاند نیے آتے تھے وہی چمیر لیں گے وہ دونوں جا
 پہاندی کی پہاندی گنوں کی توڑ لائے اور دوتیک غدر کرتے چلے آئے مہاراج نے
 کہ ہم تم سے صاف ملین کی طرح کا اندیشہ دلمین لانا اب جاؤ ہمارے پاس
 میں آنا اونکو رحمت کر کے آپ دہسو اکا و نین دو لم کے مکان پر
 آ کے شب باشی کے قصد سے اقامت کی اوسن بیدار تخت
 نے موافق اپنے مقدور کے مہاراج کی دعوت کی
 مہاراج کابل پر پہونے پہونے نیپال کے طرف تشریف لیجا

اور نہ ننگو گرفتار کر کے عتاب کا رنگہریزی سے نجات پانا

جسبافرشب نان کردہ ماہ بطور زراوت سفر ساتھ لیکے کوچ کر گیا اور یوسف رور

گیتی نور و خواب گاہ سے آ کے مسند فلک پر جلوہ گر ہوا اوٹھ کے اسی ہیرا کوڑے

سوار حضورؐ سے بجے داخل بلرام پور ہو دو دنوں سوار جو راہ بر ہماراج

کو انہندی پھیر دے وہ صعوبات سفر اوٹھا ہوئے آنا زبانِ قلم پر کیونکر آئے

ساکنانِ ملامپور میں کسی نے نہیں جانا کہ ہمارے مالک افسر آئے در دولت

پہنچے سواری اوتری عزیزوں آشناؤں سے ملاقات ہوئی وہ خوشی

کیا بیان ہو خلاصہ یہ کہ سکے لئے دن عید رات شہرت ہوئی عند ^{الانفسا}

ملازمون نے ہماراج کو یہ خبر دی کہ دو پٹنیں شاہی آمادہ جنگ اسد

باغ میں اوتری ہوئیں ہیں یہ سن کے حضور نے اپنی سپاہ و لشکر

چار و طرف عینا کر کے ناکہ بندی کر دی شہنشاہ فقیر کہ شہنشاہی

دنیا کے ساتھ ترک کر کے فقیر ہو گئے تھے اہل کرامات میں سے تھے مشہوری

ازادہ زرب برگ و بار چون بید	از خلق نموده قطع امید
تن چون گل آفتاب دیدہ	قدیم چون شاخ گل خمیدہ
از چشم جهان فتادہ اشکے	فرخ طلعت فرشته رشکے
رنگی ز رخ جہان پریدہ	بر نسخہ آرز خط کشیدہ
در گوشہ سحر لبتے نشسته	بر بستہ زبان و پاشکستہ
در کیسہ وی زرقن ساعت	فرمان دہ کشور قناعت
پشتی بگداوشاہ دان	رو بردر کبریا نہاں دہ

شاہ صاحب ند کو رغیر بلا ہماراج پاپس دوڑے آئے بیٹھتے ہی بیٹھتے چہ
کہ اوٹھئے کہ بابا ابھی سوار ہوئے کہ صحرا کی طٹ چلا جا اسمین تامل
نفر یا یہاں رہنے میں مضرت نہی کسی نہ کسی سے اطرائی ہو جاگی

چلے جانے میں بہت سی صورت ہی چند روز بعد خود بخود جانیں میں صفائی
 ہو جانے کی شاہ صاحب کے کہنے کے موافق مہاراج قلعہ پٹوانمیں کب بلراپور سے
 اوٹر کی طرف تین کوس پر ہی عجب قدرتی حصاری ہر دیوار کی ہر تہہ
 سدا سکندر ہی جا کر ساکنان قلعہ ملاقات کی اب یہ صلاح ٹھہری کہ ایک جگہ
 سبکا رہنا اچھا نہیں اگر گہر جائیں تو کیا بنائیں علیحدہ بنے ایسا نہیں
 حضور نے فرمایا کہ میں ایک بات بتاؤں تم سب یہاں رہو میں چلاؤں
 میرے نزدیک دوری رہنا اچھا ہی ہے سب کے کام رضی مولا ابیہ ولا ہی بس
 اسی وقت ہانکا انتظام ہیا سری دت سنگھ کے سپرد کر کے مہاراج انپال روانہ
 ہوئے فلک نے کو نسا ظلم اوٹھا رکھا دوستوں سے بھی اکثر کارِ حریفانہ
 میری گردن کے لیے ای حرج سپر ہر جا | عقل کیا چکریں آجائگی خود حکمرا
 روز ازل کا تقرب نے جہاں گرد ہونا تقدیر میں لکھ دیا نہیں میں ہی پیرا

عجب اقبہ و طرفہ ماجرای ہست فلک فقر پر داز ایک جگہ دم نہیں

لہندہ تیا منسود و پکانیسے عالم زیر دست کینہ جوی ملک میں ہزاروں فتور
پڑ گئے نہیں عدو طالب آبرو ہی روپے کی قلت لاکھ طرح کی قیوت لاقیہ

بھائیں کسکو دینو کسی و غاکرین حیران ہی عقل ہی کہ ہمارا کیا کتر

اگر حاکم قضا و قدر بر سر مدد گاری ہی اور اقبال کی مضبوطی یاری ہی تو
عالم کے پہر جانیکا غم نہیں اپنی جگہ سے سرکین یہ وہ قدم نہیں حاصل

یہ کہ ہمارا ج اونر ہوا ہویتے ہوئے بٹول پہنچے کماندریم بہادر
جنرل کنور رانا جی برادر حقیقی ہمارا جہنگ بہادر نائب حال والیے

نیپال بٹول ہی میں رہتے تھے جنرل معتبر سنگھ او بکو ہمارے
ہمارا ج کے پہنچنے سے پہلے خبر پا کہ یہ لگے چکے تھے کہ ہمارا
بلرام پور غنقریب بٹول میں داخل ہوا چاہتے ہیں اونسے غم نہی

واقف ہو خاطر داری مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہو کمانڈر
 بم بہادر نے جب ہماراج کے داخلے کی خبر پائی دو رتک پیشوا کی کو آ
 اپنے مکان میں لیجا کے حضور کو اتارا بڑی دہوم سے موافق اپنے
 دیس کی رسم کے سامان دعوت لائے اپنی فوج مجتمع کر کے سلامی لی
 انتہا کی تواضع و تکریم کی ہماراج ایک ہفتہ وہاں رہے بہت قہر و شادمان
 رہے مگر بسبب نقص آب و ہوا کمانڈر مدوح نے ہماراج سے کہا
 کہ مقام اونر ہوا عرف ہماراج گنج میں کہ وہی آپ کے ملک کی سرحد ہے
 اچکا جایا کے رہنا بہتری اسلئے کہ یہاں آب ہوا بدی حضور موافق او
 کہنے کے اونر ہوا میں آئے بہت دن مقیم رہے بیخوف و بیم رہے
 پہلے تیسے ہماراج نے گورکھ پور ریڈ صاحب دیاس اپنا وکیل ڈانٹا بھیجا
 اور یہ کہلا بھیجا کہ میں بظاہر اپنی دانست میں ایسا نہیں قصور وار سرکار ہوں

کہ گرفتار کیا نہ اور ہوا اگر سہوا کوئی خطا ہوئی ہو تو ناجائز ہون غفور جبرائیل کا
 امیدوار ہوں حسن اتفاق سے سلیمان صاحب درہمک مجسٹریٹ کو کہتے
 براہِ خیر سلیمان صاحب در زرنٹ کمنٹوریٹ صاحب بہادر پاس موجود
 دونوں صاحب ہمارے کیے مقدمے میں کمیٹی کری کے وکیل مسطور سے یوں کہ
 رام سنگہ وغیرہ تین سالہ ہو چکا مشہور ہیں ہم انہیں گرفتار نہیں کر سکتے
 ایسے کہ وہ رہن لٹنیال کے کازند نہیں مستور ہیں نہیں معلوم او
 ڈاکوون سے وہ کیا لیتے ہیں جب سرکاری دھڑاتی ہی انکو بہکاؤ
 اگر تمہارے عمارت اور تینوں حرامیوں کو کہ بانی فساد و گروہ سر کے
 افسرین اور اونکی گرفتاری کے دس ہزار روپے انعام سرکار انگریزی
 سے مقرر ہیں زندہ گرفتار کر لائیں یا اونکے سر لائیں تو اس خیر خواہی
 کا یہی صلہ ہی کہ عمارت کا قصور معاف ہو سرکار اونکے صاف ہو وکیل

یہی عبارت حرفاً حرفاً حضور کو لکھ بھیجی تھی مگر ہمارا جو کوئی نہ تقویت ہوئی کہ

شاید ہمیں پھر برآید پر وبال

اب اپنی فکر ہو لے اداں تا راجروئی

جستجو ہوئی تلاش کو وہ بکوہ صحر البصر کو چہ بکوچہ کو بکوہ ہوئی ہمارا جس کے

مخبروں نے سراغ لگایا اور غارتگر و نکاحیہ تپا تپا کیا کہ دھنسا لیا جنگل میں اور

قزاقوں نے اپنی چھاؤنی بنائی ہی لوٹ مار سے آفت چھائی ہی چارسی آدمی

سلاح اپنے ہمراہ لے گئے ہوئے وہیں وہ غارت گری رہتے ہیں بیخوف و خطر

رہتے ہیں یہیں کے حضور بنیں بائیس نفر سپاہی اپنے ساتھ

اوسط طرف روانہ ہوئے اور قطعاً طریقہ قوی کے قریب پہنچے

ایک گاؤں میں رونق کا شانہ ہوئے مستی مان سنگد ملازم صوبہ بنیال

جوان سوار کہو دن اور صوبہ مذکور کا دبیر سیانی تھا فوجیائیں

لاٹانی تھا انکا پیام اونکو اوفکا انہیں مخفی پہنچا اما تھا ہمارا ج

پاس ہی اکثر آتا جاتا تھا حضور نے اپنی طرف سے اون راہزنوں پاس وہی
 ایلیٰ بد انجام نہی اور یہ پیغام بھیجا کہ ہم بھی اشتہاری ہیں تمہاری طرح
 فراری ہیں جاتے پناہ جانکے تمہارے پاس آتے ہیں اور کچھ سیٹھ بھی لائے
 ہیں اگر تم کو بھی اپنے زمرے میں جگہ دو اور ہر حال میں شریک کرو
 تو تم کو نیک ساعتیں بتائیں گے جو تمہیں نہیں معلوم وہ سکھائیں گے
 فقط اپنی حفاظت کے لئے مدد دین گے تم سے کچھ نہ لیں گے وہ
 خیر و سرور سنکے مال کا نہ سمجھئے نعمت غیر مرقبہ جانکے راضی ہوئے برادر
 قریب ہی دم میں آگئے گرفتاری داخل تحریر نصیب تھی دہو کا کہا گئے
 کہلا بھیجا کہ شوق سے آتے آپ ہمارے شفیق ہیں اب ہم بدل
 آپ کے رفیق ہیں غرض کہ ہمارا ج کی آمد و رفت اوسکے پاس
 شروع ہو گئی سیر و سکار میں بھی حضور کو وہ اپنے ساتھ رکھنے لگے

ایسی عقل کہ گنتی اور آیتوں کے پاس سببِ جہالت سے صرف تیرکشا جچی
 تھی تو پیدارِ بدوق و انہوں نے کہی نہ دیکھی تھی ہمارا ج پاس یہ عمدہ جزو
 دیکھ کر ہی سن لے لے کہ یہ بدوق کیا جلد شکار کرتی ہی ہنسنے کہی ا
 چیز نہیں دیکھی ہی اس حسنِ طلب سے حضور نے ایک بدوق کی
 انہوں نے بہت خوش ہو کر لے لی اتنی ایسی چاٹ پڑی کہ اگر کبھی حضور کو او
 پاس جانے میں یہ ہوتی تو خود آ کے متقاضی ہوتے کہ آج دیر کا کیا سبب
 ہوا کیا شکار کھیلنے نہ چلنے کا ایک ذکر ہے کہ تھوڑے دن سے
 جو شکار کھیل کے آئے تو ہمارا جہاد چارپانچ کوس تک اونکو بانو
 بانو عین گالانے وہ جو جمع چار آدمی ہاتھی چرے ہمارا ج نے اپنے ہی چار
 سپاہی انکو پاس لے لے ہمارا ج کے ملازم باہماتے حضور پانی پینے
 بہانے عین صحرائین ہاتھی سے قریب اور آگے کو وہی اپنے ساتھ

اوتارا اب کمان بچکے حاکمین سر میدان مارا اھراج فرمایا کہ ہرن جو
 شکار کرتے ہو انہیں صاف کر لو ورنہ بگڑ جائیں گے پہر آدمی کیا جانو رہی
 نہ کھائیں گے سارے کو تو اسیدوں و ستاد، ایک ایک بیٹہ کے ہرن اپنے
 ہاتھ سے صاف کیا جس چشمے کے قریب اوترے تھے وہاں تبا
 زندگی سے ہاتھ دھو رہے تھے کہ ہمارا ج کے آدمیوں نے اونپر
 صاف کیا حضور کے اشارے کے ساتھ ہی ایک ایک سے دو دو آدمی
 اپنے گتے شکار کے حصے شگرتے اون سب نے اپنے اپنے بازو دست
 ملک الموت میں پائے تڑپے پے اوچھلے کودتے چلائے کہ ہائے
 دغا کی یہ کیا جفا کی اون میں سے ایک شخص اپنے ہاتھ چڑا کے تلوار تک
 اٹھو ہنچا کے دست بقبضہ ہوا تھا مگر پناہ نہ ملی ادھر کے سپاہیوں نے
 دوڑے اوسکا ہاتھوں ہاتھ سرکٹ لیا ہزاروں خون بہا جو اپنی جان

بچائے وہ بڑا الحق ہی اپنی ہی موت برحق ہے ۵

تبریں او مظلومان کہ ہنگام دعا کرد

اجابت از در حق بہر استقبال

خلاصہ یہ کہ اولاً ارسانو نگو گرفتار کر کے مہاراجہ بہادر بانی سین آئے حرارت

شکین باندھے بانی سین سے اور پنجوارو نکال کر کہو حالانکہ بذر عین

گرفتاری کا حال اسٹڈ صاحب بہادر سے مفصل بیان کیا صاحب بہادر انکو دیکھ

بہت خوش ہوئے یہی انعام دیا کہ مہاراج کی عفو قصص حق کی اشتہار

ذکر انتقال در شنگہ وہیاسری دت سنگہ و شرارت کیجا

راویانی کہ در سخن سر داند

کہ جس نے مین مہاراج بنارس میں، اور مقدمہ لوٹ کا بموجبہ در شنگہ

بٹول میں اتر تھا گجادہر سنگہ نے کہ جمیع امور کے ماہر تہا بدخواہ

زبانی سنا کہ دشمن جنصو بنارس میں گرفتار ہوئے بہت خوش ہوا کہ

ہمیں ہم مختار ہو ناظم کے ہاتھ سے توڑک اور ہا چکا تھا دشمن سنگہ کا رہ
چہا یا ہوا تھا سمجھا کہ یہ پہر بھی نہ کہی نظامت پاتین گے ایک ان ہمارے
اونکے سابقہ ضرور ہونا ہی خدا جانے کیا آفت لائین گے یہ سوچ کے
دون تہتی سے اسکا یہ دفع دخل کیا کہ ناراضی کے خوف دشمن سنگہ کو
راضی نامہ لکھ دیا دعویٰ جہی تک تھا اب ناظم سے کچھ مطالبہ نہ رہا ناظم
نذکور نے رہائی تو پائی قیدی سے مگر قردی و شورہ پستی اونکی رزید
لکھنو پر ثابت ہو چکی تھی اسوجہ سے شہر بدر کر دیئے گئے پہر بھی
اس ملک کے لوگوں کو خدایہ نے دشمن سنگہ کی صورت نہ دکھائی تاجا
عمدار سی شاہی میں نیانے پاتے حکومت انگریزی میں جاندے کے
لکنا نہایت ریاست ملک عدم کی نظامت پائی آہی ساکن حرم با
ساکن یر ہو سکا خاندان خیر انجام بخشید اب ادھر کا حال سینتے

کہ ہمارا ج اون ڈاکو ونکو گورکھ پور پہنچے قریب ایک مہینے کے بانی میں
میں یہ بیخون و بچہ میرے واپس کجا دہر سنگ کو بول میں حضور نے لکھ بھیجا کہ
راضی نامہ تو دے ہی چکے مقدمہ تمام ہی وہاں تمہارا اب کیا کام ہی
اوتھانہ کنواؤ ہمارے پاس اور ہو امیں کہ ہم وہاں آیا چاہتے ہیں چلاؤ
گجا دہر سنگ حسب الطلب بٹول سے اور ہمارا ج بانی سے اور ہو امیں
آئے ہمارا ج عند الملاقات کجا دہر سنگ کی کچھ شکایت زبان پر نہ لایا
بس اتنا کہا کہ تم اب فسہ ونکو لیکے یہاں سے بلرام پور جاؤ اب بہر صورت
اطمینان ہی سیر حکم کا وغرغہ میں نہ لاؤ سرکار کارو پیہ او اگر
اتنا خیال رہے کہ یہاں سے جاتے ہوئے راہ میں تلسی پور سے گنا
وہاں کوئی نیا فساد نہ برپا کرنا جانتے ہو کہ ہمارے اور راجہ تلسی پور کے
قدیم سے عداوت چلی آتی ہی اونکو شرارت کے لئے ہمیشہ ایک نہ ایک

بات ملجاتی ہی ہماری سپاہ و نکی رعایا پر کسی طرح کی بدعت نہ کرنے پا کوئی
 تلسی پور میں نیا گل نہ کھلائے ایم شکار کے میں ہم چند یہ یہاں نل بہلا تین
 ہوئی کا تماشادیکھ کے یہاں سے بہتر رویتے زمین پر کہیں نہیں ہوتی ہی
 ہمیں بہر بعد آئیں گے ہزار سمجھایا کا زندہ نہ کو تلسی پور پہنچتے ہی
 نیا سوانگ لایا وہاں کے راجہ کو لکھا کہ چہاں حق ہمارا جو تمہارے
 بزرگ مقرر کرتے ہیں وہ برحق عداوت کے سب سے ہم نے میں بابا
 بہت دن گذر گئے ہیں سرکشی کی نہ لو بسید ہی طرح ہمارا حق
 مالکانہ بھیج دو ابھی لو بگاؤ نہ کٹا کرو کاراجہ نے اس گفتگو کا جواب
 کہ سید ہے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر چلے جاؤ موت کو نہ ستاؤ
 ہمارے ڈانڈے پر رنگ نہ لاؤ ہم بھی تیار ہیں لڑنے کا قصد اگر
 شاید ہمیں کمزور سمجھے مگر بخت کی بھی خبر ہی اور تو کیا پاؤں سے

کیا ونگا چودہر کے بید لے خون بہا ونگا اس گفتگو سے گجا دہر سنگہ کو
 اوہی طیش آیا قریب شام بہیا سترت سنگہ کو بلرام پورین اس مضمون کا خطا جو
 کہ قلعہ پونا کی فوج لیکے جلد آتے یہاں صبح ہوتی جاتی ہی دیر نہ لگا
 اور خود ماگہ سدی پنچی کو عین ہسنت کی رت میں گرا گرمی کر دی جا
 قلعہ لسی پور کو گھیر لیا تو پ بندوق چلنے لگی ادھر سے بہیا سری و سنگہ
 اپنی فوج لیکے عین وقت پر گجا دہر سنگہ کی مدد کو پہنچے یہ تو بڑے منتظم تھے
 اپنے لوگ مورچوں پر چوڑکے کل چار آدمیوں سے آگے بڑھے قلعہ کے
 قریب ایک نالہ ہی زمان فوج دشمن مستور تھی اوہ بہیا صاحب کو یہ صبر نہ رہی کہ قلعہ
 تو دیر نہ کچے ابھی باوا کر دیے کجا یک لشکر مخالف انہیں کو آگے گھیر لیا بہیا
 صاحب نے اپنے اس وقت کار رستخانہ کیا حملہ دلیرانہ کیا جب دیکھا کہ
 پھنس گئے تو خود ہی تلوار کینچ کے اوں ہر دون کی بھیڑ میں ہنسنے لگے

قہر الی اون سبکی جانوں پر آیا جیسے ہیڑوی کے غولیں شہر نہ آیا انکی تلوار نے
اپنے سہ پر کسی خیر دسر کو نہ آنے دیا جو سامنے آیا اوسے کہا گئی یہاں گتے کو
جانے دیا زندہ نکو دم نہ لینے دیا پیر جانکے فقط روح کو چھوڑ دیا رنگیر جانکے

نخوش غلافی تیغ تو چرخ میدانہ کہ شوم بکلی دم دو پارہ پنجو حیا

آخر انکی تیغ کی کوئی تاب لا سکا اون سیاہ روونے ڈاھا تو منہ چھپایا تھمتے
صلوات سے جسم بچا یا تیغوں کی آبرو ڈبوئی اسے حیرت سا منا کیا جان کے کہوئی
بہیا صاحب کے ہاتھ سے میت آدمی مار گئے گورکنارے گئے جب کوئی مقابلہ
نہ آنے پایا تو عدوان لے لپشت پر سے نیزے مار مار کے زمین پر گر آیا مرے مرتے
دشمنوں کو نہ امان دی بہیا سرمدت سنگہ نے بڑی ساتھی سے جا

اگر صد سال مانی دریکنی روز بباہد فرت ازین کاخ دل افروز

بہیا سرمدت سنگہ کے مرنے سے فوج بھیری ہو گئی گجاہر سنگہ خاک لڑے

اونکی بھی شہنشاہی ہو گئی مالک کی عدول حکمی نے یہ دن دکھائے جب انکی
 ساری فوج کے پاؤں اوٹھ گئے تو خود بھی بہاگ گئے قلعہ پٹوہان میں
 اس لڑائی کی ہماراج کو خبر ہوئی بڑا قلق ہوا یہاں ساری دت سنگہ کا مڑنا
 سنگیہ منہ فق ہوا زانو پر ہاتھ دیا را کہا بڑا غضب ہوا دوست تاسف پلے کہ
 گجادر سنگہ کو چلتے وقت اتنا سمجھایا تھا اوس کنجٹ کو ہمارے کینے کا
 خیال کب ہو مفت میں ایک سڑار کی جان لی اپنی توہین کی کوئی کیا جانے
 کہ اس کے بعد کہ کون شخص سبب ہی بلیدگی کوتاہ اندیشی انسان کے لئے غضب ہی

چو از قومی ملی بید انشی کرد	نہ کہ رام نرلت ماند نہ مرا
-----------------------------	----------------------------

حُصَيْنَا بِقُضَاءِ اللَّهِ خَيْرٌ فِي مَا وَقَعَ أَكْرَدَ بَرَادِ بَحَّانِ بَرَابَرِ زَنْدَہِ ہوتا تو مبتلا ہے عبا
 سخت گجادر سنگہ کا رعدہ ہوتا اونکی موت محل رحمت و آرام ہوئی ہماراج بھیجا
 مروجہ کے خون کا عوض اجہ لسی پور سے لے کر کبیر سے لے کر انعام ہو

تخل کند ہر کرا عقل بہت	نہ عقلی کہ خشمش کند زیر دست
تخل چو زہر ت نمایند نخست	ولی شہد کرد و بطبع درست

خسرو نصرت مائل فرمایا غصہ نہ کیا کہ آتش درون بہرگ او بھی بہت ہو

بخارا یا بعد ایک ہفتے کے مہاراج نے تپ سے فرصت پائی

سیر و شکار سے طبیعت بہلائی چار شیر شکار ہوئے جب بولی ہوئی تو مہاراج

قلعہ ٹھوکان میں آنکے قیدی سے اونر ہوا سے سوار ہوئے روارومی

پندرہ کوس چلے آئے یہ خبر کجا دہر سنگ کو ہوئی کہ مہاراج آج

اونر ہوا سے پراپین تشریف لائے وہ اپنی حرکت سے کمال ایشیا

تھا انگشت بندان تھا وہیں کہا کہ دیکھتے مہاراج تھک گئے کیا سزا دیں

کہیں اپنے بہائی کے خون کا بدلا مجھے نہ لینا چاہی ایشیا ہشت بہا

ہاں کہ اس کا ٹھکانہ آتا ہے گھنے

بانسی میں جگ اپنے نزدیک امن پائی پٹو ہا میں چند روز سے ایک شیر
 آتا تھا ذی روح کو تکلیفیں پہنچاتا تھا اویس نے ہی حضور سے جو میدان
 خالی پایا روایہ بازیان کر کے لگا کر اوٹھایا جو اس شیر کے ہاتھ سے
 مارا ان سے ہمارا ج پاس فرمادی تھی دوسرے دن حضور اس خونخوار کو ڈھونڈ
 چھپچھون سمیت مار لیا اور کجا دہر سنگہ کا بھاگنا اور بانسی میں پہنچنے اپنے
 نزدیک نجات پانا سن کر ہمارا ج نے مفروز زند کو روک لیا کہ یہاں کہ یہاں
 بری حرکت کی یہ تو گویا ہمیں سے عداوت کی کیا بیان ہو برابر مرحوم کا جیسا
 قلع ہو اہی ہما جو کہ ہمارا اسباب اور کاغذ وغیرہ ہمارا پاس ہی جلد ہی
 مکتوب الہ نے اسکے جواب میں حضور کو اس مضمون کی عرضی لکھی کہ گینگا
 خود معترف عجز و قصور ہی اشیاء پر مطلوبہ حضور خود لیکے حاضر
 ہونا مگر علت سے مجبور ہی غلام ذرا ہی صحت پائے

۴۸۷
یہ امور کے دریافت کر نہیں بہت کوشش کی اگر کسی نے

ہفتنے کا سر چڑھ بیٹھا ستانا مار ڈالنا بہنہ نہانا خایب ہو جانا

بیان کیا حیرت ہوئی کہ بعد مرگ انسان کا جسم خاک ہو جاتا ہی

روح اک شی لطیف و بسیط نامرتی ہی اگر کوئی ہمہ را کو کہے تو یہ

بات حق اعتقاد کی ہی پر کروں مجسمہ ہو کے نظر آتا ہی اس بات کی

تصدیق کے لئے اکثر شکوہ میں تنہا مکائی سے نکلی تا گلی کو چہ میدان

دخت گنجا ہو کے مکان میں اوہرا و وہر پہر کے چلا آتا بار بار گھبرا

جانکلا کہ نہیں کوئی صورت دکھائیے بیشتر قبرستان میں پھرتا

کہ شاید شہرِ خوشاں سے کوئی آواز سنائیے ۴۴ ۲۴ فصلی شروع

برسات و وبا کے ایام میں ایک شب بچھلے پیر کر ابر سیاہ

اندھیر چار پاتھار کی تاریکی تھی بہت سب کی طرح سنا نظر نہ آتا تھا

شب تاریک بچوان زلفِ خوبان
مالِ افروز از خواب پریشان

مین بکمالِ گل کے اسی اشتیاق میں جستجو کیلئے چلتا ہوڑی دیو

کہ دیکھا با میں مغربِ جنوب میں سے شعلے نکل رہے ہیں قریب جا دیکھا تو

مندی کے کنارے کئی لاجبل رہے ہیں اور کچھ نظر نہ آیا آگ کے قدم اوٹھایا علیجان

پورے میں کہ دیکھا تہوڑی دور ہی پہنچا اتنی دیر میں گھٹا کچھ کہل گئی تھی

خفیف سی چاندنی تھی قضا کا روشنی ماہ میں کیا دیکھتا ہوں کب مغرب کی خفا

انہوں نے باغ میں ایک جوانِ باوہ حدیقہ خوبی سر و جوتیارِ چمنِ مجوبی پر مردہ بلکہ

مردہ پڑا ہی بہت خوبصورتِ تخمیناً اٹھارہ برس کا سن سبزہ آغازِ چہرے پر

کمالِ صباحت میں سجھایا کہ خوش رو بھی ہنسنے ہی سے مر گیا

میتے او سکی عمر و حسن و بیکسی پر افسوس کیا کہ ہائے تہِ قراقِ اجل نے

اسکے ستارِ جوانی کو عینِ شبِ یامین لوٹ لیا انجامِ رہی کہ گوشت اسکا

کینڈر کہاتین گئے ہڈیان کتے چبائیں جس طرح اس مردہ کیس کو جلا دینا چاہیے اس
 جنگل میں ہی چار ہفتاب بجا کفن ہی اور بیان مرگ کو کیا چاہیے کارِ ثواب
 میں پلٹ آیا جہان پہلے مردے جلتے دیکھا گیا تھا وہیں اس نوجوان کی لاش
 کو بھی اپنے ہاتھ سے کھینچ لایا لاشہا آفر و خیر کے قریب ایک پنڈت پورنی کی رہی
 چتا تھی ہمارے حمید کی ایک لاش کو یہیں دہریں ہی بہتر ہی کہ اسکو پنڈت
 جی کے شریک کر دیں آخر پنڈت کی لاش کے پاس لاشہ سوانمرگ رکھنے منہ
 پھیر لیا اپنے مکان کا رخ کیا تھوڑی دور آیا تہہ اس کے کچھ صدائیں
 میرے کان میں آئے لگیں عجیب طرح کی آوازیں تھیں میں نے پہرے کے
 دیکھا تو پنڈت کی چٹا کے گرد چھوٹے چھوٹے قد کے آدمی بیٹھے نظر آئے
 وہ آپس میں باتیں بناتے تھے مگر اونکے کلام میری سمجھ میں نہ آتے تھے یہ
 دیکھ کر مجھ کو کمال خوشی ہوئی کہ جسکو واسطے مدد توں رحمت اُٹھائی

کے وقت بار آئی و لے کر کہہ کرے جو سارے تھے وہ بھی میں قریب سے
 چلے دیکھ لیتے اگر پریت مخاطب ہو کہ تم کا مہمان کو بھڑا تین کچے اس
 خیال سے جب کہ میں اس حیا پاس آیا تو کتنی نپایا کئی مہر بھی صورت میں
 یہ مجھے حیرت ہوئی وہاں سے ہٹ آیا تو وسیط پر وہ ہوت نمایاں ہو کر رہا تو پہا
 ہونے سے اسی چکر میں و گھڑی رات گئی جب مجھے کہہ بنا آیا تو اچا کہ یہ کیا
 بجایہ قول حکم سے اشراف ہی کہ فقط انسان کا وہم خلاق یہ ہے

یہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہی کوئی مانی و پانہ مانے

ہی راجہ انسانی عقل کتنی خدا کی باتیں خدا ہی جانے

خوارق عادات خاندان حنونار مو

ازین قبل در قصہ پاستان | موزخ نوشتست این داستان

کہ تو حنونار خاندان حنونار کی شکہ بہا و ارم شمشیر کئی باتیں عجیب و غریب ہیں

نہ دیدہ بین شہیدین کرامت آشکارہی عسایت خدای فقیر کی دعا ہی کچھ کہتے
 نہ راوی ہزاروں آدمیوں کے آریا لاکھوں مرتبہ کرامت اہل جنوار کا امتحان ہو چکا
 سگ کرگ و شغال کہ دزد و دین ان جانور کا شمار ہی انہیں سے ہر ایک
 مردم آزار ہی اکاٹھنے سے اکثر آدمی انسانیت سے جانسیہ گد رجاتے ہیں
 آپ ہی آپ چلتے ہیں کوئی پانی دیکھ کر ڈرتا ہی کوئی زیادہ بولا یا تو بھونک
 بھونک کرتا ہی انسان بھی حیوان ہر ایک اپنی عادت سے مجبور ہی ان جانوروں کا
 ہر جگہ ہی دستور ہی مگر جناب مہاراجہ دیکھے سنگہ بہادر اقبال
 کے علاقے میں کیا مجال جو بہیر و غیرہ باوجود کثرت کسی کو انکے اوٹھا کر
 دیکھ سکیں بہیر بدترین اور جگہ کے سگ گزیدہ کلکرا ل نہیں جاتے
 ہیں بیٹھے اوتھے بامید صحت در دولت مہاراجہ مدوح پر چلے
 آتے ہیں تیس یا چارم کا تو مرتبہ بڑا ہی خصوصیت سوا ہی اس گہرائی سے

کسی شخص نے اگر انگہ بہر کے زخم کو دیکھ لیا یا پانی پہونک کے مجروح کو
 پلا دیا فوراً گرفت دور ہوتی طبیعت مسرور ہوتی اتفاقاً اگر اس خیل میں سے
 کوئی آدمی اس زخمی کے ہاتھ نہ آئے تو حکم ہی کہ فقط اہل جنوار کے مکان کی
 چوہٹ لائیکہ لے چلا جائے اس قوم بہر کے گہر کے چراغ کا تیل
 بچنے نہیں پاتا ساگ گزیدہ وغیرہ بجائے مرہم زخم پر لگاتے ہیں
 ایتھے ہو جاتے ہیں اور ذیلِ شیت جیسے سرطان کہتے ہیں
 یہ بھی عارضہ ہلک ہی موت کا پیام لاتا ہی قبر کہود کے آتا ہی شروع
 ذیل میں اس خانوادے سے جو کوئی ایک نظر اس پہوڑے
 کو دیکھ لے اور سر انگشت اپنا ذیل کے گرد پیر دے مرہم ہی نشتر
 کی نہ ضرورت ہو طرۃ البعین میں صاحب ذیل کو صحت بہ مولف
 کیا دور ہی یہ بات اگر دُنشیں نہ ہو وہ آزما کی دیکھ لے جسکو یقین ہو

اسرار الہی میں ہمیشہ عقل و حیران ملک حیران ہی رہن سرگزبان ہی رہیں
 کرامت کی اصل ہی طرف عقل ہی کہ راجہ بریار سا بہا موثر اعلیٰ ہمارا
 جسے گنج سنگہ بہادر اوم شوکتہ ایک دن شکار کھیلنے کے لیے روانہ
 ایک گاؤں میں ہو کے نکلے اکبار کی غلطی ہو اور ہانکے سے بے پروا
 شوہر چاچا لکھنیا بھی اک لڑکا اوٹھا لکھیا او ویلا داد پیدا کی راجہ صاحب
 موصوفت سے فریاد کی راجہ صاحب نے شکار کا شکار ثواب کا ثواب
 جانکے اوس بہیڑے کا نشان و سمت دریافت کر کے گھوڑا اٹھایا
 جب دور نکل گئے تو اوس صحرا سے پر خازین ایک بہیڑے کا بہت
 نظر آیا راجہ صاحب سمجھے کہ وہ درندہ اوس بچے کو اسی غار میں لکھیا افسوس
 اب لڑکے کا زندہ ملنا محال ہی باوجود مایوسی دینے نہ مانا فوراً اوس
 دیاس کو کہدواؤ اور وہاں دیکھا تو سبحان اللہ جل جلالہ قدرت لایزال ہی

دوستانِ بیاس یک مردِ پیرِ عتکات پذیرِ صاحبِ کمال مقبولِ رگه‌ذو الجلال
با بکرتِ مجیبِ لدعواتِ خدا رسیده سرو گرمِ روزگار دیده فقیرِ روشن ضمیری

دروجا کرده پیرِ یه ذوقِ نوین
چیز پیر از یادِ گیتی مه‌سین پور
مجسمِ نور سرتاپا وجودش
سر ایا پیشِ لبانِ خور منور
تنش آینه دارِ پیکرِ بهور
بسانِ چنگ قدِ انجمیه
ز بس کا هیده جسمِ آن نگو مرد
ز پیری جسمِ آن پاکیزه درویش
تن خود را نموده سر بر پاگل

ز پیری قاتلش گردیده نوین
سرازموی سفیدش مطلع نور
مه آسا بر چین داغِ سجودش
ز آبِ رویه او شرمند گهر
سویدا یه دل او شعله طور
تنش چون کاغذِ سطر کشیده
وجودش گشته رشکِ جوهر فرد
بسانِ بیدی لرزیده بر خویش
از لوٹِ یاد و آتِ آتش و خاک

بہا آسا تنہا زہجوش
گداز آمادہ دل ماتہ موش

زبان اوکلب کار عالم
کلاش اشرون اسم اعظم

اوس لڑکے کو جسے ہیریا لکھا تھا وہ نبدہ مقبول اپنی گود میں لیتے ہوئے

بشفقت پری دودہ چانول اپنے ماتھے سے کہلا رہا ہی دمن میں نہیں آتا

وہ تماشا ہی راجہ صاحب مشاہدہ جمال بالکمال و کیفیت خرد سال سے

شہر ہوئے نہایت متعجب و متحیر ہوئے کہ یہ غفلت ہی یا ہوشیاری تھا

ہی کہ بیداری اپنی بیباکی کا قسطنطنیہ ہوا منہ پر ہوا سیان اوڑنے

لگین رنگ نق ہو اس گستاخی کا ڈر تصویر خوف سرا

اوس خانقاہ کے کہد واڈا لینے کا دل پر صدمہ جا نگاہ کیا کرین

غدر بدتر از گناہ نہایت شرمسار آخر کچھ بن نہ آئی ناچار شاہ صاحب

کے آپ کے ہاتھ جوڑے گرو پہرے برائے عجب سہم قدموں

کرسیئے اللہ والے کہ نور و اکرام رب غفور میں نفسانیت سے دوہرین فقیر نے
 راجہ صاحب کا سر اپنے ماتے سے اوٹھایا انکے چہرے کو بغور دیکھکے بہت
 خوش مزاجی سے فرمایا داتا بہلا کرے بابا کہ ہر آیا بیٹہ جاتیر الکرچہ قصور نہیں
 عند خلافت ہی انجان کو معاف ہی ہم ہر حال میں راضی و خوشنودین
 ایسی باتوں کا خیال نہیں مجھ یا دے معبود میں کوئی برسرِ رحم آیا تو کیا کسی نے
 ستایا تو کیا خاکسار میں ہم نہ شادی کی شادی نہ غم کا غم جسکا تیر چہر چہا
 یہ جسدِ ناپاک ہی جسکو تو نے کہہ دیا وہ یہی تو یہی خاک ہی ایک ہیں دنا
 و دوست بہا دوست ہم ایسے نہیں جو خطا کا رے سے خطا کریں
 تسلیم و رضا بھی اسی کہہ و ند کی طرح منجائے اگر کسی کے لئے
 بد دعا کریں تو کچھ اندیشہ نہ کر مطلق نہ در راجہ صاحب شاہ صاحب کی باتوں
 وجد میں آدل ملنے لگا ونگٹے کہے مجھے آنکھیں نہ مچی کریں اور

شرمائے گجرات فرض تھی بات باندھ کے عرض کی کہ اگر آپ اس خطائے
 فاش سے رنجیدہ نہیں تو جب میری خاطر جمع ہو کہ وہ علیٰ خیر سے نکلا
 ایسی شے اندر دیکھ کر کہ تاقیام دہر جیتک ہمارا خاندان باقی رہے نسل
 پشت پشت آپ کی عنایت کا نشان باقی رہے اوس باخدا عرفت
 آشنائی سے سن کر بعدی دعا ترقی جاہ و شمت زبان معجز بیان سے
 یہ ارشاد فرمایا کہ راجہ یاد رکھو تماری دو دو مان ہیں ہر مغیر و کبیر کے نفوس کا
 و ہمت میں مخصوص شخص والے ریاست کے یہ تاثیر ہوگی کہ جب کبھی
 کید ڈھیرے کے کاٹے ہوئے کورٹیں وغیرہ پانی پہونک کے
 پائے گا دم کریدہ فوراً آرام پائے گا دیکھ لینا فقیر کی بات تہر کی
 لکیر ہوگی پہر نہ کچھ ضرر ہوگا مگر تاہو ابھی جان یہ ہوگا او پٹ کا پہوڑا اگر
 تم لوگ گاہ بہر کے یکھلو گے اور گرد و نبل سر انگشت سے صحت رکھو

عربین میں کونست سے نجات پانے کا وہاں حیات پاسے کا اور پھر
 جینک تمباکیر علیہ السلام مارا جاسے گا بچہ آدم اور بچہ گاؤ کو گرگ ہرگز
 آزار نہ پہنچائے گا ہر چہ پاسے کے کاٹے ہوئے زخم پر پانا گڑا اور
 کا دو وہ ملا کے رکھنا کافی ہوگا اللہ شافی ہوگا جب شاہ صاحب یہ
 کہہ کے چپ ہوئے تو راجہ صاحب نے اوٹھ کے سلام کیا پھر ہاتھ جوڑ
 یہ کلام کیا کہ آپ نے میرے حال زار پر کمال مہربانی فرمائی اہل
 کی تعریفیں سنتا تھا آج اپنی انکھ سے دیکھا وہ بات آپہنیں پائی

اگر ہر جوئے من گرو دیا بنے	ز تو را خم ہر یک داستانے
----------------------------	--------------------------

حسن اتفاق سے یہ چہرہ نورانی ثانی نظر آیا اس طفل کا بھی احسان
 ہی جسکی جھوٹے مجاہدیت تک پہنچا یا اگر خدا من مرضی حضور نہ تو
 ایک اور مطلب ہی یہ کہ اس جگہ میرے آپ نے کاتب ہی

مانتا پ اگر ایسے نہ پائیں گے روتے روتے تم جانتیں گے جس کا فرزند نہ
 جدا ہو گا آپ ہی خود فرمائی اور سکے دکھا حال کیا ہو گا کل نہ خیر جا سیکے
 عرض کرتا ہوں باصر آئندہ اختیار بدست فخر شاہ صاحب نے
 اس بانگ کا چہ جواب نہ دیا اس لڑکے کو بھی لطیف خاطر جواب لے کیا راجہ
 نے شاہ صاحب سے رخصت ہو سکے وہاں سے مراجعت فرمائی
 اس طفل کو اسکے گھر تک پہنچا کے اور سکے والدین کے سپرد کر دیا
 دینے تسکین پائی اللہ ری الو العزمی ایسے شخص سے ہی اپنی ہی
 کر آئے شکار کو گئے تھے گو ہر مراد سے دامن بہر لائے
 خدا کی دین کا میوہ پوچھی احوال کہ اگل لینی کو جای پتھری ہو جائے
 قدرت باری ہی اس روز کے اس گہرائے میں فیض جاری ہی
 ایک ذکر کریں کہ ہمارا جو گنج سنگ پہاؤ دام دولتہ لکھنؤ

گھوڑے پر سوار تشریف لے جاتے تھے کپے پل پر جو کے نکلے وہاں
 ایک حبشی لگا کریدہ روئے راحت ندیدہ تیرہ نخت مبتلا سے ہلائے
 سخت جان بلب موت کا سامنا گپڑیش از مرگ واویلا اپنے ماتم میں
 آپ سیر پوش مدہوش نظر آیا دیوانے کتے نے اوس کو کاٹ
 کے اس آفت میں پہنچایا اوس وقت ہمارا جینے اچھی طرح
 خیال نکلیا وقت مراجعت وہ حبشی ترطیتا ہوا پہر اوسی جگہ حضور کو
 دکھائی دیا ہمارا جینے گھوڑا روک کے اوس سہی کا حال پوچھا
 رحم آیا قریب سے جانے اوسکو دیکھا تھوڑا پانی پہونک کے پلوتا
 اک میل بھی نہ گئی حبشی کی انگلیں کہلگئیں فوراً طبیعت سنہل گئی
 حیرت میں آیا کہ منہ کی پہونک نے دم سچا کا اثر دکھایا اوس کے
 اپنے مرد کو ادھر ادھر ہوئے بیٹھے لگا وہ کہانی تھا کہیں تباہ

اس اعجاز سے ہر ایک راہ روتا شاہین حیران ہوا جیسا کہ اوچھلتا کودتا
مہاراج کو دعائیں دیتا شاد شاد و نغمے آرا اور ان ہوا موہت

ہی اوی کے واسطے جس کو ملا فیض ہی یہ مبد ر فیاض کا

خاتمہ الطبع

محامد زاید از دایرہ تبیین مُسَلَّم است مرخدا می سخن افرین را کہ این جریدہ کا زنا
موزون حرکات و سکناات سنجیدہ طرح و ترکیبات یعنی نسخہ سالمہ
سوانح عمری سہمی حسن التواضع مزادہ طبع رنگین گوہر کان اصنام
نجات جوہر بیہبای سعدن فصاحت و بلاغت ناظم انواع لطائف
ناثر وافر اقسام اسقام عیوب شاعر شیرین سخن ماہر غوامض غمایدن نو کہن
سید اقا حسن بے مثل بلوغ خوش کلامی متخلص نامی مخبر و اجرا و نفاذ و شام
فیض غنیاد موسس ارکان سخاوت مروج افعال شجاعت مطلع دین

است و بسالت مقطع قصاید جرات و جلالت صدر آرای محفل سردی
 سروری مسند پیرای مجلس عجز شکنی و عاجز پروری قطب فلک ریاست
 بجباری و تدسای حدوشی و دشمن شکاری که حاتم طائی بمیانگنج
 همیش در قید زدامت شده بطی طریق حیات خیر است و بهرام گور میبشاید
 تنزروی او در روش شکار افکنی مقبوض حیرت گشته خود را در گوشت محبوب
 جلاد فلک انحراف سطوت سفاکیش سبک سنگ است و شیر گرد و
 پیست صید افکنی او قافیه تنگ بحر طویل فیاضی و فیض بخشی را یکتا در
 بهاراج ادب راج و گنجی سنگ بهادر ایدای تعدی اعادی بدور عدلش مقصود
 الی سزین بلرام پور و تیشی پور طلال اجلالش فرید باد و انزد و الاجلال
 آبال و نواش مستر او گرداناد به اتهام متوفور راقم السطور کمتر بن خاک
 واقفان اسرار خبر کل بنده چندان کیست سزا به شکر کل منضم به عالی

جنگ بهادری علیه تمامی راتن و ب ساخت مطبوع طبع گردیده

قطعه تاریخ مصنف بنده کیلاش ناتیه سوکل سکرتری

بهادر سپهر نژاد نژاد دارین چایه خانه و شفاخانه و عمارات غیره

راج بلرام پور

دب گنج سنگه آن بهاراج
خواست تالیف نسخه تاریخ
نام آقا حسن تخلص آن
کرد و نخواهد چو تا بلف
سال پرسیدش ز حالت گفت

که سپهر برین بقدرش است
زانکه در شاعری درارش است
نامی از حکم شان کمر برست
هر که دیدش ز خرمی حسرت
بنی حیوب احسن التواریخ است

قطعه تاریخ طبع ابو مصنف کتاب

این دفتر اول کتاب تاریخ
چون زیور طبع یافت از قلم خفیا



Allama Iqbal Library



57894

الضیاء

شدہ کتب تاریخ اول جلدش چو گشت موضوع

نامی پی سال عیسوی گفت شد حاصل باغ فکر مطبوع

قطعه تاریخ تصنیف پندت دیاشنکر صاحب سر

کچری تعلقداری سرکار مہاراجہ

جب چپ گیا حال کیفیت گیتی کا

بیاضہ سال ہی سال تاریخ دفتر پیداسوانج عصری

قطعه تاریخ تصنیف احمد خاں فطر پوری

ساری کیفیت مہاراجہ سیکے دکنوہر جسکی چاہ

وقفہ دی صدیہ ہاتھ فی خوب تاریخ واہ واہ چھی



**ALLAMA
IQBAL LIBRARY**
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN.